وَاِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا
(الحدیث)

خُطباتِ قاسمی

جلد پنجم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل ہے

حضرت مولانا مُحمّد ضِیاء القاسمیؒ

مَکتَبہ قاسِمیَّہ
اے بلاک ٥ غلام محمد آباد ٥ فیصل آباد

اس کتاب کے جملہ حقوق مصنف کے ورثاء کے حق میں محفوظ ہیں کوئی صاحب بھی ورثاء کی اجازت کے بغیر اس کے کسی حصے کی اشاعت کی کوشش نہ کرے ورنہ ورثاء کو قانونی چارہ جوئی کا حق ہوگا۔

نام کتاب	________	خطبات قاسمی جلد پنجم
مؤلف	________	مولانا محمد ضیاء القاسمی
ناشر	________	مکتبہ قاسمیہ اے بلاک
تاریخ اشاعت	________	مئی 2006
مطبع	________	اصغر پریس، لاہور
تعداد	________	گیارہ سو
کتابت	________	قدرت اللہ فاروق ملکہ ہانس
قیمت مجلد	________	۱۳۰ روپے

ملنے کا پتہ

ناظم مکتبہ قاسمیہ اے بلاک غلام محمد آباد، فیصل آباد

لاہور میں ملنے کا پتہ

مَکتَبَہ قاسِمیَّہ

۱۷، اردو بازار ٥ لاہور

فون: ۷۲۳۲۵۳۶

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل ہے

جمعۃ المبارک رمضان

۳۔اپریل ۱۹۹۳ء

بعد نماز جمعہ باذن اللہ و بنصرہ
خطبات قاسمی جلد پنجم کا آغاز کیا گیا۔
اللہ تعالیٰ
اپنے فضل و کرم............اور
خصوصی نصرت سے مجھے
خطباتِ قاسمی......جلد پنجم
کو مکمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

شیخ العرب والعجم سیدی ومرشدی

حضرت مولانا

سید حسین احمدؒ مدنی (قدس سرہٗ)

کے نام

جن کی نظر کیمیا گر نے

اس ناچیز کو ذرے سے آفتاب بنایا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ.

محمد ضیاء القاسمی

خطیب فیصل آباد

فہرست مضامین

نمبر شمار	تقریر نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۱		انتساب	5
۲		پیش لفظ	17
۳	تقریر نمبر ا	مسئلہ توحید اور اس کی اہمیت	20
۴		دعویٰ	22
۵		دلائل دعوی	22
۶		پہلی دلیل محکم	23
۷		شہادتِ خداوندی ثانی	31
۸		شہادتِ ثالث	32
۹		شہادتِ رابع	32
۱۰		شہادتِ خامس	32
۱۱		شہادتِ سادس	32
۱۲		اللہ کی شہادت ہی سب سے بڑی شہادت ہے	32
۱۳		فرشتوں کی شہادت	33
۱۴		توحید خداوندی پر انبیاء علیہم السلام کی شہادت	34
۱۵		خلاصۂ تقریر	34
۱۶	تقریر نمبر ۲	حضور ﷺ کی شانِ تطہیر	36
۱۷		آپ ؐ کی طہارت پر قرآنی شہادت	37
۱۸		نبی ؐ کا ماحول پاک	39
۱۹		نبی ؐ کی ازواج پاک	40

۲۰		آیت تطہیر	40
۲۱		اصحابِ نبی ﷺ کی طہارت	41
۲۲		شہر نبیؐ کی طہارت	43
۲۳		نبی کا شہر پاک	44
۲۴	تقریر نمبر۳	رفعت رسول کا بے مثال نظارہ	47
۲۵		کلمہ طیبہ میں حضور ﷺ کا ذکر	48
۲۶		کلمہ شہادت میں حضور ﷺ کا ذکر	49
۲۷		قرآن حکیم میں رفعتِ رسالت اور خدا اور رسول کے وصل وقرب کے جلوے	51
۲۸	تقریر نمبر۴	ذکر رسول کے ساتھ ذکر اصحاب رسول کے ایمان افروز نظارے	54
۲۹		گلدستے کا دوسرا پھول	56
۳۰		گلدستے کا تیسرا پھول	57
۳۱		گلدستے کا چوتھا پھول	57
۳۲		گلدستے کا پانچواں پھول	58
۳۳		گلدستے کا چھٹا پھول	59
۳۴		گلدستے کا ساتواں پھول	60
۳۵		گلدستے کا آٹھواں پھول	62
۳۶		گلدستے کا نواں پھول	63
۳۷		گلدستے کا دسواں پھول	64
۳۸		گلدستے کا گیارہواں پھول	64
۳۹		گلدستے کا بارہواں پھول	65
۴۰		گلدستے کا تیرہواں پھول	66

۴۱		گلدستے کا چودھواں پھول	66
۴۲		گلدستے کا پندرہواں پھول	67
۴۳		گلدستے کا سولہواں پھول	67
۴۴		درود میں صحابہؓ کی سنگت	69
۴۵	تقریر نمبر ۵	صحابہ کا عمل	
		خدا اور رسول کا عمل قرار پایا	70
۴۶		خدا کا فعل صحابہ کا فعل	72
۴۷		صدیق کی نصرت خدا کی نصرت	74
۴۸		اصحاب رسول کی نصرت خدا کی نصرت ہے	75
۴۹		نبی کے لئے اللہ کی ذات اور صحابہ کی ذات کافی ہے	76
۵۰		صحابہؓ کے دشمن خدا کے دشمن	76
۵۱		صحابہؓ سے مذاق خدا سے مذاق ہوگا	77
۵۲		صحابہؓ کے خلاف جو کوئی جیسا کہے گا اللہ تعالیٰ سے ویسا ہی سنے گا	78
۵۳		خدا دنیا اور آخرت میں صحابہ کا دوست ہوگا	79
۵۴		صحابہؓ جنتی ہوں گے	79
۵۵		صحابہؓ جنت میں مرضی کی زندگی گذاریں گے	80
۵۶	تقریر نمبر ۶	عقیقہ کرنا سنت رسول ﷺ ہے	81
۵۷		عقیقہ اور ارشادات رسول ﷺ	83
۵۸		ارشاد مصطفیٰ ﷺ	83
۵۹		ساتویں دن جانور ذبح کیا جائے	84
۶۰		عقیقہ میں کتنے جانور ذبح کئے جائیں	85
۶۱		کتنے بکرے دیئے جائیں	86

۶۲		حضور ﷺ نے حسنینؓ کا عقیقہ کیا	86
۶۳		اہل الحدیث علماء کا فتویٰ	87
۶۴	تقریر نمبر ۷	سیرت سیدہ زینب بنت رسول ﷺ	88
۶۵		سیدہ زینبؓ کا نکاح	89
۶۶		بچیوں میں اسلام لانے میں پہلا نمبر	89
۶۷		مشرکین کا ناپاک منصوبہ	
۶۸		ابی العاص کو طلاق دینے کی ترغیب	91
۶۹		حضور ﷺ کو ابی العاص کی یہ ادا پسند آئی	91
۷۰		جنگ بدر کے دو قیدی اور	
		حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ہار	92
۷۱		محبت رسول محبت خاوند غالب آ گئی	93
۷۲		حضرت زینبؓ پر مدینہ کے راستے میں حملہ	94
۷۳		بیٹی نبی کی نظر میں	94
۷۴		اولاد سیدہ زینبؓ	96
۷۵		بچے کو رسول اللہ نے گود میں لے لیا	96
۷۶		علی بنت زینبؓ	97
۷۷		امامہ بنت زینبؓ	98
۷۸		امامہ کو نبوت کا انعام	98
۷۹		سیدہ زینبؓ کی وفات	99
۸۰		سیدہ زینبؓ کا اعزاز	99
۸۱		پیغمبر کی ہر چیز مبارک	100
۸۲		سیدہ زینبؓ کا جنازہ حضورؐ نے پڑھایا	100
۸۳		قبر زینبؓ میں حضورؐ خود اترے	101

۸۴	تقریر نمبر ۸	سیدہ رقیّہ بنت رسول اللہ ﷺ	103
۸۵		حضرت عثمانؓ کو داماد ہونے کا شرف واعزاز	104
۸۶		سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کا عظمت عثمانؓ پر اظہار خیال	105
۸۷		علیؓ کی گواہی	105
۸۸		قریشی عورتوں کا ترانہ	106
۸۹		سیدہ رقیہ کو دو ہجرتوں کا اعزاز	106
۹۰		رسول اللہ کی بیٹی کی یاد	107
۹۱		ملا باقر مجلسی کی تائید	107
۹۲		حبشہ سے واپسی	108
۹۳		دو ہجرتیں	108
۹۴		سیدہ رقیہؓ کے دو بچے	108
۹۵		حضور ﷺ سیدہ رقیہ کو ہدیہ بھیجتے تھے	109
۹۶		حضرت عثمانؓ حضور ﷺ کو ہدیہ بھیجتے تھے	109
۹۷		حضرت عثمانؓ کے لئے دعاء	110
۹۸		حضرت رقیہؓ کی بیماری	111
۹۹		سیدہ رقیہؓ کی وفات	111
۱۰۰		حضرت فاطمہؓ کا گریہ	112
۱۰۱		مدینہ شریف میں صحابہ کرامؓ کی جماعت سے پہلے شخص عثمانؓ بن مظعون ہیں جنھوں نے انتقال فرمایا	113
۱۰۲	تقریر نمبر ۹	سیدہ ام کلثومؓ بنت رسول اللہ ﷺ	114
۱۰۳		سیدہ ام کلثوم کی ہجرت	115
۱۰۴		صدیق اکبرؓ کے خزانے کا پھر منہ کھل گیا	115
۱۰۵		رسول اللہ ﷺ کا گھرانہ اور صدیق اکبر کا گھرانہ	116

۱۰۶		حجرۂ عائشہ صدیقہؓ	117
۱۰۷		نکاح ام کلثومؓ	117
۱۰۸		وفات ام کلثومؓ	118
۱۰۹		عجائبات قدرت	118
۱۱۰		نماز جنازہ	119
۱۱۱		حضور ﷺ کے آنسو	119
۱۱۲	تقریر نمبر ۱۰	سیدہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ	121
۱۱۳		سیدہ فاطمہؓ صورت اور سیرت میں حضورؐ کے مشابہ تھیں	121
۱۱۴		عائشہ صدیقہؓ کی گواہی	122
۱۱۵		ہجرت مدینہ اور خاندان صدیقیؓ	122
۱۱۶		سیدہ فاطمہؓ کی شادی	123
۱۱۷		سیدہ عائشہؓ نے زہراؓ کا گھر سجایا	123
۱۱۸		جہیز فاطمۃ الزہراؓ	124
۱۱۹		تقسیم کار	125
۱۲۰		غزوۂ احد میں خدمت رسول	125
۱۲۱		سیدہ فاطمہؓ کو سیدہ عائشہؓ سے محبت کرنے کا حکم	126
۱۲۲		حضور ﷺ کا حکم فاطمہؓ کو	127
۱۲۳		تسبیح فاطمہؓ	128
۱۲۴		سیدہ فاطمہ کا جنازہ ابوبکر صدیقؓ نے پڑھایا	128
۱۲۵	تقریر نمبر ۱۱	تین ناپسندیدہ عورتیں	134
۱۲۶		حضرت نوحؑ کی بیوی	135
۱۲۷		حضرت لوطؑ کی بیوی	135
۱۲۸		نجات ایمان پر ہوگی	137

۱۲۹		حسب ونسب اور رشتہ پر نہیں	137
۱۳۰		حضرت لوط کی بیوی کا تذکرہ	138
۱۳۱		ابولہب کی بیوی	141
۱۳۲		انجام	142
۱۳۳	تقریر نمبر۱۲	سیدہ مریم طاہرہ سلام اللہ علیہا	144
۱۳۴		حضرت مریم کا بچپن	144
۱۳۵		حضرت مریم کا مقام رفیع	147
۱۳۶		سیدہ مریم طاہرہ کی سیرت کا ایک اور ورق	152
۱۳۷	تقریر نمبر۱۳	انبیاء اور صحابہ پر مشترکہ نعمتوں کی بارش	163
۱۳۸		انبیاء علیہم السلام کا انتخاب اللہ تعالیٰ کرتے ہیں	164
۱۳۹		صحابہ کی جماعت کو خدا نے چنا ہے	164
۱۴۰		حضور ﷺ اور صحابہ پر مشترکہ نعمتوں کی بارش	165
۱۴۱		رضائے صحابہ کی سند	165
۱۴۲		نبی کے لئے اجر غیر ممنون	166
۱۴۳		صحابہ کے لئے اجر غیر ممنون	167
۱۴۴		ان کا اجر جاری رہے گا	168
۱۴۵		نبی کو ثبات قلب عطا کیا گیا	168
۱۴۶		صحابہ کو ثبات قلب کی دولت سے نوازا گیا	169
۱۴۷		حضور پر سلام اور سلامتی کی نعمت	169
۱۴۸		صحابہ کے لئے سلام	170
۱۴۹		پوری امت صحابہ کو سلام کرتی ہے	171
۱۵۰		حضور رحمۃ اللعالمین ہیں	171
۱۵۱		صحابہ کے لئے خیر امت کا اعزاز	171

۱۵۲		نبی پر رب کی نعمتوں کا مرکز	172
۱۵۳		صحابہ کرامؓ پر اتمام نعمت کا اعزاز	173
۱۵۴	تقریر نمبر ۱۴	نبی اور صحابہ پر اللہ تعالیٰ کی مشترکہ نعمتوں کی بارش	174
۱۵۵		نبیؐ کے لئے کفار پر غلبہ کا وعدہ	174
۱۵۶		صحابہؓ کو کافروں پر غالب کرنا خدا کے ذمے	175
۱۵۷		حضور ﷺ کو فتح کی نعمت سے سرفراز فرمایا	176
۱۵۸		صحابہ کو فتح کی نعمت سے سربلند کیا	176
۱۵۹		اللہ اور فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں	177
۱۶۰		صحابہ پر رحمتوں کی بارش	178
۱۶۱		نبی مصطفیٰ ہیں	178
۱۶۲		اصحاب رسول بھی حسنِ انتخاب الٰہی ہیں	179
۱۶۳		نبی پر سکینہ کا نزول	180
۱۶۴		صحابہ پر سکینہ کا نزول	180
۱۶۵		نبی کے لئے شرح صدر کی نعمت	181
۱۶۶		شرح صدر	181
۱۶۷		صحابہ کے لئے شرح صدر کی نعمت	181
۱۶۸		ایمان میں یکجہتی	182
۱۶۹		یوم حشر نبی اور صحابہ کی عظمتوں کا ڈنکا	182
۱۷۰		حضور ﷺ قیامت میں گواہ ہوں گے	183
۱۷۱		صحابہؓ قیامت میں گواہ ہوں گے	183
۱۷۲		رسول کا دشمن جہنمی	185
۱۷۳		صحابہ کا دشمن جہنمی	185
۱۷۴	تقریر نمبر ۱۵	دعوت ولیمہ سنت رسول ﷺ ہے	187

١٧٥		ولیمہ کا نبوی حکم	188
١٧٦		حضور ﷺ کی دعوتِ ولیمہ	189
١٧٧		حضور ﷺ کے ایک اور ولیمے کی جھلک	190
١٧٨		دعوت ولیمہ میں غریبوں کو بھی شامل کریں	191
١٧٩		کب تک ولیمہ کیا جائے	193
١٨٠		دعوت قبول کرنا سنت ہے	194
١٨١	تقریر نمبر ١٦	شرمناک جرم......ناپ تول میں بددیانتی کرنا	196
١٨٢		ستم ظریفی کی حد ہوگئی	197
١٨٣		فسادی تاجر اور دوکاندار	199
١٨٤		فسادی	200
١٨٥		شعیبؑ کی قوم کو نصیحت اور وارننگ	200
١٨٦		ایمان داری کا انجام اچھا ہوگا	201
١٨٧		مجرم خدا کی عدالت میں	202
١٨٨		دیانتدار تاجر قیامت میں اونچے مقام پر ہوگا	203
١٨٩	تقریر نمبر ١٧	ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک	204
١٩٠		پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے کی تاکید	206
١٩١		حسن سلوک کیا ہے	207
١٩٢		رسول اللہ کی سخت وارننگ	207
١٩٣		دور حاضر کا بدترین ہمسایہ	209
١٩٤		جبریل امین ہمسایہ سے حسن سلوک کی تاکید کرتے ہیں	211
١٩٥		ہمسایہ کی خدمت اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرتی ہے	211
١٩٦		پڑوسی کو تکلیف نہ دی جائے	212
١٩٧	تقریر نمبر ١٨	جہاد فی سبیل اللہ اور اس کی اہمیت	213

۱۹۸		رضائے خداوندی کا سٹرفکیٹ مل گیا	215
۱۹۹		نجات کا عظیم ذریعہ	
۲۰۰		خدا کے ہاں منافع بخش تجارت جہاد کرنا ہے	216
۲۰۱		مجاہدین بلند منصب پر فائز ہوں گے	217
۲۰۲		مظلوموں کی اعانت کے لئے جہاد کرو	218
۲۰۳		حضور ﷺ کو جہاد کا حکم	219
۲۰۴		کافروں کے خلاف مسلمانوں کولڑنے کا حکم	220
۲۰۵		مجاہدین پر انعامات کی بارش	221
۲۰۶		جہاد قیامت تک جاری رہے گا	222
۲۰۷		مجاہدین قیامت تک علم جہاد بلند رکھیں گے	223
۲۰۸		حضور ﷺ کی تمنائے شہادت	223
۲۰۹		توحید خداوندی	224
۲۱۰		مدنی زندگی پوری عملی جہاد سے مرکب ہے	224
۲۱۱	تقریر نمبر ۱۹	فضائل اعتکاف	225
۲۱۲		آخری عشرہ کا اعتکاف آپ ﷺ کا معمول تھا	228
۲۱۳		اعتکاف میں کون کون سی باتیں ممنوع ہیں	230
۲۱۴		معتکف کا ثواب بڑھ جاتا ہے	231
۲۱۵		سیدہ عائشہ صدیقہؓ رسول اللہ کے بالوں میں کنگھی کرتی تھیں	233
۲۱۶	تقریر نمبر ۲۰	صحابہ کرامؓ اور نظر نبوت	235
۲۱۷		حضرت ابراہیم اور نار نمرود	236
۲۱۸		رسول اللہ ﷺ کا اپنے یاروں کے لئے آرڈیننس	237
۲۱۹		چہرۂ نبوت کی تاثیر	241
۲۲۰		آج کا مسئلہ	242

۲۲۱		جمال ہمنشین درمن اثر کرد	242
۲۲۲		شیخ سعدی کا عجیب استدلال	243
۲۲۳		محبت رسول کا صحابہ پر اثر	245
۲۲۴		درخت اونچا ہوگیا	246
۲۲۵		نبیؐ کا دیکھنا	248
۲۲۶	تقریر نمبر ۲۱	حضور ﷺ صحابہؓ کی مجلس میں	249
۲۲۷		صحابہ نے رُخ مصطفیٰ سے اپنے چہرے سنوارے	254
۲۲۸		يُرِيدُوْنَ وَجْهَهُ	255
۲۲۹		تمام صحابہ جنت میں جائیں گے	256
۲۳۰		ابوبکرؓ وعمرؓ پر نظر نبوت	261
۲۳۱		یہی بات ایک دوسرے انداز سے	262
۲۳۲		ایک نابینا صحابی بازی لے گیا	264
۲۳۳		عبداللہ بن ام مکتوم کو تین انعام	265
۲۳۴	تقریر نمبر ۲۲	حضور ﷺ اور صدیقؓ کا بچپن سے یارانہ	267
۲۳۵		حسن اتفاق یا خدائی فیصلہ	267
۲۳۶		دونوں تاجر	267
۲۳۷		صدیق اکبرؓ نے خواب دیکھا	
۲۳۸		بحیرہ راہب نے تعبیر کردی	268
۲۳۹		غار ثور میں یہ خواب حقیقت بن گیا	269
۲۴۰		حضور ﷺ اور صدیقؓ ایک ہی کمیٹی کے رکن	270
۲۴۱		شادی کا جوڑا صدیق اکبرؓ نے دیا	270
۲۴۲		غیر اللہ کو بھی سجدہ نہیں کیا	270
۲۴۳		ابوبکر صدیقؓ اپنے محبوبؐ کو اعلان نبوت سے پہلے	

		ہی نبی سمجھتے تھے	271
۲۴۴		صدیق اکبرؓ بازی لے گئے	273

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

’’خطبات قاسمی‘‘ کی چار جلدیں آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔ میرا خیال تھا کہ اس سلسلہ کو چار جلدوں میں ختم کر دیا جائے گا، مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کچھ مضامین ایسے مطالعہ میں آئے جن سے میرے دل و دماغ روشن ہو گئے۔ ان میں علم تھا، روشنی تھی، روح پرور حلاوت و شیرینی تھی، ایمان اور یقین کو جلا بخشنے والی روحانی غذا اور ایمان کی تازگی کا سامان تھا۔ شعور کو ایک روشنی ملتی تھی۔

قرآن و حدیث کے ایسے شہ پارے تھے جن سے ذوق ایمان کو وجد اور روح پرور کیفیات ملتی تھیں۔ میں نے انہیں جمع کر کے خطبات میں بیان کرنا شروع کیا تو ذوق و آگہی کے نئے دریچے کھلتے گئے۔ نہایت ہی وجد آفریں سرمایہ جمع ہوتا گیا۔ علمی ذخیرہ اس قدر جمع ہو گیا کہ الحمد للہ پوری کتاب کا مواد میسر آ گیا۔ ذالک فضل اللہ۔ دل میں بار بار یہ خیال آنے لگا کہ کیوں نہ ان مضامین کو خطبات قاسمی کا حصہ بنا دیا جائے۔ اللہ کا نام لے کر کام شروع کر دیا گیا۔ اس کی نصرت خاصہ سے خطبات قاسمی کی پانچویں جلد تیار ہو گئی۔ الحمد للہ

☆ پانچویں جلد کے مضامین دلچسپ، اچھوتے اور علم کے بے پناہ ذخائر اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں، توحید، رسالت، عظمت رسالت کے اس قدر چمکتے موتی اس میں موجود ہیں جن سے قلب و جگر کو سکون اور وجدان و جذب کی ایک خاص کیفیت حاصل ہوتی ہے۔

خطیب کا کام تو صرف دلائل و براہان کا ذخیرہ جمع کرنا ہوتا ہے۔ اس میں وجدانی کیفیات کا پیدا کرنا میرے اللہ کا کام ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی ہے کہ اس نے ذرے کو آفتاب بنا دیا۔ مٹی کو سونا بنا دیا اور بیان کو سحر اور تقریر کو تاثیر کی حلاوت سے بہرہ ور کر دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک حمداً کثیرا

☆ میرے خیال میں ’’خطبات قاسمی‘‘ کو پانچ جلدوں پر ختم کر دیا جائے اس کے بعد جو جمع کے خطبات کا سلسلہ ہو انہیں کسی اور نام سے ترتیب دیا جائے۔ اگر چہ میں ایک ضعیف اور کمزور خطا کار انسان ہوں مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ’’خطبات قاسمی‘‘ کے اس حقیر سے ذخیرے کو علماء کرام، خطباء، طلباء، آئمہ کرام، مقررین، واعظین اور ہر طبقہ فکر کے اہل علم نے نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اپنی تقریظات اور آراء گرامی سے میری اس کوشش کو سراہتے ہوئے معتمد، مستند اور علمی سرمایہ قرار دیا جو میرے لئے سرمایہ آخرت اور علمی اعزاز ہے۔

خود دیوبند کے علم شناس حلقوں نے خطبات قاسمی کو دیوبند جیسے علمی مرکز سے شائع کر کے اس کے مستند اور معتمد ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ میرے لئے اس سے بڑی اور کیا سعادت ہو سکتی ہے کہ مادر علمی دیوبند نے مجھے سند خطبات عطا فرما کر اس طرح دستار فضیلت وعظمت سے سرفراز کر دیا ہے جو میرے لئے سونے پر سہاگہ کا کام ہے۔

☆ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں جس کے فضل وکرم سے بیان وتقریر میں دین قیم کی خدمت کا موقع ملا۔ یہ اسی کی ذرہ نوازی اور اسی کی بندہ پروری ہے۔ میں اس کے احسانات کے لئے سراپا عجز ونیاز بن کر اس کے حضور سجدہ ریز ہوں۔

☆ میرے مولیٰ خطبات قاسمی کو قبول فرماتے ہوئے اسے میرے لئے صدقہ جاریہ بنادے۔

☆ خطبات قاسمی کو میرے لئے اجر غیر ممنون بنادے۔

☆ میرے خطاؤں اور لغزشوں کو معاف فرمادے۔ میرے قبر اور حشر کے لئے اس کتاب کو ذریعہ نجات، مغفرت اور سکون بنادے۔

آپ سے گزارش

میں بنیادی طور پر طالب ہوں۔ میں نے ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے قرآن وحدیث کے شکر پارے جمع کئے ہیں۔ ان میں یقیناً غلطیاں ہوسکتی ہیں۔ آپ ان غلطیوں و غلط رنگ دینے کی بجائے مجھے براہ راست تحریر فرما کر حوصلہ افزائی فرمائیں تاکہ میں اپنی غلطیوں کی اصلاح کر سکوں۔ کیونکہ میں خطاؤں کا پتلا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائیں اور قلب سلیم سے نوازے!

رَبَّنالا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا.

یہ چند سطور میں نے سفر ہی میں سپرد قلم کی ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں پوری توجہ سے غلطیوں کی اصلاح کردی جائے گی۔

میں تیرا عاجز بندہ!
محمد ضیاء القاسمی
خطیب، فیصل آباد
۱۱/ اکتوبر ۱۹۹۳ء

☆ رجب میں اس کا آغاز ہوا

یکم جنوری ۱۹۹۳ء

تقریر نمبر ا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ توحید اور اس کی اہمیت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُو الْعِلْمِ قَآئِماً بِالْقِسْطِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ٥۔(پ۳ رکوع ۹)

''اللہ تعالیٰ نے خود شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے اور صاحبِ علم اس حق بات پر قائم ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ وہی زبردست حکمت والا ہے۔''

حضرات گرامی! آج کے جمعہ میں آپ کے سامنے مسئلہ توحید اور اس کی اہمیت پر بیان ہوگا مسئلہ توحید اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کی اہمیت اپنی زبان میں بیان فرمائی ہے مسئلہ توحید کی نہ صرف اہمیت کو بیان کیا گیا ہے بلکہ اس کی صداقت اور سچائی پر اس کی عظمت و رفعت پر خداوند قدوس نے خود گواہی دی ہے گویا کہ مسئلہ توحید اس قدر اساسی اور بنیادی اہمیت کا حامل ہے کہ اللہ اس کی حقانیت کے اثبات کے لئے خود گواہ بن گئے ہیں اور پھر ملائکہ کو اس پر گواہ بنایا اس پر بھی بس نہیں ہوئی بلکہ تمام انبیاء علیہ السلام کو اس کی گواہی اور اثبات کے لئے اس کے فروغ اور تبلیغ کے لئے دنیا میں مبعوث فرمایا

☆ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ دعویٰ ہے۔

اس دعویٰ کے ثابت کرنے کے لئے چار گواہ بنائے گئے۔

☆	پہلا گواہ	....	اللہ تعالیٰ
☆	دوسرا گواہ	....	جماعت ملائکہ
☆	تیسرے گواہ	....	انبیاء کرام
☆	چوتھے گواہ	....	علماء

حضرت گرامی!

میں چاہتا ہوں کہ قرآنی ترتیب کے مطابق سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی اپنی شہادت کو بیان کروں جو اس نے اپنی توحید کے لئے دی ہے اور جسے قرآن حکیم نے مختلف مقامات پر ریکارڈ کر کے ہم تک پہنچایا ہے۔

پہلی شہادت:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَابَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ.

”اللہ تعالیٰ (وہ ہے کہ) کوئی معبود اس کے سوا نہیں۔ وہ زندہ ہے سب کا سنبھالنے والا ہے اسے نہ اونگھ آ سکتی ہے نہ نینداس کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے کون ایسا ہے جو اس کے سامنے بغیر اس کی اجازت کے شفارش کر سکے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ مخلوقات کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے۔ اس سب کو اور وہ اس کے معلومات میں سے کسی چیز کو بھی گھیر نہیں سکتے سوا اس کے کہ جتنا وہ خود چاہے۔ اس کی کرسی نے سما رکھا ہے آسمانوں اور زمین کو اور اس پر ان کی نگرانی ذرا بھی گراں نہیں

اور وہ عالی شان ہے عظیم الشان ہے“۔

اس آیت کریم میں اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت کا دعویٰ کر کے اس کے دلائل دیتے ہیں تا کہ دعوے کو دلائل سے ثابت کر کے لوگوں کے دلوں پر نقش کر دیا جائے۔

دعویٰ:

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ

”اس دعوی کو ثابت کرنے کیلئے مندرجہ ذیل دلائل دیئے گئے“

- ھُوَ الْحَیُّ
- اَلْقَیُّوْمُ
- لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ
- لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ
- مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ
- یَعْلَمُ مَابَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ
- وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ
- وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
- وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا
- وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

اس آیت کریمہ میں توحید خداوندی کے اس قدر مستحکم اور مضبوط دلائل بیان فرماتے گئے ہیں کہ کوئی شخص ان کو چیلنج نہیں کرسکتا۔

خداوند قدوس نے اپنی زبان مبارک سے توحید پر ایسی شہادت بیان فرمائی ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا مشرک اس دلیل کے سامنے کھڑا نہیں ہوسکتا۔

پہلی دلیل محکم:

اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ......لفظ حیّ کے معنی عربی زبان میں ''زندہ'' کے ہیں اسمائے الٰہیہ میں یہ لفظ لاکر یہ بتلانا مقصود ہے کہ وہ ہمیشہ زندہ اور باقی رہنے والا ہے وہ موت سے بالاتر ہے۔

لفظ قیُّوم قیام سے نکلا ہے۔قیام کے معنی کھڑا ہونا۔قائم کھڑا ہونے والے کو کہتے ہیں۔قیام اور قیوم مبالغہ کے صیغے کہلاتے ہیں۔ان کے معنی ہیں وہ جو خود قائم رہ کر دوسروں کو قائم رکھتا اور سنبھالتا ہے۔قیوم اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے جس میں کوئی مخلوق شریک نہیں ہوسکتی کیونکہ جو چیزیں خود اپنے وجود و بقاء میں کسی دوسرے کی محتاج ہوں وہ کسی دوسری چیز کو کیا سنبھال سکتی ہیں اس لئے کسی انسان کو قیوم کہنا درست نہیں ہے۔

خطیب کہتا ہے:

موت ہر شخص کو آنی ہے حتیٰ کہ اولیاء اور انبیاء علیہم السلام کو بھی موت کا مزا چکھنا پڑا......جس سے معلوم ہوا کہ جس پر موت وارد ہوگی وہ الٰہ نہیں ہوسکتا اور جو الٰہ ہوگا اس پر موت وارد نہیں ہوسکتی۔

قیُّوْم کی صفت سے معلوم ہوا کہ تمام کائنات کا وجود اور قیام ذات باری تعالیٰ کے سہارے سے ہے۔

جو چیز یا جو شخص اپنے جود و بقاء کیلئے کسی سہارے کا محتاج ہوگا وہ الٰہ اور مشکل کشا نہیں ہوسکتا اور جو الٰہ اور مشکل کشا ہوگا وہ کسی سہارے کا محتاج نہیں ہوسکتا۔

قیُّوْم سے معلوم ہوا کہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے سہارے سے قائم ہے اور اللہ تعالیٰ کو کسی سہارے کی ضرورت نہیں یہی توحید کا بنیادی نکتہ ہے جس نے عقیدہ توحید کو اساس اور بنیاد بنایا ہے............سب کچھ اس کے سہارے پر چل رہا ہے وہ کسی کے سہارے پر قائم نہیں وہی حُیُّ ہے وہ ہی قیوم ہے۔

☆ پوری دنیا کے مزارات اور قبرستان اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ حیات ابدی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو حاصل ہے............اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بقاء

نہیں۔ وَ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

☆ لَاتَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ

سِـــنَةٌ……سین کے زیر کے ساتھ اونگھ کو کہتے ہیں جو نیند کے ابتدائی آثار ہوتے ہیں……اور نَـــوْمٌ مکمل نیند کو۔اس جملہ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اونگھ اور نیند سے بری اور بالا ہے۔

خطیب کہتا ہے:

جسے اونگھ اور نیند آتی ہے وہ مشکل کشا نہیں ہوسکتا…………اور جو مشکل کشا ہوگا اسے اونگھ اور نیند نہیں آتی…………الہ کا اونگھ اور نیند سے پاک ہونا ضروری ہے۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ انہوں نے ایک دن اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اے اللہ! مجھے ایک دن کے لئے خدائی کا نظام چلانے کا موقع دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے کلیم! آپ خدائی نظام کو نہیں چلا سکتے یہ آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے بار بار اصرار کیا…………تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام! ایسے کرو کہ ایک پوری رات پانی کا پیالہ بھر کر ہتھیلی پر رکھ کر کھڑے رہو صبح کو فیصلہ کیا جائے گا۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا کہ ایک پانی کا پیالہ بھر کر ہتھیلی پر رکھ لیا اور رات اسی طرح کھڑے ہو کر گزارنے کا فیصلہ کر لیا جب نصف رات گزر گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اونگھ آ گئی اور پانی کا پیالہ ہاتھ سے گرا اور تمام پانی زمین پر گر گیا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام پانی کا پیالہ اٹھا کر پھر کھڑے ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! اب پیالہ اٹھا کر کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں مسئلہ حل ہو گیا ہے۔

میں نے آپ کو یہی بتانا تھا کہ جو شخص ایک رات پانی کا پیالہ اٹھا کر کھڑا نہیں ہوسکتا وہ پوری کائنات کا نظام کیسے سنبھال سکتا ہے۔

☆ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے جس کو نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نینداس لئے اِلٰہ بھی وہی ہوسکتا ہے۔

☆ نیند اولیاء کو بھی آتی ہے اور انبیاء علیہم السلام کو بھی نیند اور اونگھ کا آنا ہی ان کے الٰہ ہونے کی نفی کرتا ہے۔

☆ کسی گدی نشین سے ملاقات کرنے کے لئے رات بارہ بجے جاؤ تو جواب ملے گا حضرت صاحب آرام فرمارہے ہیں۔محوِ خواب ہیں۔ملاقات نہیں ہوسکتی ملاقات کے لئے کل آنا............ یہ بھی کوئی وقت ہے۔ یہ حضرت صاحب کے سونے کا وقت ہے۔

☆ معلوم ہوا کہ جو دو پہر کو اور رات کو سوتا ہے وہ بندوں کی فریاد کیسے سن سکتا ہے۔فرمایا وہی ذات سنے گی جو چوبیس گھنٹے جاگتی ہے۔ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔سبحان اللہ............قرآن حکیم نے کس قدر آسان اور دل کو بھانے والی دلیل پیش فرمائی ہے۔جواَن پڑھ سے اَن پڑھ آدمی کو بھی آسانی سے سمجھ آسکتی ہے۔

☆ خدا کے سوا دوسروں کو مشکل کشا کہنے والے!

ذرا ہوش کر

عقل کے ناخن لے

خدا کا شریک بنانے سے توبہ کر۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں،اپنی صفات میں وحدہٗ لاشریک ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں۔اپنے اعمال کو شرک کی نجاست سے آلودہ نہ کر۔

☆ اپنا عقیدہ آیۃ الکرسی کے مطابق بنا کر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی رضا حاصل کریں۔

☆ آیۃ الکرسی کا وظیفہ بھی پڑھتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں شریک بھی کرتے ہو۔

آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ

☆ لَہٗ میں لام تملیک کے معنی کے لئے آیا ہے جس کے معنے یہ ہوئے کہ تمام چیزیں جو آسمانوں یا زمین میں ہیں سب اللہ تعالیٰ کی مملوک ہیں۔ وہ مختار ہے جس طرح چاہے ان میں تصرف کرے۔

خطیب کہتا ہے:

زمین ...... اللہ کی مِلک
آسمان ...... اللہ کی مِلک
انسان ...... اللہ کی مِلک
عرش ...... اللہ کی مِلک
فرش ...... اللہ کی مِلک
انبیاء ...... اللہ کی مِلک
اولیاء ...... اللہ کی مِلک
مرتضیٰ ...... اللہ کی مِلک
مصطفیٰ ...... اللہ کی مِلک

قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ O

جو خود مملوک الٰہی ہوں وہ خدا نہیں ہو سکتے............اور جو خداوند قدوس ہے وہ مختار بھی ہے۔ مالک بھی ہے۔ جو مختار ہو گا وہ کسی کا محتاج نہیں ہو سکتا............اور جو محتاج ہو گا وہ کبھی

مختار نہیں ہوسکتا۔

☆ عجیب بات ہے کہ مملوک بھی مانتے ہیں اور مالک بھی کہتے ہیں۔

☆ عجیب بات ہے کہ مخلوق بھی مانتے ہیں اور خالق بھی کہتے ہیں۔

☆ عجیب بات ہے کہ مولود بھی مانتے ہیں اور............ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ....کا ساجھی اور شریک بھی کہتے ہیں۔

☆ اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔

ذرا بتایا تو جائے کہ یہ من گھڑت شریعت تم نے شریعت مصطفوی ﷺ کے مقابل کیوں بنالی ہے۔

بمصطفیٰ ﷺ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست
گو باونہ رسیدی تمام بولہبی است

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ۔

ایسا کون ہے جو اس کے آگے کسی کی شفارش کر سکے بغیر اس کی اجازت کے اس میں چند نکات ذہن میں رکھنے ضروری ہیں۔

☆ جب اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا مالک ہے تو کوئی اس سے بڑا اور اس کے اوپر حاکم نہیں تو کوئی اس سے کسی کام کے بارے میں باز پرس کرنے کا بھی حقدار نہیں۔

وہ جو حکم جاری فرمائیں اس میں کسی کو چون و چرا کی مجال نہیں۔

ہاں یہ ہوسکتا تھا کہ کوئی شخص کسی کی شفارش و شفاعت کرے سو اس کو بھی واضح فرمایا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کسی دم زدن کی مجال نہیں ہاں کچھ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہیں جن کو خاص طور پر کلام اور شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ کیونکہ کوئی شخص بھی کسی کی بغیر اجازت سفارش و شفاعت بھی نہیں کر سکے گا۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روز محشر سب سے پہلے میں ساری اُمتوں کی شفاعت کروں گا اس کا نام مقام محمود ہے جو حضور اکرم ﷺ کی خصوصیات ہے۔

خطیب کہتا ہے:

شفاعت بھی ایک درخواست ہے جو سرکار دو عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کریں گے۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ درخواست دینے والے کا مقام اور ہوگا............اور درخوست قبول کرنے والے کا مقام اور ہوگا۔

مقامِ عبدیت ....اور مقامِ عبودیت............ کے امتیاز کے لئے مسئلہ شفاعت بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

☆ مانگنے والا............اور............دینے والا ، مانگے والا نبی ہوگا، دینے والا اللہ تعالیٰ ہوگا۔

شفاعت سب کے لئے ہوگی مگر شرک کرنے والے مشرک کے لئے شفاعت کا دروازہ بھی بند کر دیا جائے گا۔

☆ ہمارا عقیدہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ شفیع المذنبین ہیں آپ قیامت کے دِن اپنے گناہ گار اُمتوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت فرمائیں گے اور اربوں کھربوں گناہ گار سرکار دو عالم ﷺ کی شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رحمتِ دو عالم ﷺ کی شفاعت سے سرفراز فرمائے............مگر گندے عقیدے اور شرک و بدعت سے معمور اعمال والا شخص شفاعت سے محروم رہے گا۔ اس کو حضور ﷺ خود ارشاد فرمائیں گے۔

سُحْقًا سُحْقًا دور ہو جا۔ دور ہو جا۔

يَعْلَمُ مَابَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ

یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے آگے پیچھے کے تمام حالات و واقعات سے واقف و باخبر ہے۔

آگے اور اور پیچھے کا یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ ان کے پیدا ہونے سے پہلے اور پیدا ہونے کے بعد کے تمام حالات و واقعات اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ اور یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ

آگے سے مراد وہ حالات ہیں جو انسان کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔اور پیچھے سے مراد اس سے مخفی واقعات و حالات ہوں تو معنے یہ ہوں گے کہ انسان کا علم تو بعض چیزوں پر ہے اور بعض پر نہیں کچھ چیزیں اس کے سامنے کھلی ہوئی ہیں اور کچھ چھپی ہوئیں۔مگر اللہ تعالیٰ کے لئے یہ سب چیزیں برابر ہیں اس کا علم ان سب چیزوں کو یکساں محیط ہے اور ان دونوں مفہوموں میں کوئی تعارض نہیں۔آیت کی وسعت میں یہ دونوں داخل ہیں۔

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَآءَ۔

یعنی انسان اور تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کے علم کے کسی حصہ کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر اللہ تعالیٰ ہی خود جس کو جتنا حصہ علم سے عطا کرنا چاہیں صرف اتنا ہی اس کو علم ہو سکتا ہے۔

اس میں بتلا دیا گیا کہ تمام کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم محیط صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خصوصی صفت ہے۔انسان یا کوئی مخلوق اس میں شریک نہیں ہو سکتی۔

خطیب کہتا ہے:

☆ عالم الغیب بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

☆ علم غیب اور چیز ہے اور اخبار غیب اور چیز ہے۔

☆ علم الٰہی اور چیز ہے اور علم نبوی اور چیز ہے۔

☆ خالق کا علم اور چیز ہے اور مخلوق کا علم اور چیز ہے۔

☆ علم غیب، علم نبی۔اطلاع علی الغیب اظہار علی الغیب الگ الگ مفہوم رکھتے ہیں ان میں غلط مبحث کرنا صرف اور صرف اَلَدُّ الْخِصَام لوگوں کا شیوہ ہے۔راسخین فی العلم قرآنی مفہوم اپنے اپنے مقام پر رکھتے ہیں۔فافہم۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔

یعنی اس کی کرسی اتنی بڑی ہے جس کی وسعت کے اندر ساتوں آسمان اور زمین سمائے ہوئے ہیں۔

کرسی سے مراد علم الٰہی لیا گیا ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی معنی منقول ہےاور متعدد اہل تفسیر نے اس کی پیروی کی ہے۔

كُرْسِيُّهٗ اَیْ عِلْمُهٗ (ابن جریر عن ابن عباسؓ)

قِيْلَ مَجَازٌ عَنْ عِلْمِهٖ (روح)

اَلْكُرْسِيُّ هُوَ الْعَلْمُ (کبیر)

☆ کرسی کے دوسرے معنی قدرت اور حکومت کے بھی ہیں۔بہت سے اہل لغت اور اہل تفسیر نے یہ معنی مراد لئے ہیں۔

اَلْكُرْسِيُّ اَلسَّرِيْرُ (قاموس)

وَ قِيْلَ كُرْسِيُّهٗ مُلْكُهٗ (راغب)

اَلْمُرَادُ مِنَ الْكُرْسِيِّ السُّلْطَانُ وَالْقُدْرَةُ وَالْمُلْكُ (الکبیر)

خطیب کہتا ہے:

☆ اس کو تمام کائنات کے ذرّے ذرّے کا علم حاصل ہے۔

☆ کائنات کے چپے چپے پر اس کی حکومت ہے۔

☆ کائنات کے ذرّے ذرّے پر اس کی حکمرانی ہے

☆ وہی حاکم اعلیٰ ہے اسے ہی تمام اختیارات ہیں۔اس کے مقابلہ میں کسی کا حکم نہیں چلے گا۔

☆ پوری کائنات میں اسی کا اختیار واقتدار ہے۔

☆ جب تک اس کے تابع نظام مملکت نہیں چلایا جائے گا۔انوارات ربانی سے محرومی رہے گی۔

ثابت ہوا جو حاکم ہے وہی الٰہ ہے جو محکوم ہو وہ الٰہ نہیں ہوسکتا۔

وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا۔

یعنی اللہ تعالیٰ کو ان دونوں عظیم مخلوقات آسمان وزمین کی حفاظت کچھ گراں معلوم نہیں ہوتی۔

کیونکہ اس قادر مطلق کی قدرت کاملہ کے سامنے یہ سب چیزیں نہایت آسان ہیں۔

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

علو کا حاصل ہے تمام صفات نقص کی نفی ....اور عظمت کا حاصل ہے تمام صفات کمال کا اثبات۔

ان دو صفات کے اندر عظمت وکمال کے سلبی اور ایجابی پہلو سارے کے سارے آ گئے اور ہر اس ضلالت کی تردید ہوگئی جو شرک فی الصفات سے پیدا ہوسکتی ہے۔

خطیب کہتا ہے:

☆ یہ دس جملے توحید خداوندی پر وہ بے نظیر شہادت ہیں جن کی مثال دنیائے بلاغت و فصاحت پیش نہیں کرسکتی۔

☆ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ جلیلہ کا اس قدر عظیم شاہکار ہیں جس کے سامنے دنیائے عرب مبہوت ہوکر رہ گئی۔

☆ ان دلائل قاہرہ نے عرب وعجم کے بت گروں کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کردیا۔

☆ ان براہین قاطعہ سے مشرکین مکہ کے پتے پانی ہوگئے۔

خداوند تعالیٰ کی توحید پر خالق کائنات کی اس قدر وقیع اور ناقابل تردید شہادت ہے جس نے مقدمہ توحید کی صداقت کو پوری دنیا سے منوالیا۔

شہادت خداوندی ثانی:

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآاِلٰهَ اِلَّآ اَنَا۔ (پ۱۶)

مفہوم ترجمہ: بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں مگر میں ہی معبود

ہوں۔

توحید خداوندی پر یہ اللہ تعالیٰ ہی کا ارشاد گرامی ہے جس میں اپنی وحدانیت پر نہایت محکم انداز سے شہادت دی گئی۔

شہادت ثالث:

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (پ۲۶)

''یقین کر لے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔''

شہادت رابع:

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۵ (پ۲)

''اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے نہیں ہے کوئی معبود اس کے سوا وہ رحمت کرنے والا مہربان ہے۔''

معبود حقیقی وہی ہوگا جو رحمت و مہربانی کرنے میں یکتا اور بے مثال ہو۔ یہ اسی ذاتِ باری تعالیٰ کی شان ہے جس کا حوصلہ بھی بے مثال ہے۔

شہادت خامس:

اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (پ۶، پ۷، پ۱۳)

''یقیناً وہ ایک ہی معبود ہے۔''

شہادت سادس:

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (پ۲۳)

''نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک اللہ............قہار بھی ہے۔''

اللہ کی شہادت ہی سب سے بڑی شہادت ہے:

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ (پ ۷)

فرمایا دیجئے کہ کون سی بات اللہ تعالیٰ کی شہادت سے بڑی ہے۔

فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی بات۔

☆ اللہ تعالیٰ ....سب سے بڑا ہے

☆ اللہ کی بات ....سب سے بڑی ہے

☆ توحید کا مسئلہ ....سب مسائل سے بڑا۔

☆ اللہ کی شہادت ....سب شہادتوں سے بڑی۔

☆ معلوم ہوا جس مسئلہ پر اللہ تعالیٰ نے خود شہادت دی ہو وہ مسئلہ اس قدر عظیم الشان ہوگا کہ تمام مسائل کا سردار اور تمام مسائل میں بنیادی مسئلہ کی اہمیت کا حامل ہوگا۔

☆ جب تک اللہ تعالیٰ کی توحید کے سلسلہ میں عقیدہ درست نہیں ہوگا کوئی عبادت اور ریاضت قبول نہیں ہوگی۔

☆ صرف نوافل پر زور اور عقیدہ میں کمزور شخص کسی قیمت کا مستحق نہیں ہوگا۔

☆ اللہ تعالیٰ کی توحید کے متعلق اگر عقیدہ درست نہیں ہوگا تو کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول نہیں ہوگا۔

کسی شاعر نے نہایت ہی جان دار انداز میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی ترجمانی کی ہے۔

وَفِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَهٗ اٰیَةٌ
تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی توحید کی نشانی موجود ہے جو اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات صرف اور صرف ایک ہے یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

توحید خداوندی پر فرشتوں کی شہادت:

یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ

اَنْذِرُوْا اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاتَّقُوْنَ (پ۱۴ رجوع ۶)

''اللہ تعالیٰ روح (جبریل) کے ساتھ فرشتوں کو نازل کرتا رہا اپنے بندوں پر جس پر چاہا کہ خبردار کردو کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں''۔

فرشتوں کی ڈیوٹی بھی یہی لگائی گئی ہے کہ تمام عالم میں اس بات کی منادی کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ پوجا پات اسی کی کیا کرو۔ خوف اور ڈر بھی اسی ذات سے کیا کرو۔ کیونکہ نفع نقصان کا مالک اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔

توحید خداوندی پر انبیاء علیہم السلام کی شہادت:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنَ (پ۱۷ رکوع ۲)

''آپ سے پہلے ہم نے ہر رسول پر یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میری عبادت کیا کرو۔''

☆ انبیاء علیہم السلام نے بھی اسی مسئلہ کو اپنی جدوجہد کا مرکز ومحور بنایا کہ عبادت کے لائق اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ عبادت اللہ تعالیٰ ہی کی کرو۔

معبود.................اور.................عبادت

یہ دو لفظ عربی کے ہیں اور اپنا اصل معنی اور مفہوم رکھتے ہیں جس کے بیان کرنے کیلئے الگ عنوان اور موضوع ہوگا۔ جب تک معبود اور عبادت کے لفظوں کو کھولا نہیں جائے گا۔ سامعین کو کچھ سمجھ میں نہیں آئے گا۔ علماء کو چاہیے کہ معبود اور مفہوم کو کھول کر بیان کیا جائے۔ چونکہ چنانچہ کا غبار ان الفاظ پر نہ ڈالا جائے۔

جب تک علماء حق پوری بہادری سے قرآن وسنت کی روشنی میں ان الفاظ کو نہیں کھولتے مسئلہ توحید بیان کرنے کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا۔

خلاصہ تقریر:

☆ مسئلہ توحید کی اہمیت بیان کرنے کے لئے

☆ اللہ تعالیٰ کی شہادت

☆ فرشتوں کی شہادت

☆ انبیاء علیہم السلام کی شہادت

☆ علماء راسخین فی العلم کی شہادت

ان چار شہادتوں سے واضح ہو گیا کہ معبود حقیقی، رازق، مالک، مشکل کشا حاجت روا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں۔

جب تک اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی ان صفاتِ حمیدہ کو نقش نہیں کیا جاتا اور عقیدہ درست نہیں کیا جاتا۔ اعمال کی کوئی عمارت بھی قائم اور دیدہ زیب نہیں ہو سکتی۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تقریر نمبر۲

حضور ﷺ کی شان تطہیر

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ o بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ يٰۤاَيُّهَا الۡمُدَّثِّرُ O قُمۡ فَاَنۡذِرۡ O وَرَبَّكَ فَكَبِّرۡ O وَثِيَابَكَ فَطَهِّرۡ ۵

(پ۲۹ سورہ مدثر)

آج میرا عنوان ہے کہ حضور ﷺ طہارت و پاکیزگی کا پیکر تھے دنیا کہتی ہے کہ فلاں شخص بہت ہی پاک صاف ہے جو شخص معاشرے میں صاف ستھرا رہتا ہو اس کی مثال دی جاتی ہے کہ فلاں شخص پاک صاف ہے ہر وقت صاف ستھرا رہتا ہے۔ لباس میں وضع قطعہ میں اخلاق میں نہایت ہی بے مثال رہتا ہے۔

اس کی طہارت اور پاکیزگی کو ہر کوئی بیان کرتا ہے۔

اس کی پاکیزگی کے تذکرے ہوتے ہیں۔

لیکن سرکار دو عالم ﷺ کی طہارت اور پاکیزگی اس قدر بے نظیر و بے مثال ہے کہ مکہ کے ہر شخص کی زبان پر تھا کہ محمد ﷺ ''طاہر وامین'' ہے۔

دنیا طہارت پر فخر کرتی ہے............اور

طہارت محمد مصطفیٰ ﷺ پر فخر کرتی ہے۔

طہارت نبوت کے لئے لازم قرار دے دی گئی۔

طہارت آپ کا وصف ذات قرار پا گئی............اس لئے

قرآن حکیم میں جابجا آپ کی طہارت کے تذکرے کئے گئے۔

☆ آپ کا جسم طاہر۔

☆ آپ کا لباس طاہر

☆ آپ کا ماحول طاہر۔

☆ آپ کا اخلاق طاہر

☆ آپ کا گھرانہ طاہر

☆ آپ کا دیوانہ طاہر

☆ آپ کا پسینہ طاہر

☆ آپ کا مدینہ طاہر

☆ آپ کے اصحاب طاہر

☆ آپ کے احباب طاہر

☆ آپ کی ازواج طاہر

غرضیکہ..........آپ طاہر تھے اور طاہر ہیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو کچھ دیا طاہر دیا..........غیر طاہر کو آپ سے الگ کر دیا.......... جدا کر دیا .... دور کر دیا..........اتنا دور کر دیا..........کہ قرب کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ماشاء اللہ

آپ ﷺ کی طہارت پر قرآنی شہادتیں:

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۵ (۲۹ سورہ مدثر)

''اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔''

☆ آپ جب بھی کسی دوست سے کسی شخصیت سے ملتے ہیں تو پہلی نظر اس کے لباس پر پڑے گی۔اس کے لباس پر اگر آپ کو کوئی دھبہ کوئی داغ نظر آئے گا تو آپ فوراً اپنے دوست کو متوجہ کریں گے کہ دیکھو جی! یہ آپ کے کپڑے پر داغ ہے۔یہ کس چیز کا داغ ہے؟

دوست دیکھتے ہی اس داغ کو دور کرنے کی کوشش کرے گا۔یا کُرتا بدل ڈالے گا۔کیونکہ لباس کا داغ اس کے اندرونی کیفیات واحساسات کی غمازی کرتا ہے۔

گویا کہ لباس ظاہری انسان کی کیفیات باطنی کا ترجمان ہوتا ہے۔اس لئے لباس

جس قدر اچھا ہوگا انسان اسی قدر اپنے ماحول کو متاثر کر پائے گا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کو ارشاد فرمایا گیا کہ اپنے لباس کو پاک رکھیے۔

خطیب کہتا ہے:

لباس آئینہ ہے شخصیت کا۔

لباس آئینہ ہے نبوت کا۔

لباس سے اندازہ ہوگا............ذوق کا

لباس سے اندازہ ہوگا............شوق کا

لباس سے اندازہ ہوگا............حسنِ انتخاب کا

لباس سے اندازہ ہوگا............حسنِ احباب کا

لباس سے اندازہ ہوگا............حسنِ اصحاب کا

لباس سے اندازہ ہوگا............حسنِ بود و باش کا

لباس سے اندازہ ہوگا............حسنِ ماحول کا

لباس سے اندازہ ہوگا............حسنِ افکار کا

لباس سے اندازہ ہوگا............حسنِ خیالات کا

لباس جس طرح آنے والے کی حسنِ نظر کو متاثر کرتا ہے اسی طرح آنے والے کے نظریات و خیالات کو بھی متاثر کرتا ہے۔

☆ اس لئے سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ نے انسان کو صاف ستھرا رہنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

☆ لباس کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا ہے۔

☆ پہلی نظر جب لباس کی پاکیزگی پر پڑے گی تو یقیناً دیکھنے والے کے ذہن میں اس شخصیت کے حُسنِ کردار اور حُسنِ عمل پر بھی نظر جائے گی۔

☆ نبوت تو ہوتی ہی حسن ہی حسن ہے............ بلکہ حسن تو نبوت کے حسن کا بھکاری

ہوتا ہے۔

صحن چمن کو اپنی بہاروں پر ناز تھا
وہ آگئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے
حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دار ند تو تنہا داری

☆ جب لباس پاک ہوگا............تو نبوت کا بستر ہ بھی پاک ہوگا۔
☆ خدا کو نہ نبی ﷺ کے لباس پر کوئی دھبہ پسند ہے۔
☆ خدا کو نہ نبی ﷺ کے بستر پر کوئی دھبہ پسند ہے۔
☆ خدا کا نبی ﷺ بھی بے داغ ہوگا۔
☆ خدا کے نبی کا گھرانہ بھی بے داغ ہوگا۔

جس خدا نے نبی کو داغ والا کُرتا نہیں پہننے دیا۔
وہ خدا نبی کو اصحاب اور ازواج بھی داغ والے نہیں دے گا
وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ۔

نبی ﷺ کا ماحول پاک:

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (پ۲۹)
''اور پلیدی کو دور کر''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ اے محبوب! ہر قسم کی گندگی، غلاظت، نجاست اور آلودگی سے علیحدگی اختیار کیجئے۔ میل کچیل گندگی، پلیدی آپ کے قدموں سے دور رہے۔

خطیب کہتا ہے:

☆ خدا کو نبی کے قریب نجاست کا جانا پسند ہی نہیں۔

☆ نجاست خواہ ظاہری ہو، خواہ باطنی نبی کے قریب جا ہی نہیں سکتی۔

☆ ماحول نبی میں نجاست کا داخلہ بند۔

☆ اس لئے نجاست اور سے ملوث افراد و نظریات مجلس نبوت میں جگہ پا ہی نہیں سکتے۔

☆ قرب نبوت اسے ہی حاصل ہوگا جو ظاہر اور باطنی نجاستوں سے پاک ہوگا۔

اسی لئے!

☆ روضہ اطہر میں انہی شخصیات کو قرب نبی حاصل ہے جو ظاہری طور پر بھی پاک ہیں اور باطنی طور پر بھی پاک و طاہر ہیں۔

یعنی صدیق اور فاروق رضی اللہ عنہما

نبی کی ازواج پاک:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔

''وہ عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔''

☆ جس طرح ظاہری لباس کا پاک رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح جب عورتیں آپ کا لباس قرار پائیں تو ان کا پاک رکھنا بھی ضروری اور لازم ٹھہرا۔

☆ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نبی تو پاک ہو اور ازواج غیر پاک دے دی جائیں۔

لہٰذا پیغمبر کی ازواج کا پاک ہونا ضروری ٹھہرا۔

کیونکہ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔

آیت تطہیر:

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (پ۲۲ احزاب)

''یقیناً اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اے نبی کی بیویو کہ نجاست سے تمہیں دور رکھا جائے اور تمہیں پاکیزہ اور طاہر رکھا جائے''

اس آیت کریمہ میں ''اہل البیت'' سے مراد ازواج مطہراتؓ ہیں اور وہ آیت کا اولین مصداق ہیں۔اس آیت کی روشنی میں ازواج مطہرات کا ہر نجاست اور آلودگی سے پاکیزہ ہونا اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے جس میں شک کرنا بھی کفر ہے۔

اصحاب نبی کی طہارت:

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ا فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ا واللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ۔

''اے محبوب! آپ ان کی قسموں پر نہ جایئے میں خود گواہی دیتا ہوں کہ یہ بلاشبہ جھوٹے ہیں۔آپ اس مسجد میں نماز کیلئے کھڑے بھی نہ ہوں۔ البتہ جس مسجد کی بنیاد روز اوّل سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں کیونکہ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو محبوب رکھتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے''۔

خطیب کہتا ہے:

☆ اسلام دشمن اور دین کے دشمنوں کو قرآن نے جھوٹا قرار دیا۔

☆ منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ وہ جھوٹے ہیں۔

☆ معلوم ہوا جو نبی ﷺ اور اصحابؓ نبی کے مقابلے میں عبادت گاہ بنائے گا وہ جھوٹا ہے۔

☆ جھوٹوں اور منافقین کی بنائی عبادت گاہیں عبادت گاہیں نہیں ہیں اس لئے پیغمبر کو ارشاد فرمایا گیا کہ

لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا۔

منافقین کی عبادت گاہ میں قیام سے نبی کو روک دیا گیا۔

☆ اگر مسجد نبی کی تعمیر میں کوئی ناپسندیدہ ہاتھ ہوتا تو کبھی اس مسجد کی امامت کی نبی کو

اجازت نہ دی جاتی۔

☆ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی مسجد کے۔

☆ معمار بھی پاک اور مزدور بھی پاک۔

☆ امام بھی پاک مقتدی بھی پاک۔

☆ معلم بھی پاک اور متعلم بھی پاک۔

صحابہ کی تعمیر کردہ مسجد............ اُسِّسَ عَلَی التَّقْویٰ............قرار پائی۔

بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔

تعمیر تقویٰ پر ہوئی۔

تطہیر تقویٰ پر ہوئی۔

صحابہ کی ہر چیز خلوص وتقویٰ کی سچی تصویر۔

☆ صحابہ بھی طہارت پسند۔

☆ خدا بھی طہارت پسند۔

☆ نبوت بھی طہارت پسند۔

لِھٰذا اصحابِ نبی۔

سراپا طہارت۔

سراپا تقویٰ۔

سراپا خلوص۔

دنیا طہارت کو تلاش کرتی ہے اور طہارت صحابہ رضی اللہ عنہم کو تلاش کرتی ہے۔

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّھِّرِیْنَ۔

خدا صحابہ رضی اللہ عنہم کا پیارا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم خدا کے پیارے۔صحابہ رضی اللہ عنہم

محبوب خدا بھی

محبوب مصطفیٰ ﷺ بھی

طہارت ومحبوبیت کی خوشبو

نگرنگر، عالم عالم، پھیل گئی

جوخدا اپنے محبوب کو چند گھڑیوں کے لئے منافقین کے ساتھ نہیں رہنے دیتا وہ خدا روضہ اقدس میں ان کے ساتھ کیسے سلاسکتا ہے۔

شہر نبی کی طہارت:

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًاO مَلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًاO سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًاO (پ۲۲)

''منافق اور فاسق القلب اور مدینہ میں جھوٹی افواہیں اڑانے والے اگر باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان پر ضرور مسلط کر دیں گے پھر وہ آپ کے ہمسایہ نہیں رہیں گے مگر تھوڑے دن پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں ملیں گے پکڑے جائیں گے اور قتل کئے جائیں گے اور جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان کے بارے میں بھی سنت اللہ یہی ہے اور آپ سنت اللہ میں کہیں تبدیلی نہیں پائیں گے''۔

خطیب کہتا ہے:

اس آیت کریمہ میں ان نکات کا ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

☆ مدینہ میں جو کفر کے مریض ہیں یا نفاق کے مریض ہیں ان پر نبی کو ایک نہ ایک دن غلبہ حاصل ہو کر رہے گا۔

☆ گویا کہ مریض کفر ونفاق مغلوب ہونگے اور سرکار دو عالم ﷺ غالب ہونگے۔

☆ مفافق کو حضور ﷺ کی مجاورت حاصل نہیں رہ سکتی۔

☆ منافق کو حضور کا قرب حاصل نہیں رہ سکتا۔
☆ نبی اور منافق میں علیحدگی ہونا ضرور قرار پا گیا۔
☆ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ منافق نبی کے قرب وجوار میں زندگی بسر کرے۔
☆ نبوت میں اور منافقین میں علیحدگی کی دیواریں کھینچ دی گئیں۔
☆ منافقین لعنت کی زندگی گزاریں گے۔
☆ منافقین کا وجود ختم ہو جائے گا۔
☆ اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی ہے کہ منافقین کو نبی کا قرب حاصل نہیں کرنے دیا جائے گا۔
☆ یہ اللہ کا ابدی طریقہ ہے یہی طریقہ رہا ہے یہی طریقہ رہے گا۔
نبی کا دشمن نبی کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا یہی فیصلہ تھا، یہی فیصلہ ہے، یہی فیصلہ رہے گا۔ ماشاء اللہ سبحان اللہ۔

لہٰذا صدیق رضی اللہ عنہ وفاروق رضی اللہ عنہ ....جو

نبی کے ساتھ روضہ اقدس میں محو استراحت ہیں وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابدی ازلی دوست، رفیق، ساتھی، وزیر، مشیر جنت کے ساتھی ہیں۔ انہیں یہ اعزاز ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حاصل ہے۔

انہیں ان کا یہ اعزاز ہمیشہ حاصل رہے گا۔

لوگوں کو جنت حشر نشر کے بعد حاصل ہو گی مگر قربان جاؤں صدیق رضی اللہ عنہ و فاروق رضی اللہ عنہ کے کہ انہیں جنت نقد مل گئی۔

جنت۔ جنت صدیق رضی اللہ عنہ وفاروق رضی اللہ عنہ کی۔

ابدی آرام گاہ............ابدی راحت کدہ

ابدی قیام گاہ............رَوضةٌ مِن رِیاضِ الجنَّةِ

نبی کا شہر پاک:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا (پ۱۰ سورہ توبہ)

''اے ایمان والو یقیناً شرک کرنے والے لوگ ناپاک ہیں۔ آج کے بعد ان کا مسجد حرام داخلہ بند ہے۔''

خطیب کہتا ہے:

☆ پورا مکہ مشرکوں کے وجود سے پاک کر دیا گیا۔
☆ پورا مکہ حضور ﷺ کے دشمنوں سے پاک کر دیا گیا۔
☆ پورا مکہ اصحابؓ رسولؐ کے دشمنوں سے پاک کر دیا گیا۔
☆ پورا مکہ صدیقؓ وفاروقؓ کے دشمنوں سے پاک کر دیا گیا۔
☆ پورا مکہ اصحابؓ رسولؐ پر ظلم کے پہاڑ توڑنے والوں سے پاک کر دیا گیا۔
☆ خدا کے گھر پر رسول کا قبضہ۔
☆ خدا کے گھر پر اصحابؓ رسولؐ کا قبضہ۔
☆ امام مسجد حرام رسول کا صحابیؓ۔
☆ موذن مسجد حرام رسول کا صحابیؓ۔
☆ خادم مسجد حرام رسول کا صحابیؓ۔
☆ کلید بردار کعبۃ اللہ رسول کا صحابیؓ۔
☆ کفر اور کافروں کے وجود سے ارض حرام پاک کر دی گئی۔
☆ جس طرح خدا کے گھر میں کوئی کافر نہیں رہ سکتا۔

اسی طرح نبی کے گھر میں کوئی کافر نہیں رہ سکتا۔

مکہ بھی کافروں سے پاک۔

مدینہ بھی کافروں سے پاک۔

مومن کے دل میں کسی کافر کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔

دلوں میں صحابہؓ سے محبت ضروری۔

دلوں میں دشمن صحابہؓ سے برأت ضروری۔

خدا کا اور رسول ﷺ کا گھر کفر اور کافروں سے پاک

مومن کا دل بھی کفر اور کافروں سے پاک۔

مجھے اس کمزور عقیدہ رکھنے والے پر حیرت ہوتی ہے جو اپنے کمزور اور بے قیمت عقیدہ پر اپنی نجات کا وہم کئے بیٹھا ہے۔ ہرگز ہرگز وہ شخص نجات نہیں پاسکتا۔ جس کا توحید، رسالت اور حُبِّ صحابہؓ پر عقیدہ کمزور ہوگا۔ خواہ وہ تمام رات ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر نوافل پڑھتا رہے۔

تمہارے قائم کردہ وہ فرسودہ اور باطل نظریات ریت کا محل ثابت ہوں گے جو بزعم خویش تم نے اپنی نجات کا مدار بنا رکھے ہیں۔

حبِ خدا..................حبِ مصطفیٰ ﷺ......حبِ صحابہ رضی اللہ عنہم

ایمان کی جان...........اس کے بغیر

نہ ہی ایمان

نہ ہی رضائے رحمٰن

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقریر نمبر ۳

رفعتِ رسول ﷺ کا

بے مثال نظارہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُو بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ...... وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ۔

حضرات گرامی!

سرکار دو عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر بلند و بالا شان عطا فرمائی ہے کہ اس کی مثال پوری کائنات میں نہیں ملتی۔قرآن مجید نے آپ کی عظمت کو مختلف مقامات پر اس انداز سے بیان فرمایا ہے اور رفعت رسالت کے ایسے دلکش حسین مناظر بیان فرمائے کہ ایمان کو عجیب سی لذت و چاشنی ملتی ہے۔

اس آیت کریمہ میں آپ کو فرمایا گیا ہے کہ اے محبوب ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔اس وعدۂ حبیب کی ترتیب و انداز کو جب دیکھا جاتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جہاں اللہ تعالےٰ اپنا ذکر فرماتے ہیں وہیں پر اپنے محبوب کا ذکر فرماتے ہیں۔قرآن و حدیث میں بے شمار مقامات پر ایسا تذکرہ کیا گیا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ o

’’تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو پالنے والا ہے دونوں جہانوں کا۔‘‘

خداوند قدوس............دونوں جہانوں کے رب ہیں تو

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ o

''ہم نے آپ کو دونوں جہانوں کیلئے رحمت بنا کئے بھیجا ہے۔''

خدا دونوں جہانوں کا رب ہے............تو

حضور ﷺ دونوں جہانوں کے لیے نبی ہیں۔

☆ ربوبیت خدا کی۔

☆ نبوت مصطفیٰ کی۔

☆ خدائی خدا کی۔

☆ مصطفائی مصطفیٰ کی۔

☆ خدا کے بعد خدا کوئی نہیں۔

☆ مصطفیٰ کے بعد مصطفیٰ کوئی نہیں۔

اَنَا خَاتَمَ النَّبِیِّنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔

کلمہ طیّبہ میں حضور ﷺ کا ذکر:

حضرات گرامی!

کلمہ طیبہ اسلام کی بنیاد اور اساس ہے۔

کلمہ طیبہ پڑھنے سے انسان مسلمان ہوتا ہے۔

کلمہ طیبہ ہی مسلمان کا امتیازی نشان ہے۔

کلمہ طیبہ ہی مسلمان کا زیور اور حسن ہے۔

کلمہ طیبہ میں پہلے اللہ کا ذکر ہے......اور پھر محمد الرسول اللہ کا ذکر ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

کلمہ شہادت میں حضور کا ذکر:

کلمہ شہادت انسان کو اسلام کا اعزاز عطا کرتا ہے۔

کلمہ شہادت میں مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی شہادت کا شرف عطا ہوتا ہے۔ گویا کہ مسلمان خدا کی توحید اور حضور اکرم ﷺ کی رسالت کا گواہ بن گیا کتنے بڑے دعوے کا گواہ ہے۔ کیسی سچی گواہی اور کیسا سچا دعویٰ ہے۔ اس گواہی پر جس قدر فخر کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

کلمہ شہادت میں پہلے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور پھر رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہے۔ کس قدر شان وعظمت کا روح پرور منظر ہے جو روح اور ایمان کو تازگی بخشتا ہے سبحان اللہ۔

اذان میں حضور ﷺ کا ذکر:

جب مؤذن کی آواز مسجد کے میناروں سے بلند ہوتی ہے تو اس میں پہلے پہل اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرَ کی صدا آتی ہے دل میں توحید خداوندی کی ایک وجدانی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ خدا کے حضور سر جھک جاتا ہے۔ دل خدا کے حضور سجدوں کے لئے مچلنے لگ جاتا ہے۔ ساتھ ہی دوسری آواز آتی ہے کہ

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ

یہ آواز دل میں ایک عجیب سرور پیدا کرتی ہے۔ عشق رسالت کی تمام لذتوں سے

دل سرشار ہو جاتا ہے۔ایک مسجد میں نہیں بلکہ ملک کی کروڑوں مسجدوں میں پانچ وقت ان کلمات سے روح پرور نظارے سامنے آتے ہیں۔ پورے عالم میں پانچ وقت توحید و رسالت کے ان نغموں سے اسلام کی عظمت کے نقش قلوب پر ثبت ہوتے ہیں۔دنیائے کفر مبہوت ہو کر ان کلمات کو سنتی ہے اور پھر خداوند قدوس ان کے دلوں کے دریچے ان الفاظ کی صداقت پر ایمان لانے کے لئے کھول دیتے ہیں۔

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء۔

نام میں اللہ اکبر کیا تیرے تاثیر ہے
داخل ہر بانگ ہے شامل بہ ہر تکبیر ہے

شاعر رسالت حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ جو اپنی شاعری کے ذریعے رسالت ونبوت کے ایسے ایسے جواہرات امت کو عطا کرتے ہیں کہ پورا ماحول عش عش کر اٹھتا ہے حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنے مخصوص انداز میں نغمہ سرا ہیں کہ

○ وَضَمَّ الْاِلٰہُ اِسْمَ النَّبِیِّ اِلٰی اِسْمِہٖ
○ اِذْ قَالَ فِی الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْھَدُ
○ وَشَقَّ لَہٗ مِنْ اِسْمِہٖ لِیُجِلَّہٗ
○ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَھٰذَا مُحَمَّدٌ

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ملا لیا ہے۔ چنانچہ موذن پانچ وقت اذان میں اللہ کی توحید کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت دیتا ہے۔

☆ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے اعزاز و اکرام کے لئے اپنے نام کو شق کر کے آپ کا نام نکال لیا ہے۔ چنانچہ رب کا اسم گرامی محمود ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

خطیب کہتا ہے:

☆ حمد وصلوٰۃ میں حضور کا ذکر ہے۔

☆ خطبات جمعہ میں حضور کا ذکر ہے۔

☆ عالم برزخ میں حضور ﷺ کا ذکر ہے۔

☆ قبر میں حضور ﷺ کا ذکر ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

قَالَ الْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِی الْقَبْرِ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

قبر میں جب مسلمان سے سوال کیا جائے گا تو وہ جواب میں شہادت دے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد الرسول ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

قرآن حکیم میں رفعت رسالت......اور خدا اور رسول کے وصل وقرب کے جلوے:

○ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (آل عمران)

○ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (النساء)

○ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِیِّ (پ۲ سورہ مائدہ)

○ فَاٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (پ۱۹)

○ فَاٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (حجرات)

○ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (پ۱۸)

○ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (پ۲۹ فتح)

○ لَایُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالرَّسُوْلِہٖ۔ (پ۲۷)

○ وَعَنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ۔ (پ۲۷)

○ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ۔ (پ۳ آل عمران)

○ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ (پ۵)

○ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ (سورنساء)

○ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔

○ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَ یَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذَالِکَ سَبِیْلاً اُوْلٰئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۔

(پ۶ سورہ نساء)

’’اللہ تعالیٰ اور اس کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو لوگ اللہ اور رسول کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان (ایمان لانے میں) فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایک بین بین راہ تجویز کریں۔ ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔‘‘

حضرات گرامی! قرآنی آیات کے اس ایمان پرور منظر سے آپ نے اندازہ کرلیا

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول کا اپنے نام کے ساتھ کس قدر پیار کے اندازے سے ذکر فرمایا ہے اور کس طرح مختلف پیرایہ بیان سے آپ کی عظمت کو بیان فرمایا ہے جس سے ثابت ہوا کہ

...... وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ......

کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو پورا فرما کے شانِ رسالت کا ڈنکا پورے عالم میں بجا دیا۔

حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا حق ادا کر دیا......اور اللہ تعالیٰ نے رفعت رسالت کا سماں باندھ دیا۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کی دھرتی پر محمد الرسول اللہ ﷺ جیسا بچہ نہ کسی ماں نے جنا ہے اور نہ قیامت تک جن سکتی ہے۔

آپ ہی رحمتہ اللعالمین ہیں۔
آپ ہی شفیع المذنبین ہیں۔
آپ ہی خاتم النبین ہیں۔
سیادت وقیامت کا تاج آپ ہی کو زیبا ہے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر نمبر۴

ذکر رسول ﷺ کے ساتھ

ذکر اصحاب رسول کے ایمان افروز نظارے

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُو بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ o بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ...... ثُمَّ اَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَعَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔

(پ۱۰ سورہ توبہ)

''اس کے بعد اللہ نے اپنی طرف سے اپنے رسول ﷺ پر اور مومنین پر تسلی نازل کی۔''

حضرات گرامی! آج کی تقریر کا عنوان بھی عجیب ہے اور بات بھی عجیب ہے یہ بات تو آپ ہمیشہ سنتے رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس قدر بلند مقام عطا فرمایا ہے کہ جہاں اللہ کا نام آتا ہے وہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد الرسول ﷺ کا ذکر کیا ہے۔ جہاں جہاں اسم خدا آیا وہیں اسم مصطفیٰ ﷺ آیا۔ لیکن آج میں آپ کے سامنے ایک ایسا خوشبو دار عنوان پیش کر رہا ہوں کہ جہاں جہاں ذکر رسول ہوا وہیں وہیں ذکر اصحاب رسول ہوا۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب ﷺ کے صحابہؓ سے...... یاران رسول سے اس قدر محبت ہے کہ اس نے جہاں اپنے پیارے رسول کا ذکر کیا ہے وہیں اپنے رسول کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا ہے۔ اس وقت میں قران حکیم کے گلدستے سے صحابہ کرام کی عظمت کے وہ پھول پیش کروں گا جو شاخ رسالت پر اس طرح مہکتے ہیں کہ پورا گلشن ان کی خوشبو سے معطر ہو گیا ہے۔ چنانچہ اسی آیت کریمہ کو ملاحظہ فرمایئے۔

ثُمَّ اَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَعَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔

اللہ تعالیٰ نے سکینہ نازل کرتے وقت اصحابؓ رسول ؐکو رسول اللہ ﷺ

کے ساتھ برابر شریک رکھا، تا کہ معلوم ہو جائے کہ

جو نعمت نبی کو دی جائے گی

وہی نعمت صحابہ کو دی جائے گی

جو تسلی نبی ﷺ کو دی جائے گی

وہی تسلی صحابہؓ کو دی جائے گی

نبی ﷺ کو بھی جہاد میں غلبے کا یقین دلایا گیا

صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی جہاد میں غلبے کا یقین دلایا گیا

نبی ﷺ کی تسلی بھی عطیہ خداوندی

صحابہ رضی اللہ عنہم کی تسلی بھی عطیہ خداوندی

کیوں.................؟

اس لئے کہ رسول کا غلبہ............خدا کا غلبہ

اس لئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا غلبہ............خدا کا غلبہ

مقصود جو ایک تھا

منزل جو ایک تھی

مدعیٰ جو ایک تھا............اعلائے کلمۃ اللہ

اصحاب رسول کے دشمن غور کریں۔

جب خداوند کریم صحابہؓ کو غالب کرنے کے لئے تسلیاں دے رہا ہے تو کون ہوتا ہے ان کو مغلوب کرنے والا۔

کائنات میں ان کو مٹانے والے مٹ گئے ....مگر اصحاب رسول ﷺ کا نام اور کام نہ مٹا ہے۔ نہ ہی قیامت تک مٹے گا۔

گلدستے کا دوسرا پھول:

صحابہ سے دوستی لازم ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔

(پ۶ سورہ مائدہ)

’’تمہارے دوست تو بس اللہ اور اس کا رسول ﷺ اور ایمان والے ہیں۔‘‘

خطیب کہتا ہے

☆ امت کی دوستی............اللہ تعالیٰ، رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہوگی۔

☆ ان میں سے کسی سے بغض ہوا تو ایمان ختم۔

☆ اسی لئے کہا جاتا ہے۔

حبِ صحابہ رحمت اللہ

بغضِ صحابہ لعنۃ اللہ

☆ دوستی کا مزا ہی یہاں ہے

☆ خدا بھی وفادار

☆ رسول خدا ﷺ بھی وفادار

☆ اصحاب رسول ﷺ بھی وفادار

☆ خدا سے بغض رکھنے والا غدار

☆ مصطفیٰ ﷺ سے بغض رکھنے والا غدار

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنے والا غدار

غدار ہے۔غدار ہے............جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے بےزار

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے محبوب کے تذکرے کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی تذکرہ فرمایا............تاکہ معلوم ہو جائے جو ان کا ہوگا وہی ہمارا ہوگا۔

گلدستے کا تیسرا پھول:

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ (پ ٦، مائدہ، رکوع ١١)

''اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں سے دوستی رکھے گا سو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔''

خطیب کہتا ہے:

قرآن حکیم سے معلوم ہوا کہ غلبہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی دوستی رکھنے والوں کو حاصل ہو گا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے دوستوں کا بول بالا

صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کا منہ کالا

صحابہ رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے حزب اللہ کا نام دیا ہے

جب صحابہ رضی اللہ عنہم حزب اللہ ہوئے تو هُمُ الْغَالِبُوْنَ کی بشارت ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم حِزْبُ الرَّحْمٰن

صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمن حِزْبُ الشَّيْطَان

گلدستے کا چوتھا پھول:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (پ ۲۸ منافقون)

''عزت تو بس اللہ ہی کی ہے اور اس کے رسول (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) کی اور ایمان والو کی۔''

خطیب کہتا ہے:

☆ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اصحابؓ رسولؐ کو اپنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے میں ساتھ رکھا............اور ایک عظیم فیصلہ سنایا کہ .... کہ عزت تو

دراصل اللہ ہی کی ہے............ پھر رسول اللہ ﷺ کی ....پھر صحابہؓ کی............

عزت سے مراد غلبہ اور اقتدار لیا ہے یہ تو خداوند تعالیٰ کو ہی حاصل ہے۔

☆ معلوم ہوا یہ صحابہؓ کے لئے آنکھیں فرشِ راہ کرے گا۔ اس نے خدا اور رسول کے لئے آنکھیں بچھائیں۔ صحابہؓ کی تعظیم کرنا خدا اور رسول کی تعظیم کے مترادف ہے۔

☆ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کا گستاخ، وہ خدا اور رسول ﷺ کا گستاخ۔

گلدستے کا پانچواں پھُول:

فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلَاہُ وَ جِبْرِیْلُ وصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

(پ۲۸، سورہ تحریم)

''پیغمبر ﷺ کا رفیق تو اللہ تعالیٰ ہے اور جبرائیل علیہ السلام اور نیک مسلمان ہیں۔''

خطیب کہتا ہے:

☆ پیغمبر کا رفیق تو حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہے

☆ جبریل بھی رفیق نبوت ہے............اور

☆ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی رفیق نبوت ہیں

☆ خدا کا ذکر

☆ رسول ﷺ کا ذکر

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر

کیا روح پرور............ایمان پرور نظارہ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ....رفقائے مصطفیٰ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ....دکھ کے ساتھ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ....سکھ کے ساتھ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم .... بدر کے ساتھ حضر کے ساتھ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ....حشر کے ساتھی نشر کے ساتھ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم .... جنت کے ساتھی۔

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلَاہُ وَ جِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

صحابہؓ..........اور..........رسولؐ

حقیقی دوست..........حقیقی محبوب

حقیقی مقتدا..........حقیقی پیشوا

حقیقی رہبر..........حقیقی راہنما

حقیقی دلبر..........

حقیقی مرید..........حقیقی پیر

کیسا گل دستہ ہے اور کیسی مہکتی ہوئی خوشبو ہے۔ سبحان اللہ۔

گلدستے کا چھٹا پھول:

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔(پ۱۱ سورہ توبہ)

''اور آپ کہہ دیجئے کہ عمل کئے جاؤ سو تمہارے عمل کو اللہ اور اس کا رسول اور مومنین ابھی دیکھے لیتے ہیں۔''

خطیب کہتا ہے:

☆ تمہارے اعمال کا جائزہ اللہ رسول مؤمن لیں گے۔

☆ گویا کہ اعمال تمہارے ہوں گے جائزہ صحابہ کرام لیں گے

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بتائیں گے کہ کھرا کون ہے کھوٹا کون ہے؟

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیار ہوں گے کھرے کھوٹے کا۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ترازو میں اعمال کو تولا جائے گا۔

☆ وہ ترازو توڑ دیا جائے گا۔

جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے ترازوں میں تولنے کی کوشش کرے گا۔

☆ اس لئے اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ معیارِ حق ہیں۔

☆ صحابہ کے دشمنو! تم داہی تباہی بکتے جاؤ۔

فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

گلدستے کا ساتواں پھول:

لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ (پ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۳)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے نبی پر اور مہاجرین وانصار پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ تنگی کے وقت میں دیا۔''

خطیب کہتا ہے:

فيه مدح النبى صلى الله عليه وسلم الذين عزوا معه من المهاجرين والانصار۔

قَدْ تَابَ عَلَيْهِمْ ......اَیْ...... وَقَدْ رَضِیَ عَنْهُمْ وَرَضِیَ اَفْعَالَهُمْ (جصاص)

خطیب کہتا ہے:

☆ پہلے خدا کا ذکر

☆ پھر رسول کا کا ذکر

☆ پھر مہاجرین کا ذکر

☆ پھر انصار کا ذکر

☆ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ

جنگ تبوک کے انتہائی دکھ بھرے دن

☆ سخت گرمی۔ تیز دھوپ۔ طوفان

☆ فصلیں کاٹنے کے دن

☆ ثمرات جمع کرنے کے ایام

سواریاں عنقا۔ مسافت بہت دور۔ سامانِ رسد کی کمی۔ مقابلہ میں رومی فوج کا لشکر جرار۔ اور صحابہ کا چہرہ پیغمبر ﷺ اور دیدار نبوت سے سیراب ہو کر سفر کرنا اور ان حالات میں پیغمبر ﷺ کی رفاقت کو نہ چھوڑنا اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آیا کہ......رحمت حق جوش میں آئی اور صحابہ سے اپنی رضا کا اعلان کر دیا۔

ذالك فضل الله يوتيه من يشآء

خدا صحابہؓ سے راضی

سنی صحابہؓ سے راضی

خدا مہاجرین سے راضی

سنی مہاجرین سے راضی

خدا انصار سے راضی

سنی انصار سے راضی

جو خدا سے ناراض ہوگا

سنی اس سے ناراض ہوگا

جو رسول اللہ ﷺ سے ناراض ہوگا

سنی اس سے ناراض ہوگا

جو صحابہؓ سے ناراض ہوگا

سنی اس سے ناراض ہوگا

جومہاجرین سے ناراض ہوگا

سنی اس سے ناراض ہوگا

جوانصار سے ناراض ہوگا

سنی اس سے ناراض ہوگا

دشمن صحابہؓ سے خدا ناراض۔رسول اللہ ﷺ ناراض۔صحابہ ناراض۔امت ناراض۔اس لئے سنی ناراض۔

گلدستہ کا آٹھواں پھول:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ

(پ۱۳ سورہ یوسف)

''آپ کہہ دیجئے میرا طریق یہی ہے میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔دلیل پر قائم ہوں میں بھی اور میرے پیر۔بھی''

خطیب کہتا ہے:

اللہ کے راستے کے دو داعی

رسول۔اصحاب رسول

رسول کے پاس بھی دلیل دعویٰ

صحابہ کے پاس بھی دلیل دعویٰ

رسول بھی سچا۔صحابہ رضی اللہ عنہم بھی سچے

رسول بھی وکیل دین الٰہی

صحابہ بھی وکیل دین الٰہی

صحابہ پر جرح دین کے وکلاء پر جرح ہوگی

صحابہ پر جرح کرنے والے

دین کے دشمن............سبیل دین کے دشمن

صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اس لئے جرح کر رہے ہیں تاکہ دین الٰہی کو مشکوک کر دیا جائے مگر انہیں اطمینان خاطر رہنا چاہیے کہ تماری اس جرح سے تمہی مشکوک قرار پائے جاؤ گے..........تمہارا ایڈووکیٹ جنرل عبداللہ بن سبا یہودی اصحابؓ رسول ﷺ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ تم بھی کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔

گلدستے کا نواں پھول:

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ (پ۳ رکوع ۱۵ آل عمران)

’’بے شک ابراہیم سے سب سے قریب لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی تھی اور یہ نبی ﷺ ہیں اور وہ لوگ ہیں جو ان پر ایمان لائے اور اللہ ایمان لانے والوں کا حامی ہے۔‘‘

☆ اس آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ اصل ابراہیمیؑ تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عقائد ونظریات میں ساتھ دیا۔

یا اصلی ابراہیمی حضور ﷺ یا ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جو عقائد واعمال میں ان کے پیروکار ہیں۔

خطیب کہتا ہے:

آل ابراہیم دراصل اصحابؓ مصطفیٰ ﷺ ہیں

آل ابراہیم ہی دراصل برکات وثمرات کی مستحق ہے۔

آل ابراہیم کو درود شریف میں برکات وانوارات کا مرکز ومحور قرار دیا گیا ہے۔

ابراہیمی..........انوارات

محمد ﷺ..........انوارات

سب کا مرکز

اصحاب رسول......اصحاب محمد......اصحاب مصطفیٰ

اللھم صلی علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد

دسواں پھول:

قُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ (پ۳ آل عمران)

''آپ کہہ دیجئے کہ میں تو اپنا رخ اللہ کی طرف کر چکا ہوں اور جو میرے پیروکار ہیں وہ بھی۔''

کیا عجیب ارشاد ہے کہ میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم تو اپنا رُخ اللہ کی طرف کر چکے ہیں۔

☆ اپنے ساتھ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کا تذکرہ فرمایا۔

☆ میں اور میرے صحابہ تو اپنا رُخ اللہ کی طرف کر چکے ہیں

☆ معلوم ہوا کہ صحابہ کا رخ ہی سیدھا ہے۔

☆ جس کے عقائد واعمال کا رخ ان کے رُخ کی طرح ہوگا وہ مقبول ہوگا۔جن کا رخ ان کے رخ سے بدل جائے گا وہ مردود۔

گلدستہ کا گیارہواں پھول:

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ (سورہ مزمل رکوع ۲)

''آپ کا پروردگار خوب جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ والوں میں سے کچھ لوگ رات کی دو تہائی اور کبھی آدھی رات کبھی تہائی رات کھڑے رہتے ہیں۔''

خطیب کہتا ہے:

☆ تہجد گذار نبی کے تہجد گذار صحابہؓ

☆ رات کو جاگنے والے نبی کے رات کو جاگنے والے صحابہؓ

☆ رات کو خدا کے حضور سجدہ کرنے والے نبی کے سجدہ گزار صحابہؓ

☆ رات کو امت کے غم میں رونے والے نبی کے راتوں کو رونے والے صحابہؓ

☆ رات کو قرآن پڑھنے والے نبی کے
رات کو قرآن پڑھنے والے صحابہؓ

☆ جو عمل نبی کا......وہی عمل صحابہ کا
نماز کے رفیق صحابہؓ
حج کے رفیق صحابہؓ
فرائض کے رفیق صحابہؓ
نوافل کے رفیق صحابہؓ
دعاؤں کے رفیق صحابہؓ
رات کی صداؤں کے رفیق صحابہؓ
جہاد کے رفیق صحابہؓ
تہجد کی خصوصی ساعتوں کے رفیق صحابہؓ
تہجد کی خصوصی سعادتوں کے رفیق صحابہؓ
غرضیکہ............جہاں پیغمبر۔ وہاں صحابہؓ
............رضوان اللہ علیہم اجمعین............
............سبحان اللہ۔ ماشاءاللہ............

گلدستہ کا بارہواں پھول:

مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ

گلدستہ کا تیرہواں پھول:

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

خطیب کہتا ہے:

مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ

جہاں......رسول اللہ

وہاں......اصحاب رسول اللہ

رسول کا ذکر پہلے......صحابہ کا تذکرہ ساتھ ہی ساتھ

ایک ساتھ......ایک سفر......ایک منزل

گلدستہ کا چودہواں پھول:

فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ

''پس آپ مستقیم رہیے جیسا کہ آپ کو حکم ہوا ہے اور وہ لوگ بھی جو تائب ہو کر آپ کے ہمراہ ہیں۔''

خطیب کہتا ہے:

وَمَنْ تَابَ مَعَكَ

جو سب کو چھوڑ کر تیرے پاس آئے

آپ رب سے جوڑ کر......ان کی جھولی بھر دیں

دین ان کا......قرآن ان کا......اسلام ان کا

میں ان کا......آپ ان کے

جنت ان کی

رضائے الٰہی ان کی

رضائے مصطفیٰ ان کی

.... ماشاءاللہ............

جب انہوں نے سب کچھ میرے لئے چھوڑ چھاڑ دیا ہے

تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو اپنا مرکز تجلیات بنالیا۔

مرکز انوار الٰہیہ

مرکز انوار نبوت

سُبْحَانَ اللّٰہ

گلدستہ کا پندرہواں پھول:

اِسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

☆ دعاؤں میں صحابہؓ اور صحابیاتؓ کو بھی یاد رکھیں

☆ استغفار کا حکم نبوت کا بلند درجات کے لئے ہے

☆ جیسے اہدنا الصراط المستقیم میں صراط مستقیم تو پہلے ہی حاصل ہے۔اس میں صراط مستقیم میں انوارات وروشنی میں ترقی مقصود ہے۔

گلدستہ کا سولہواں پھول:

يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ (پ۲۸ سورہ تحریم ،رکوع ۲۰)

’’جس دن اللہ نہ نبی کو رسوا کرے گا اور نہ ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے۔‘‘

قیامت کے دن حضور ﷺ کامیاب ہوں گے۔

قیامت کے دن صحابہ رضی اللہ عنہم کامیاب ہوں گے۔

قیامت کے دن رسوائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہیں جائے گی۔

قیامت کے دن رسوائی صحابہ رضی اللہ عنہم کے قریب نہیں جائے گی۔

قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرخرو ہوں گے۔

☆ رسوائی......رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے حصے میں آئے گی۔

☆ رسوائی......صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کے حصے میں آئے گی۔

☆ عزت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے گی۔

☆ عزت صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملے گی۔

☆ عزت غلامان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے گی۔

☆ عزت غلامانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملے گی۔

☆ بہت عجیب منظر ہوگا۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عزت ووقار سے جنت جائیں گے۔

☆ بہت عجیب منظر ہوگا۔

جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمن نہایت ذلت ورسوائی سے جہنم میں جائیں گے۔

☆ کوئی برا لفظ صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے لغت میں ہے ہی نہیں۔

رسوائی، ذلت، ہلاکت، ضلالت، دھتکار......صرف اصحابؓ رسول۲ کے دشمنوں کے لئے۔

سنی اس دنیا میں بھی ان شاء اللہ کامیاب۔

سنی اس دنیا میں بھی ان شاء اللہ کامیاب۔

درود میں صحابہ کی سنگت:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

’’آلِ محمد ﷺ سے مراد اصحاب رسول بھی۔ازواج مطہرات بھی۔

اہل بیت بھی گویا جہاں درود وہاں صحابہ......سبحان اللہ‘‘

سلام میں صحابہؓ کی سنگت:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَاالنَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔

☆ عباد الله الصالحين

کا اولین مصداق جماعت صحابہؓ۔

جہاں سلام............وہاں صحابہؓ۔

جہاں رحمت............وہاں صحابہؓ۔

جہاں عظمت............وہاں صحابہؓ۔

جہاں جنت............وہاں صحابہؓ۔

حضرات گرامی!

کس قدر ایمان افروز نظارے اپ نے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت اور سنگت کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ملاحظہ فرمائے۔یہی ایمان پرور نظارے ہیں جو ایمان اور مسلمان کی جان ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمارے قلب وجگر کو ان کی روحانی کیفیات کی لذتوں سے ہمیشہ بہرہ مند فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر نمبر ۵

صحابہؓ کا عمل

خدا اور رسول ﷺ کا عمل قرار پایا

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ o بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ...... اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡھِمۡ ۔

(پ۲۶ سورہ فتح)

’’بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر۔‘‘

حضرات گرامی!

آج کی تقریر میں آپ کے سامنے ان دلائل و براہین کا تزکرہ ہوگا جن میں صحابہ کرامؓ کے عمل کو اللہ اور رسول ﷺ کا عمل قرار دیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحابؓ رسول خدا اور رسول کے رنگ میں اس قدر رنگے ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی پسند اور رضا مندی ان کی زندگی کا حصہ بن چکی تھی۔ ان کا اٹھنا، ان کا بیٹھنا، ان کا کھانا، ان کا پینا مرضی خداوندی کے اس قدر تابع ہو چکا تھا کہ ان کے عمل کو خداوند قدوس نے کئی دفعہ اپنا عمل قرار دیا اور ان کی نسبت رسول اور نسبت خداوندی اس قدر مضبوط اور مستحکم ہوگئی تھی کہ بلا تکلیف انہیں فنا فی التوحید اور فنا فی الرسالہ کے شاہکار قرار دیا جا سکتا ہے۔

خطیب کہتا ہے:

جن صحابہ نے حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی گویا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

جوصحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول ﷺ کے مرید ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مرید ہیں۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مرید خدا اور مرید رسول ہیں۔

☆ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہاتھ رسول کے ہاتھ میں۔

☆ رسول ﷺ کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں۔

☆ اللہ کا ہاتھ ان دونوں کے ہاتھوں پر

☆ جوصحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر حملہ کرے گا۔

اس نے

خود رسول خدا کے ہاتھ پر حملہ کیا

☆ اب دیکھئے قیامت کے دن۔

☆ اصحابؓ رسولؐ کا ایک ہاتھ خدا کے ہاتھ میں۔

☆ اصحابؓ رسولؐ کا دوسرا ہاتھ رسول کے ہاتھ میں

اے دشمن رسول ﷺ اور دشمن اصحابؓ رسولؐ

اگر تجھ میں طاقت ہے تو خدا اور رسول کے ہاتھوں سے صحابہ کے ہاتھ چھڑا کر دکھا؟

☆ خدا اور رسول اپنے پیاروں کو محبت سے پیار سے اپنے ہاتھوں سے جنت میں لے جائیں گے۔

☆ دشمن اصحاب رسول ہاتھ ملتا رہ جائے گا۔

اگر چوں چرا کرے گا تو اس کے دونوں ہاتھ ابولہب کی طرح برباد کر دیئے جائیں گے۔

غالبًا یہی وجہ ہے کہ صحابہ کے دشمنوں کے دونوں ہاتھ ہر سال اپنی ہی چھریوں سے

زخمی کرائے جاتے ہیں۔

☆ تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ محفوظ ہاتھ کون سے ہیں اور مردود ہاتھ کون سے ہیں؟

فاعتبر وا یا اولی الا بصار۔

اس آیت میں بتایا گیا کہ

نبی ﷺ کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں

صحابہؓ کا ہاتھ نبی کے ہاتھ میں

خدا کا ہاتھ

صحابہ کرامؓ اور رسول کے مقدس ہاتھوں پر

............سبحان اللہ............ ماشاءاللہ............

☆ آیت نمبر۲:

خدا کا فعل صحابہ کا فعل:

فَلَمْ تَقْتُلُوْ هُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَهُمْ (پ سورہ انفال)

''سوتم نے ان کو قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا ہے''

غزوہ بدر میں شریک صحابہ کرامؓ جب اللہ کا نام لے کر کفار پر حملہ آور ہوئے تو ان کے پرخچے اڑا دیئے اور ان کی گردانیں اڑا کر زمین پر لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے اس پر اللہ تعالیٰ نے اصحابؓ رسولؐ کو ارشاد فرمایا کہ تم نے ان کفار کو قتل نہیں کیا بلکہ ان کو قتل ہم نے کیا ہے۔

خطیب کہتا ہے:

یہ عجیب بات ہے کہ مشرکین کا قتل صحابہ رضی اللہ عنہم کررہے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم نے قتل نہیں کیا بلکہ ہم نے قتل کیا ہے۔

غور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اصحابؓ رسولؐ کے عمل اور فعل کو اپنی طرف نسبت کر کے

انہیں اعزاز دے رہے ہیں کہ تمہارا عمل میرا عمل۔ سبحان اللہ جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو ارشاد فرمایا کہ

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

''اور آپ نے ان پر خاک کی مٹھی نہیں پھینکی جب کہ آپ نے وہ پھینکی بلکہ اللہ نے وہ پھینکی۔''

☆ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ

اَیْ لَیْسَ بِحَوَلِکُمْ وَ قُوَّتِکُمْ قَتَلْتُمْ اَعْلَ ائکُمْ مَعَ کَثْرَۃِ عَدَدِ هِمْ وَ قِلَّۃِ عَدَدِ هِمْ اَیْ بَلْ هُوَ الَّذِیْ اَظْفَرَ کُمْ عَلَیْهِمْ۔ (ابن کثیر)

''تم نے اپنی طاقت اور قوت سے ان دشمنوں کو قتل نہیں کیا ان کی تعداد کی کثرت وقلت کے باوجود سب کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کامیابی اور فتح نصیب فرمائی۔''

○ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

یعنی آپ کے یا کسی مخلوق کے بھی بس میں نہ تھا کہ خاک کے وہ ذرے ہر کافر کی آنکھ تک پہنچادیں۔ رمیٰ کا معجزانہ عمل تمام تر قدرت الٰہی کا کرشمہ تھا۔

اِنَّ اللّٰهَ بَلَغَ بِذَالِكَ التُّرَابِ وَ جُوْهَهُمْ وَ عُيُوْنَهُمْ اِذْ لَمْ يَكُنْ فِيْ وَسْعِ اَحَدٍ مِنَ الْمَخْلُوْقِيْنَ اَنْ يَّبْلُغَ ذَالِكَ التُّرَابِ عُيُوْنِهِمْ ...... مِنْ مَوْضِعِ الَّذِيْ كَانَ فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (جصاص)

’’اللہ تعالیٰ نے کفار کے چہروں اور آنکھوں میں مٹی ڈال دی جب کہ مخلوق کے کسی فرد کے ہاتھ میں یہ طاقت نہیں تھی کہ یہ خاک کسی کی آنکھوں میں ڈال سکے۔اس کی تعبیر یہ ہوگئی۔

☆ ہاتھ نبی ﷺ کا تھا......طاقت خدا کی تھی۔

☆ اسی طرح جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کافروں کو قتل کر رہے تھے......تو ہاتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا اور طاقت اللہ کی تھی۔

تلوار صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں تھی......طاقت خدا کی تھی

یلغار صحابہ رضی اللہ عنہم کی تھی......یا خدا کی تھی

ذَالِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ

☆ آیت نمبر۳:

صدیق کی نصرت خدا کی نصرت ہے:

اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ (پ۱۰سورہ توبہ)

’’اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت اس وقت کر چکا ہے جب کہ کافروں نے آپ کو مکہ معظّمہ سے نکال دیا تھا۔دو آدمیوں میں سے ایک آپ تھے جب کہ دونوں غار میں تھے۔‘‘

خطیب کہتا ہے:

☆ رسول ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ......دونوں نے دین کی مدد کی

☆ رسول ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ......دونوں کی خدا نے مدد کی

☆ رسول ﷺ بھی خدا کا

☆ مدد بھی خدا کی

☆ صدیق رضی اللہ عنہ بھی خدا کا

☆ مدد بھی خدا کی

☆ کفر نبی ﷺ کو گھر سے نکالتا ہے

☆ صدیق رضی اللہ عنہ گھر سے نکل کر نبی ﷺ کا ساتھ دیتا ہے

☆ کفر کا کام ہے نبی ﷺ کو ملک بدر کرے......اور

صدیق رضی اللہ عنہ کا کام ہے کہ وہ اپنے کندھوں پر نبوت کو اٹھا کر چلے......اور نبی ﷺ کو جھولی میں سلائے

غار کے اندر ساتھ رہے......اور

مزار کے اندر ساتھ رہے

☆ آیت نمبر ۴:

اصحاب رسول ﷺ کی نصرت خدا کی نصرت ہے:

هُوَ الَّذِیْ اَیَّدَکَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ (۵پ۱۰انفال)

''اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے اپنی مدد اور صحابہ کے تعاون سے آپ کو استحکام بخشا۔''

☆ خدا نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے تعاون کو اپنی نصرت کے ساتھ رکھا

☆ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مرضیات الٰہیہ میں اپنے آپ کو گم کر چکے تھے۔

☆ آیت نمبر ۵:

نبی کیلئے اللہ کی ذات اور صحابہ کی ذات کافی ہے:

یَاأَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

’’عجیب بات ہے کہ میرے محبوب آپ کو میں اور آپ کے صحابہ کافی ہیں آپ بےفکر رہیں۔‘‘

معلوم ہوا کہ خدا کی طاقت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی نصرت کے بعد آپ کو کسی اور کی ضرورت نہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کون تھے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت کیا ہے؟ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی اہمیت کیا ہے اگر کسی کی سمجھ میں نہیں آئی تو ہو خدا سے پوچھے۔

☆ آیت نمبر ٦:

صحابہؓ کے دشمن خدا کے دشمن:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ (پ١٠ انفال)

’’اور ان سے مقابلہ کرنے کے لئے جس قدر بھی تم سے ہو سکے سامان درست رکھو۔ قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے جس کے ذریعہ سے تم اپنا رعب رکھتے ہوئے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر۔‘‘

خطیب کہتا ہے:

عَدُوِّیْ ...... وَعَدُوَّكُمْ

میرے دشمن ...... تمہارے دشمن

تمہارے دشمن ...... میرے دشمن ...... یعنی ......

خدا کے دشمن صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمن

صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمن خدا کے دشمن

میرا دین......تمارا دین

میرا قرآن......تمہارا قرآن

میرا رسول ﷺ......تمہارا رسول ﷺ

جو تمہارا دشمن، تمہارے مقام کا دشمن، تمہارے اعمال کا دشمن، تمہارے افعال کا دشمن......وہ میرا دشمن......کیونکہ تمہارا عمل میرا عمل......میرا عمل تمہارا عمل۔

☆ آیت نمبر ۷:

صحابہؓ سے مذاق خدا سے مذاق ہوگا:

فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

''پھر ان سے تمسخر کرتے ہیں۔ اللہ ان سے تمسخر کرتے ہیں اور ان (صحابہؓ پر تمسخر کرنے والوں) کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔''

☆ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تضحیک کرنے والے خدا کے گستاخ۔

☆ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مذاق اڑانے والے جہنم میں جائیں گے۔

☆ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کا جہنم شدت سے انتظار کر رہی ہے۔

☆ پھر آگ میں ماتم کرنے کا مزہ آ جائے گا۔

☆ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کے لئے ان کی پسند کے مطابق جہنم میں آگ کا انتظام ہو گا۔

☆ آگ پر چلنا چونکہ ان کا محبوب مشغلہ تھا اس لئے آگ میں قیام کا بندوبست کر دیا گیا۔

☆ آیت نمبر ۷:

صحابہؓ کے خلاف جو کوئی جیسا کہے گا اللہ تعالیٰ سے ویسا ہی سنے گا:

وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْآ اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ۔

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ ایسا جیسا کہ ایمان لائے لوگ (یعنی صحابہ) انہوں نے کہا کہ کیا ہم ایمان لائیں ان بے وقوف لوگوں کی طرح خبردار یہی منافقین بے وقوف ہیں لیکن ان کو اس بات کی خبر نہیں ہے۔''

خطیب کہتا ہے:

☆ صحابہؓ کی توہین خدا کی توہین ہے۔

☆ صحابہؓ کو گالی دینا......خدا کو گالی دینا ہے۔

☆ صحابہؓ پر تبرا کرنا......خدا کو تبرا کرنا ہے۔

☆ گستاخ خدا۔ گستاخ رسول ﷺ۔ گستاخ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سزا ایک ہوگی۔

☆ جب صحابہؓ کی توہین خدا برداشت نہیں کرتا تو ہم کیوں کریں۔

☆ جو صحابہؓ کو کافر کہے گا اس آیت کی روشنی میں وہ خود کافر ہوگا۔

☆ جو صحابہؓ کو کافر کہے گا وہ خود کافر۔

☆ جو صحابہؓ کو منافق کہے گا وہ خود منافق۔

☆ جو صحابہؓ کو فاسق کہے گا وہ خود فاسق۔

☆ جو صحابہؓ کو غاصب کہے گا وہ خود غاصب۔

☆ جو صحابہؓ کو زندیق کہے گا وہ زندیق ہوگا۔

☆ انگریز کا قانون انگریز کے لئے ہے۔

☆ قرآن کا قانون مسلمانوں کے لئے ہے۔

امن وامان ضروری ہے......تو ایمان وایقان بھی ضروری ہے۔

افسوس ہے حکمرانوں کو اپنا اقتدار تو محبوب ہے۔اس کی حفاظت کے لئے اربوں روپیہ خرچ کرتے ہیں۔مگر صحابہ کرامؓ کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے ان کی غیرت وحمیت مردہ ہو چکی ہے۔یاحسرتیٰ۔

☆ آیت نمبر۹:

خدا دنیا اور آخرت میں صحابہؓ کا دوست ہوگا:

نَحْنُ اَوْلِيَآ ءُ كُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۔

☆ آدابِ دوستی تمہیں معلوم ہے۔

☆ دوستی کے آداب میں شامل ہے کہ دوست کو دوست ہمیشہ اونچا دیکھنا چاہتا ہے۔ سکھی دیکھنا چاہتا ہے۔ باوقار دیکھنا چاہتا ہے۔ باعظمت دیکھنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اونچے بھی ہیں۔

☆ آیت نمبر۱۰:

صحابہؓ جنتی ہوں گے:

وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔

☆ صحابہؓ کو جنت کا وعدہ سنا دیا گیا۔

☆ جنت صحابہؓ کی ملکیت بنا دی گئی۔

☆ کیونکہ صحابہ کے دل فنافی التوحید اور فنافی الرسالۃ ہو چکے تھے۔

ان سے نسبت خدا سے نسبت......ان سے پیار خدا سے پیار۔

صحابہؓ جنت میں من مرضی کی زندگی گزاریں گے:

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيْ اَنْفُسُكُمْ۔

صحابہؓ نے دنیا میں زندگی خدا چاہی گزاری......اور......صحابہؓ جنت میں زندگی من چاہی گزاریں گے۔

خطیب کہتا ہے:

مدح صحابہؓ کے مہکتے ہوئے پھول
چن چن کر گلدستے میں سجا دیئے گئے ہیں۔
اب اس کا کام ہے کہ
وہ ان مہکتے ہوئے پھولوں کی خوشبو سے محفل کو خشبودار کر دیں۔
سامعین کے دامن ان پھولوں سے سجا دیں...... سُبْحَانَ اللّٰہ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر نمبر ۶

عقیقہ کرنا سنّتِ رسول ﷺ ہے

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُو بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ o بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ......قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَعَ الۡغُلَامِ عَقِیۡقَۃٌ فَاَھۡرِقُوۡا عَنۡہُ دَمًاوَ اَمِیۡطُوۡا عَنۡہُ الۡاَذٰی (بخاری جلد دوم)

’’حضرت سلمان عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا کہ بچے کے لئے عقیقہ ہے اس کی طرف سے جانور ذبح کرواور اس سے میل کچیل دور کرو۔ جانور ذبح کیا جائے اس کے سر کے بال صاف کئے جائیں اس کی میل کچیل دور کی جائے۔‘‘

حضرات گرامی!

آج کے جمعہ میں آپ کے سامنے عقیقہ کی فضیلت اور اس کے مسائل بیان کرنا چاہتا ہوں تا کہ آپ اس گئے گزرے دور میں نبی اکرم ﷺ کی ایک مرغوب اور پسندیدہ سنت کو زندہ اور تابندہ کرسکیں۔

عقیقہ کسے کہتے ہیں اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ مشہور محدث حضرت العلام ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں۔

اے ذبیحۃ‘ مسنونۃٌ وَھی شاۃٌ تذبَحُ عَنۡ المَولُودِ الیَومِ السَابع مِنۡ وَلَا رَتِہٖ سُمِّیَتۡ بِذَالِکَ لِاَنَّھَا تُذۡبَحُ حِیۡنَ یَحۡلِقُ عَقِیۡقَہٗ وَھُوَ الشَّعۡرُالَّذِیۡ لَکُوۡنُ عَلَی المَوۡلُوۡدِ حِیۡنَ یُوۡلَدُ۔

(شرح مرقاۃ ص۱۵۴ جلد۸)

عقیقہ یعنی ذبیحہ مسنونہ وہ بکری جو پیدا ہونے والے بچے کی طرف سے اس کی ولادت سے ساتویں دن بعد میں ذبح کی جاتی ہے۔

عقیق......ان بالوں کو کہتے ہیں جو پیدائش کے وقت بچے کے سر پر ہوتے ہیں۔

☆ عقیقہ انعام الٰہی پر اظہار مسرت ہوتا ہے۔

بیٹا اور بچہ اللہ تعالیٰ کے انعامات ہوتے ہیں بچے کی پیدائش پر تمام گھرانا مسرتوں اور خوشیوں سے سرشار ہوتا ہے ایسے وقت اور ایسے عالم میں جب گھرانا خوشیوں سے معمور ہوتا ہے شریعت نے انسان کو اللہ کے حضور قربانی اور شکرانے کا سبق دیا ہے۔ چنانچہ عقیقہ اسی شکرانے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں نیازمندی کے اظہار کا نام ہے۔

مالی قربانی دیتے وقت دل پر آدمی بوجھ محسوس کرتا ہے مگر اللہ کے حضور مالی قربانی سے تمام مصائب اور آلام کے بوجھ اتر جاتے ہیں۔

دراصل اسلام کی تربیت ہی یہی ہے کہ اپنی خوشی اور غم دونوں اللہ کی رضا اور مرضی کے تابع کر دو۔ اسی میں دونوں جہاں کی برکتیں ہیں۔ اسی میں فلاح ہے اور اسی میں نجات ہے جس خدا نے تمہیں بچے کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے اس کی رضائے کے لئے اللہ کے راستہ میں جانور ذبح کر کے غریبوں اور ناداروں کو بھی اس مسرت میں شریک کرو۔ سبحان اللہ۔

خطیب کہتا ہے:

عیدالفطر ہو تو .... غریب کا خیال رکھو

عیدالاضحیٰ ہو تو .... غریب کا خیال رکھو

رمضان شریف ہو تو .... غریب کا خیال رکھو

بچہ پیدا ہوتو .... غریب کا خیال رکھو

پوری دنیا کو غریب کا خیال رکھنے کا حکم صرف اور صرف دین اسلام کے احکامات میں مضمر ہے۔

کمیونزم۔ امپریل ازم۔ سب دھرے کے دھرے رہ گئے۔ اسلام سب ازموں پر غالب آ گیا۔

☆ ملاعلی قادری حنفی رحمہ اللہ کے ثمرات و برکات کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ عقیقہ بچے کے لئے سلامتی اور خیر و برکت کا باعث ہوتا ہے۔ اگر عقیقہ نہ ہوتو بچہ مرض میں مبتلا رہتا ہے اور انوارات خداوندی سے محروم رہتا ہے۔ عقیقہ سے بچہ کی میل کچیل دور ہو جاتی ہے اور اسے روحانی صحت نصیب ہو جاتی ہے۔

عقیقہ اور ارشاداتِ رسول ﷺ :

عقیقہ کے متعلق سرکار دو عالم ﷺ نے نہایت واضح ارشادات سے امت کی راہنمائی فرمائی ہے۔ اس وقت میں آپ کے سامنے عقیقہ کے بارے میں چند احادیث مبارکہ عرض کرتا ہوں تا کہ آپ ارشادات رسول کی موجودگی میں عقیقہ کے برکات و انوارات سے بہرہ ور ہو سکیں۔

ارشاد مصطفٰی ﷺ :

عَنْ سَلْمَانَ ابْنِ عَامِرِ الضَّبِّيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاهْرِقُوْا عَنْهُ دَمًا وَاَمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى (رواہ البخاری)

''حضرت سلمان بن عامر ضبی سے روایت ہے کہ میں نے رسول

اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بچے کے ساتھ عقیقہ ہے (یعنی اللہ تعالیٰ جس کو بچہ عطا فرمائے تو وہ عقیقہ کرے) لہٰذا بچے کی طرف سے جانور ذبح کرواور اس کا سر صاف کرو۔''

☆ اس حدیث میں بچے سے میل کچیل دور کرنے کا یہی مطلب ہے کہ بچے سے عقیقہ کرنے کے بعد روحانی آلودگی دور ہو جاتی ہے اور اسے روحانی بالیدگی حاصل ہوتی ہے بچہ زندگی میں فطرتاً روحانیت کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اس لئے مسلمان کو چاہیے کہ بچہ کی پیدائش کے بعد اس کا عقیقہ کرے۔

ساتویں دن جانور ذبح کیا جائے:

عَنْ الحسَن ابن سمرۃ ان جندب اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلَّ غُلَامٍ رَھِیْنَۃٌ بِعَقِیْقَہ تُذْبَحُ عَنْہُ یَوْمُ السَّابِعِ وَیُحْلَقُ وَیُسَمّٰی (ابوداؤد ص۳۱۲ ترمذی جلد اول ص۱۵۷)

''حضرت حسن بن سمرۃ بن جندب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض میں رہن ہوتا ہے جو ساتویں دن اس کی جانب سے ذبح کیا جائے اور اس کا سر منڈایا جائے اور نام رکھا جائے۔''

خطیب کہتا ہے:

☆ ساتویں دن جانور ذبح کیا جائے۔

☆ بچے کا سر منڈایا جائے۔

☆ بچے کا نام رکھا جائے۔

☆ تین باتیں پیدائش کے بعد بچے کے لئے والدین کو کرنا چاہئیں۔

☆ بچہ والدین کے لئے راحت ہوگا اور والدین بچے کے لئے روحانی راحت کا سامان کریں۔

عقیقہ میں کتنے جانور ذبح کئے جائیں:

عَنْ ام کرزؓ قَالَ سمعتُ رسولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِیَۃِ شَاۃٌ وَلَا یَضُرُّ کُمْ ذُکْرَانًا کُنَّ اَوْ اُنَا ثًا۔

(ترمذی جلد اول۔نسائی۔ابوداؤد)

''حضرت ام کرزؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ عقیقہ کے بارے میں فرما رہے تھے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے۔''

☆ دو بکریوں کا ذبح کرنا مستحب ہے لیکن اگر ایک بکرا بھی ذبح کر دیا جائے تو درست ہے۔

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ وُلِدَ لَہٗ وَلَداً فَاَحِبُّ اَنْ یُنْسِك عَنْہُ فَلْیُنْسِك عَنِ الغَلَامِ شَاتَیْنِ وَعَنِ الْجَارِیَۃِ شَاۃٌ۔

(ابوداؤص ۳۹۲ نسائی ج ۲)

''حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ہاں بچہ ہو وہ اس کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے۔''

کتنے بکرے دیئے جائیں:

قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهَ عَلَيْهِ وَسُلَّمَ يَنْسِكُ اَحَدُ نَا عَنْ وَلَدَهٖ فَقَالَ مَنْ اَحَبَّ مِنْ كُمْ اَنْ يُّنْسِكَ عَنْ وَلِدِهٖ فَلْيَغْعَلْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ۔

(ذادالمعادجلداول ص۲۵۴)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکاردوعالم ﷺ نے اپنے بچے کی پیدائش پر دو بکروں اور بچی کی پیدائش پر ایک بکری ذبح کرنے کا ارشادفرمایا ہے۔

☆ حضرت العلام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ ان روایات سے استدلال کرتے ہوئے ارشادفرماتے ہیں۔

هٰذَا يَدُلُّ عَلىَ الْاِسْتِحْبَابِ۔

عقیقہ مستحب ہے اوران روایات سے علامہ عینی کے نزدیک اس کا استحباب ثابت ہوتا ہے:

حضور ﷺ نے حسنین کا عقیقہ کیا:

عَنْ اِبْنِ عَبَاسؓ نَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْهزْسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبَشًا كَبَشًا (ابوداوٗد)

''حضرت ابن عبادرضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکاردوعالم ﷺ نے حسنؓ اور حسینؓ کا عقیقہ ایک مینڈھے سے کیا۔''

☆ اس روایت سے معلوم ہوا کہ سرکاردوعالم ﷺ نے اپنے نواسوں کی طرف سے خود عقیقہ کیا۔ جوامت کے لئے راہنمائی اورروشنی مثال ہے۔

☆ سنت رسول کوزندہ کرنا امت کافریضہ ہے۔اب سنت کا احیاء خیروبرکات پیدا کرے گا

اور بچے میں روحانی کیفیات پیدا ہوں گی اور روح میں بالیدگی پیدا ہوگی جس سے اس کے مستقبل میں انابت الیٰ اللہ کا ذوق پیدا ہوگا۔

اہل حدیث علماء کا فتویٰ:

فتاویٰ نذیریہ میں ہے:

عقیقہ جمہور کے نزدیک سنت ہے واجب نہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مستحب ہے۔(فتاویٰ نزیریہ جلد سوم)

حضرات گرامی!

میں نے آپ حضرات کے سامنے اس وقت حکم رسول اور عمل رسول کے متعلق ارشادات رسول کا ایک گلدستہ پیش کیا ہے جس میں بچے کی پیدائش پر عقیقہ کرنے کی سنت کا عمل ظاہر کیا ہے۔ان پر عمل پیرا ہوکر اس کی خوشبو گھر گھر پھیلائی جائے ایک ایسا عمل جس سے خیرات و برکات کا عمل سنت رسول کی پیروی میں زندہ ہو جائے اس سے ایمان اور عمل میں ایک ولولہ تازہ پیدا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر نمبر ۷

سیرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ ﷺ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُوۡ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ o بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ...... قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ھِیَ خَیۡرُ بَنَاتِیۡ اُصِیۡبَتۡ فِیَّ ھِیَ اَفۡضَلُ بَنَاتِیۡ اُصِیۡبَتۡ فِیَّ۔

(مجمع الزوائد للبیہقی۔دلائل نبوۃ للبیہقی جلد۲)

''جسے میری وجہ سے ستایا گیا یہ میری افضل بیٹی ہے جسے میری وجہ سے دکھ پہنچائے گئے۔''

حضرات گرامی!

آپ کو معلوم ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں اور اللہ تعالیٰ نے چاروں کو ممتاز مقام عطا فرمایا تھا۔سرکار دو عالم ﷺ چاروں سے بے پناہ پیار کرتے تھے۔

بیٹی ویسے بھی والد کو زیادہ پیاری ہوتی ہے اور جب وہ اپنی صلاحیتوں اور انسانی خوبیوں سے مالا مال ہو تو والد کو خصوصی توجہات کی مستحق ہوتی ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ کی چار صاحبزادیاں حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئی تھیں۔ان پر جمہور اہل سنت کا اتفاق ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے صرف رافضی فرقہ اس سے اختلاف کرتا ہے۔ان کے اختلاف کی وجہ سے صحابہ کرامؓ سے دشمنی اور بغض ہے کیونکہ اگر وہ حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں تسلیم کرتے ہیں تو انہیں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمتوں کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ داماد رسول ثابت ہوتے ہیں

تو پوری دنیائے شیعت کا محل دھڑام سے زمین بوس ہو جاتا ہے اور شیعہ ازم کا پورا خاکہ نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس فرقہ نے رسول اللہ ﷺ کی چار صاحبزادیوں کا انکار کیا ہے مگر یہ ان کا فریب نفس اور دھوکا ہے حضور سرور کائنات ﷺ کی صاحبزادیوں کی تعداد کا چار ہونا شیعہ سنی کتابوں سے روز روشن کی طرح ثابت ہے جس کا انکار کوئی نہیں کرسکتا۔

ان چار صاحبزادیوں میں سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہیں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، سیدہ ام رقیہ رضی اللہ عنہا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تینوں حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی تھیں۔

سیدہ زینبؓ کا نکاح:

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ہمشیرہ کے بیٹے ابی العاص سے حضور ﷺ کی اجازت سے کر دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اس فیصلہ کو قبول فرمایا لیا اور اس کی مخالفت نہیں فرمائی۔

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُخَالِفُهَا۔ (البدایہ والنھایہ ج ۳)

بچیوں میں اسلام لانے میں پہلا نمبر:

حضراتِ محترم! آج تک آپ نے اسلام لانے والے حضرات کا تذکرہ اس ترتیب سے سنا ہوگا کہ اسلام لانے والوں میں ترتیب یوں ہے:

مردوں میں اول نمبر..................حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

عورتوں میں اول نمبر..................حضرت سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا

غلاموں میں اول نمبر..................حضرت زید رضی اللہ عنہ

بچوں میں اول نمبر......................حضرت علی رضی اللہ عنہ

مگر بچیوں میں اول نمبر کس کا ہے اس کو شہرت نہیں ہے یا شہرت نہیں دی گئی۔حالانکہ اہل سنت کی کتابوں میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے۔اور وہ کتابیں ہمارے ہر کتب خانہ کی زینت ہیں لیجئے آپ بھی اس حوالہ کو ذہن نشین کر کے اسے عام کیجئے اور عوام کے دل و دماغ میں راسخ کیجئے اور اسے بار بار بیان کیجئے بار بار دہرائیے کہ بچیوں میں سب سے پہلے سب سے اول ایمان لانے میں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا اول نمبر ہے یہ بچیوں میں ایمان لانے میں اولیت کا درجہ رکھتی ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ دونوں بیٹیاں۔

☆ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیاں ہیں۔

☆ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ہیں۔

☆ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیویاں ہیں۔

☆ عثمان غنی رضی اللہ عنہ داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

☆ یہ اعزاز صرف اور صرف سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے کہ آپ کے نکاح میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں ہیں۔

☆ فَلَمَّا اَكْرَمَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنُبُوَّتِهٖ اٰمَنَتْ خَدِيْجَةَ وَ بَنَاتُهٗ
(البدایۃ والنہایۃ ج ۳ ص ۳۱۱)

جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے اعزاز سے مشرف ہوئے خدیجہ اور آپ کی بیٹیوں نے ایمان قبول کیا اس طرح بچیوں میں سب سے پہلے ایمان لانے کی انہیں سعادت حاصل ہوگئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے ایمان لانے میں

مردوں میں اول نمبر.................صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہے۔

عورتوں میں اول نمبر.................خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا ہے۔

بچوں میں اول نمبر..................علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

بچیوں میں اول نمبر..................ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور رقیہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔

غلاموں میں اول نمبر..................زید رضی اللہ عنہ کا ہے۔

مشرکین کا ناپاک منصوبہ ابی العاص کو طلاق دینے کی ترغیب:

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین مکہ تکلیف پہنچانے میں کوئی دقیقہ فردگذاشت نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے...... لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ ......کی صدا نے پورے مکہ میں انقلابی فضا پیدا کردی تو مشرکین مکہ نے ابی العاص کو بات پر اکسایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو طلاق دے دی جائے ابی العاص پر بہت دباؤ ڈالا گیا۔ مگر آپ نے قریش مکہ کے کسی دباؤ کو قبول نہیں کیا اور نہایت سختی سے ان کی بات کو مسترد کردیا اس طرح تاریخ میں ابی العاص زندہ جاوید ہو گئے۔

فَلَمَّا نَادٰی قُرَیْشًا بِــاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَتَوْا اَبَا الْعَاصِبْنَ رَبِیْعٍ فَقَالُوْا فَارِقْ صَاحِبَتَكَ وَ نَحْنُ نَتَزَ وَّجُكَ بِاَیِّ اِمْرَأَةٍ شِئْتَ مِنْ قُرَیْشٍ فَقَالَ لَاوَاللّٰهِ لَا اُفَارِقُ صَاحِبَتِیْ وَمَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ لِیْ بِــاِمْرَءَتِیْ اَفْضَلُ اِمْرَأَةٍ مِنْ قُرَیْشٍ (البدایہ والنہایہ ج ۳)

ہدایت کسی دوکان سے تھوڑا ہی ملتی ہدایت کا خزانہ تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس نے ہی ابی العاص کے دل میں یہ بات ڈالی کہ زینب کو طلاق نہ دی جائے یہی عورت تیری عاقبت میں سرفرازی کا باعث بنے گی

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابی العاص کی یہ ادا پسند آئی:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَكَرَ مَصَاهِرَةَ وَاَثْنٰى خَيْرًا حِيْنَ اَبىٰ اَنْ يُطَلِق زَيْنَبَ لَمَّا سَأَلَتْهُ قُرَيْشٌ ذَالِكَ ۔

(البدایہ ص۳۱۲)

''رسول اللہ ﷺ نے ابی العاص کی دامادی کو بنظر تحسین دیکھا اور اس بات کو بے حد سراہا کہ اس نے زینبؓ کو طلاق کے مسئلہ میں قریش کی شرارت کو ناکام بنادیا۔''

ابی العاص کی یہی ادا ان کو دولت ایمانی سے مالا مال کرنے کا ذریعہ بن گئی سُبْحَانَ اللّٰہِ۔

جنگِ بدر کے دو قیدی اور حضرت زینبؓ کا ہار:

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ جنگ بدر کے قیدیوں میں حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس اور آپ کے داماد ابی العاص بھی شامل تھے۔

یہ دو عجیب قیدی تھے ایک چچا تھا ایک داماد تھا اس سے بڑھ کر اور تعجب کیا ہوگا کہ چچا بھتیجے کے خلاف اور داماد سسر کے خلاف لڑنے کے لئے آئے تھے۔

کیا اختلاف تھا؟۔

یہی عقیدے کا اختلاف تھا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اختلاف تھا۔

توحید وسرک کا اختلاف تھا۔

یہی ایک ہی اور ایک بھی کا اختلاف تھا جس نے

ایک گھر، ایک قبیلہ، ایک خاندان کے افراد کو نبی کے مقابلے میں لا کھڑا کیا تھا۔

چچا بھی گرفتار ہوگیا......اور داماد بھی

چچا امیر تھا اس نے اپنا فدیہ ادا کردیا۔مگر داماد کے پاس کچھ نہیں تھا اس نے مکہ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے مکہ سے فدیہ کا سامان بھیجتے وقت اپنا ہار بھی گلے سے اتار کر بھیج دیا جو آپ کو حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے شادی کے وقت دیا تھا رحمت عالم ﷺ کے سامنے خدیجہ کا دیا ہوا بیٹی کا ہار پہنچا تو آپ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ کا دل بھر آیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ماضی کی یاد تازہ ہوگئی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا تابناک دور یاد آ گیا۔

آپ ﷺ نے اصحابؓ رسولؐ سے فرمایا کہ تمہاری مرضی ہو تو بیٹی کو ماں کی یادگار واپس کردو؟ سب نے تسلیم کیا۔گردنیں جھکا دیں اور وہ ہار واپس کردیا۔

فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقَّ لَمَا رِقَّةً شَدِيْدَةً

حضور ﷺ نے اصحاب کو ہار واپس کرنے کا ارشاد فرمایا تھا تو سب نے مال واسباب اور ہار خوشی سے واپس کردیا۔

قَالُوْا نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاطْلَقُوْهُ وَرَدُّوْا عَلَيْهَا الَّذِىْ لَهَا وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَخَذَ عَلَيْهِ وَوَعَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَخْلىٰ زَيْنَبَ اِلَيْهِ۔

(دلائل نبوۃ للبیہقی جلد۲)

’’صحابہؓ نے ابی العاص کا مال واسباب واپس کردیا اور رسول اللہ ﷺ نے ابی العاص سے وعدہ لیا کہ وہ واپس جا کر زینب کو مدینہ بھیج دے۔ابی العاص نے وعدہ کے مطابق زینب کو واپس بھیج دیا۔‘‘

محبت رسول ﷺ محبت خاوند پر غالب آ گئی:

سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ اور ایک انصاری صحابی کو حضرت زینب کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ لانے کے لئے بھیجا۔

وَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَیْد بن حارثہ وَ رَجُلاً مِّنْ اَنْصَارِ۔ (ابی داؤد ج ۲)

''سیدہ زینبؓ کو جب اپنے والد گرامی کا پیغام پہنچا تو آپ نے فوراً مدینہ منورہ روانگی کے لئے تیار ہو گئیں۔''

حضرت زینبؓ پر مدینہ کے راستہ میں حملہ:

جناب ابی العاص نے اپنے بھائی کنانہ کے ساتھ آپ کو روانہ کر دیا مگر ہبار نامی ایک شخص نے عداوت مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے حضرت زینبؓ پر تیر سے حملہ کیا آپ اونٹ سے گر کر زخمی ہو گئیں اور یہ تکلیف آپ کو عمر بھی رہی مگر آپ چند یوم ٹھہرنے کے بعد پھر مکہ مکرمہ روانہ ہو گئیں۔ اور اس طرح سیدہ زینبؓ اپنے والد گرامی کے پاس پہنچ گئیں۔

بیٹی نبی ﷺ کی نظر میں:

سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق ارشاد فرمایا:

ھِیَ خَیْرُ بَنَاتِیْ اُصِیْبَتْ فِیَّ۔

''زینبؓ میری بہترین بیٹی ہے جس کو میری وجہ سے ستایا گیا۔''

یہ افضل بیٹی ہے جسے میری وجہ سے دکھ دیا گیا

(مجمع الزواید للبیھقی ج ۹ دلائل البنوۃ للبیھقی ج ۳)

بیٹی بیٹی ہی ہوتی ہے اور جب نسبت مصطفیٰ ﷺ کا تعلق بھی نظر آئے تو فضائل مراتب میں ایک اور ایک بھی عظمتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

ابی العاص دولتِ ایمان سے سرفراز ہو گئے:

چند سال کے بعد جناب ابی العاص ملک شام سے تجارت کا مال لے کر آ رہے تھے کہ مسلمان دستوں نے ان کو مال و اسباب کے ساتھ گرفتار کر لیا تمام مال ایک ایک سپاہی پر تقسیم کر دیا گیا یہ چھپ کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں پہنچے انہوں نے انہیں پناہ دے دی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی اس پناہ کو قبول فرمایا اور مسلمانوں سے فرمایا کہ اگر مناسب سمجھو تو ابی العاص کا مال و اسباب واپس کر دو۔ پھر تمام مسلمانوں کی تسلیم کی گردنیں جھک گئیں اور سپاہیوں نے ایک ایک دھاگا واپس کر دیا۔

اب یہ ایسا دار نہ تھا جو خالی جاتا ابو العاص واپس مکہ آئے اور تمام شرکاء کو ان کا مال حوالے کر دیا اور بہانگ وہل...... اشهد ان لا الٰه الا الله واشهد ان محمد اعبده و رسوله...... پڑھ کر اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔

خطیب کہتا ہے:

خدمت رسول کا صلہ............ابی العاص کو مل گیا............

ایمان مل گیا

اسلام مل گیا

خدا مل گیا

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مل گیا

مدینہ مل گیا

مدینے والا مل گیا

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی العاص کی مدینہ واپسی پر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کی تجدید فرمادی۔

اولادسیدہ زینبؓ:

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے دوفرزند عطا فرمائے۔ان میں سے ایک فوت ہو گیا اور دوسرے بیٹے کا نام......علی ہے ایک بیٹی تھی جس کا نام امامہ تھا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ایک بچہ جب فوت ہونے لگا تو آپ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیج کر اطلاع کی تو آپ نے فرمایا کہ صبر کرو۔

لِلّٰہِ مَا اَعْطٰی وَلِلّٰہِ مَا اَخَذَ۔

''اللہ کی چیز ہے اسی نے واپس لے لی۔''

خطیب کہتا ہے:

زندگی کا یہی خلاصہ ہے۔

زندگی کا یہی ماحصل ہے۔

لوگ بڑی بڑی موشگافیاں پیدا کرتے ہیں۔

لوگ زندگی کے بہت فلسفے بیان کرتے ہیں۔

زندگی کا لب لباب اور خلاصہ۔

جوزبان نبوت سے بیان ہوا۔

وہ اس قدر جامع ہے کہ

لِلّٰہِ مَا اَعْطٰی .... وَلِلّٰہِ مَا اَخَذَ

جو کچھ دیا وہ بھی اللہ ہی کا ہے اور جو کچھ واپس لیا وہ بھی اللہ ہی کا تھا۔

بچے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گود میں لے لیا:

سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب کے بچے کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تو بچہ لو آپ کی گود میں رکھ دیا گیا......وَنَفْسُہٗ تَتَقَعْقَعُ......یعنی بچہ کے آخری سانس تھے۔ بچہ کی یہ

حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ کے آنسو جاری ہو گئے۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ! ﷺ یہ کیا ہے؟ تو آپ آنسو بہارہے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ یہ تو رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دی ہے۔

فَاِنَّمَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مِنْ عِبَادِہِ الرُّحَمَاءَ۔

(مشکوٰۃ باب البکاء علی المیت)

خطیب کہتا ہے:

☆ بے اختیار آنسو اور ہوتے ہیں۔

☆ با اختیار آنسو اور ہوتے ہیں۔

☆ دل کے آنسو اور ہوتے ہیں۔

☆ بِل کیآنسو اور ہوتے ہیں۔

درد سے پتہ چلتا ہے کہ

رونے والا دل سے مغموم ہے۔ یا رونے والا کرائے کا مغموم ہے۔

☆ برادران یوسف کے آنسو اور تھے۔

☆ حضرت یعقوب علیہ السلام کے آنسو اور تھے...... پتہ چلا۔

کچھ آنسو محبوب ہوتے ہیں۔

کچھ آنسو مردود ہوتے ہیں۔

علیؓ بن زینبؓ:

قبیلہ بنو ضامرہ میں دودھ پلانے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ آپ کا جب دودھ چھڑایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی تربیت اور کفالت اپنے ذمہ لے لی۔

امامہ بنت زینب ؓ:

حضرت امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا دور رسالت میں پیدا ہوئیں۔سرکار دو عالم ﷺ کے آستانہ عالیہ میں پرورش پائی۔

حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سرکار دو عالم ﷺ بہت ہی پیار کرتے تھے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ انصاری ذکر فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور امامہ بنت ابی العاص آپ کے دوش مبارک پر تھیں۔آپ نماز ادا فرماتے رہے جب رکوع فرماتے تو اس کو زمین پر بٹھا دیتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تھے تو اس کو اٹھا لیتے تھے۔(بخاری ج ۲۔ باب رحمۃ ولد)

خطیب کہتا ہے:

امامہ رضی اللہ عنہا بنت زینب رسول اللہ کے کندھوں پر
حسن وحسین بن علی رسول کے کندھوں پر............اور..................
محمد الرسول اللہ ہجرت کی رات صدیق کے کندھوں پر۔سبحان اللہ
یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

امامہ ؓ کو نبوت کا انعام:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک قیمتی ہار پیش کیا گیا۔تمام ازواج مطہرات آپ کے پاس جمع تھیں اور حضرت امامہؓ صحن میں کھیل رہی تھیں۔آپ نے ازواج مطہرات سے سوال کیا کہ یہ ہار کیسا ہے؟

سب نے کہا کہ ایسا ہار تو ہم نے بھی نہیں دیکھا۔یہ تو بہت ہی عمدہ ہار ہے آپ نے ہار کو پکڑا اور فرمایا کہ

لَاَدْفَعَنَّهَا اِلیٰ اَحَبِّ اَهْلِیْ اِلَیَّ۔

''یہ ہار میں اس کو دوں گا جو میرے اہل بیت میں مجھے سب سے محبوب ہوگا آپ نے وہ قیمتی ہار حضرت امامہ ؓ کو عطا فرما دیا۔'' (الغابہ جلد۵ الاصابہ جلد۴)

سیدہ زینبؓ کی وفات:

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا زخم تازہ ہوگیا اور اس کی وجہ سے بیماری شدید ہوگئی اور آپ آٹھ ہجری میں وفات پا گئیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات سے سرکار دو عالم ﷺ کو شدید صدمہ پہنچا اور آپ کی تمام بہنیں اس حادثہ فاجعہ سے بے حد غمگین ہو گئیں تمام مدینہ کی عورتیں جمع ہوگئیں اور شدتِ جذبات سے رونے لگیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات کا سن کر تشریف لائے۔ آپ نے عورتوں کو روتے دیکھ کر انہیں رونے سے منع فرمایا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ

مَهْمَا یَا عُمَرَ ثُمَّ قَالَ اِیَّاکُنَّ وَ تَعْیِقُ الشَّیْطَانَ ثُمَّ قَالَ اَنَّهٗ

فرمایا جب غسل سے فارغ ہوں تو مجھے اطلاع کرنا پس ہم نے اطلاع کر دی تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنا تہبند اتار کر جسم اطہر سے عنایت فرمایا اور فرمایا کہ میرے تہبند کو کفن کے اندر رکھ دو۔ (بخاری جلد اول کتاب الجنائز)

خطیب کہتا ہے:

☆ آپ کی چادر کفن میں رکھی گئی

☆ معلوم ہوا کہ آپ کے لباس میں برکات نبوت ہیں۔

☆ علمائے دیوبند اہل سنت و الجماعت پیغمبر کے لباس اور جسم اطہر کے ساتھ ملی ہوئی چیزوں کو بابرکت سمجھتے ہیں۔

☆ نبی ﷺ مبارک۔

☆ جسم نبی ﷺ مبارک۔

☆ اسم نبی ﷺ مبارک۔

☆ لباس نبی ﷺ مبارک۔

پیغمبر ﷺ کی ہر چیز مبارک:

☆ نبی ﷺ کی مسجد مبارک۔

☆ نبی ﷺ کا مصلےٰ مبارک۔

☆ نبی ﷺ کا منبر مبارک۔

☆ نبی ﷺ شہر مبارک۔

☆ نبی ﷺ کا سفر مبارک۔

☆ نبی ﷺ کا بدر مبارک۔

☆ نبی ﷺ کا مکہ مبارک۔

☆ نبی ﷺ کا مدینہ مبارک۔

☆ نبی ﷺ کا سینہ مبارک۔

☆ نبی ﷺ کا پسینہ مبارک......سبحان اللہ۔

سیدہ زینبؓ کا جنازہ حضور ﷺ نے پڑھایا:

وَصَلّٰى عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''حضرت زینب n کا جنازہ سرکار دوعالم ﷺ نے پڑھایا۔''

مدینہ منورہ کے تمام صحابہؓ اور صحابیات سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شریک ہوئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی جنازہ شریک تھیں۔ حضور ﷺ زینب کی قبر میں خود اترے اور اس

طرح قبر مبارک کو مطہر کر دیا۔

قبر زینبؓ میں حضور ﷺ خود اترے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو صحابہ کرام حضور ﷺ کا معیت میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو دفنانے کے لئے حاضر ہوئے ہم قبر پر پہنچے تو سرکارِ دو عالم ﷺ مغموم بیٹھے تھے۔ہم سے کسی کو بھی رسول اللہ ﷺ کو مغموم دیکھ کر بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ابھی قبر کی لحد تیار ہونے میں کچھ دیر تھی۔سرکارِ دو عالم ﷺ قبر کے قریب بیٹھ کر انتظار فرمانے لگے جب قبر تیار ہوگئی تو آپ کو اطلاع دی گئی ہم سب حیرانی سے خاموش بیٹھے رہے جب آپ کو اطلاع ہوگئی تو آپ خود قبر کے اندر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد آپ نے قبر سے باہر تشریف لائے آپ کا چہرہ مبارک کھلا ہوا تھا اور غم کے آثار کم ہو گئے تھے طبیعت بشاش تھی ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ! ہم اس سے پہلے آپ کی طبیعت کے مغموم ہونے کے پیش نظر بات کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔اب آپ کی طبیعت میں بشاش ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ قبر کی تنگی اور خوف ناکی مرے سامنے تھی یہ بات مجھے ناگوار گزر رہی تھی۔اس لئے میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا کے لئے اس حالت کو آسان کر دیا جائے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی جسے اللہ تعالیٰ نے منظور فرما لیا اور زینب رضی اللہ عنہا کے لئے آسانی فرمادی۔

قَالَ کُنْتُ اَذْکُرُ ضِیْقَ الْقَبْرِ وَغَمَّہٗ وَضُعْفَ زَیْنَبَ فَکَانَ ذَالِكَ یَشُقُّ عَلَیَّ فَدَعَوْتُ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْھَا فَفَعَلَ

۔(مجمع الزوائد)

حضرات گرامی! میں نے بڑی تفصیل سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات طیبات اور فضائل و مراتب آپ کے سامنے عرض کر دیئے ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک بیٹی نہیں تھی بلکہ آپ کی چار بیٹیاں تھیں جن میں حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سب سے بڑی تھیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اور آپ کا مرتبہ اور مقام بھی بہت اونچا تھا۔ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق ارشاد فرمایا کہ

خَيْرُ بَنَاتِيْ اُصِيْبَتْ فِيَّ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر نمبر ۸

سیدہ رقیہؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُو بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ o بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّجِیۡمِ ......وَاَسۡلَمَتۡ حِیۡنَ اَسۡلَمَتۡ اُمُّھَا خَدِیۡجَۃَ بِنۡتِ خُوَیۡلِدۡ وَبَایَعَتۡ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ھِیَ وَاِخۡوَتُھَا حِیۡنَ بَایَعَہُ النِّسَاء (طبقات ابن سعد ج ۷)

’’سیدہ رقیہؓ اسی وقت ایمان لے آئی تھیں جس وقت حضرت خدیجہؓ بنت خویلد نے ایمان قبول کیا تھا۔ اور جب دوسری عورتوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اسی وقت حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور آپ کی بہنوں نے رسول اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی لی تھی۔‘‘

بچیوں میں پہلا نمبر:

حضرات گرامی! آج کے خطبہ میں آپ کے سامنے سرکار دو عالم ﷺ کی حقیقی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا جائے گا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے تھیں اور انہیں اسلام لانے میں بھی پہلا نمبر حاصل ہے کیونکہ آپ نے اسی وقت کلمہ اسلام پڑھ لیا تھا جب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ نے اسلام کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اسے دل و جان سے قبول کرلیا تھا اس طرح بچیوں میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو اسلام لانے میں اولیت کا شرف حاصل ہے نہ صرف آپ کو بچیوں کے گروہ میں ایمان لانے میں اولیت حاصل ہے بلکہ سرکار دو عالم ﷺ کی بیعت کرنے میں بھی آپ کو شرف بیعت کا اعزاز حاصل ہے گویا کہ

☆ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

☆ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

☆ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بچیوں میں سب سے پہلے ایمان لائیں۔

☆ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نے خواتین کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف بیعت حاصل کیا۔

قَالَ لَـهُ اَبُوْ هُ اَبُوْ لَهَبٍ رَاْسِیْ مِنْ رَاْسِیْ حَرَمٌ اِنْ لَّمْ سیطلق اِبْنَتَهٗ فَفَارَ فهَا وَلَمْ يَكُنْ دَخَلَ بِهَا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۸)

''جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے سورہ تبت یدا اَبی لہب نازل فرمائی تو ابولہب نے عتبہ اور عتیبہ سے کہا کہ تمہارا اور میرا ملنا جلنا اس وقت تک حرام رہے گا جب تک تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو طلاق نہیں دے دیتے۔''

ابولہب کے کہنے پر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیوں کو طلاق دے کر جدا کر دیا لیکن ابھی تک رخصتی نہیں ہوئی تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دامادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا شرف واعزاز:

اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو داماد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے شرف سے سرفراز فرمانا تھا۔اس لئے یہ اعزاز نہیں حاصل ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ میں اپنی عزیزہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کردوں۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مکہ مکرمہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا اور ساتھ ہی رخصتی کر دی۔(کنز العمال جلد ۶)

خطیب کہتا ہے:

عثمان رضی اللہ عنہ ....داماد مصطفیٰ ﷺ ۔

عثمان رضی اللہ عنہ ....معتمد دین مصطفیٰ ﷺ ۔

عثمان رضی اللہ عنہ ....عظمت اہل بیت مصطفیٰ ﷺ ۔

عثمان رضی اللہ عنہ ....عظمت وقار مصطفیٰ ﷺ ۔

عثمان رضی اللہ عنہ ....کے خلاف زبان درازی..........نبوت کے خلاف زبان درازی ہوگئی۔

عثمان رضی اللہ عنہ کا گستاخ..........رسول اللہ ﷺ کا گستاخ اور..........خاندا رسول کا گستاخ۔

سیدنا علی المرتضیٰؓ کا عظمتِ سیدنا عثمانؓ پر اظہارِ خیال:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عظمتوں پر اس طرح پھول برساتے ہیں کہ

وَزَوَّجَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ

(کنز العمال جلد۲)

''رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ سے کیا''

علیؓ کی گواہی:

رسول اللہ ﷺ کے نکاحوں کی گواہی خدا نے دی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاحوں کی گواہی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دی۔

☆ نکاح بھی سچا

☆ گواہ بھی سچا

☆ اگر کسی حاسد اور معاند کو اعتراض ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف زبان درازی

کر کے دیکھے پھر کس طرح جہنم میں جاتا ہے۔

☆ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

قریشی عورتوں کا ترانہ:

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کے موقعہ پر قریش کی عورتوں نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو اس طرح خراج عقیدت پیش کیا جس کی دھوم ساری خدائی میں مچ گئی۔

وَتَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ وَكَانَتْ نِسَاءُ قُرَيْشٍ يَقُلْنَ حِيْنَ تَزَ
وَّجَهَا عُثْمَانَ اَحْسَنُ شَخْصَيْنِ رَاىَ اِنْسَانٌ رُقَيَّةَ وَ بَعْلُهَا عُثْمَانُ
(تفسیر قرطبی جلد ۱۴)

حضرت رقیہؓ اور ان کے خاوند عثمانؓ سے زیادہ اچھا انسان کسی نے نہیں دیکھا۔

سیدہ رقیہؓ کو دو ہجرتوں کا اعزاز:

جس وقت مکہ کی سرزمین مسلمانوں کے لئے تنگ کر دی گئی۔ اس وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا کہ تم ارض حبشہ کی طرف ہجرت کر جاؤ وہاں کا بادشاہ کسی مظلوم کو دکھ نہیں دیتا ظلم نہیں کرتا۔

جب مسلمانوں پر آسانیاں ہو جائیں گی تو پھر تم واپس آجانا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق صحابہ کرامؓ نے ارض حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اس ہجرت کرنے والوں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور آپ زوجہ محترمہ حضرت رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل تھیں چنانچہ صاحب البدایہ تحریر فرماتے ہیں۔

مَنْ خَرَجَ مِنْ الْمُسْلِمِيْنَ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانُ وَ زَوْجَتُهُ رُقَيَةُ بِنْت
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (البدایہ والنہایہ ص۶۶ ج ۳)

رسول اللہ ﷺ کو بیٹی کی یاد:

سرکارِ دو عالم ﷺ کو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی یاد ستاتی رہتی اور لوگوں سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں دریافت کرتے رہتے۔

ایک مرتبہ ایک قریشی عورت آئی تو آپ نے اس سے دریافت فرمایا تو اس عورت نے عرض کیا کہ

فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ قَدْ رَأَيْتُ خُتْنَكَ وَمَعَهُ اِمْرَأَتُهُ قَالَ عَلٰى اَيِّ حَالٍ رَأَيْتَهَا!

قَالَتْ رَأَيْتُهُ قَدْ حَمَلَ اِمْرَأَتَهُ عَلٰى حِمَارٍ مِنْ هٰذِهِ الدُّبَابَةِ وَ هُوَ يَسُوْقُهَا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صبحهما الله انَّ عُثْمَان اَوَّلُ مَنْ هَاجَرَ بِاَهْلِهِ بَعْدَ لُوْطٍ عَلَيْهِ السَّلَام

اے محمد ﷺ میں نے آپ کے داماد کو دیکھا کہ ان کیساتھ ان کی بیوی تھی آپ نے فرمایا کہ تم نے انہیں کس حال میں دیکھا تھا؟

تو اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ وہ ایک سواری پر سوار تھیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سواری کی لگام تھام رکھی تھی۔ وہ اسے چلا رہے تھے سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو خیر اور بھلائی عطا فرمائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہ شخص ہیں جنہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے بعد پہلی مرتبہ اللہ کے راستے میں ہجرت کی ہے۔

ملا باقر مجلسی کی تائید:

شیعہ مصنف ملا باقر مجلسی نے جلاء العیون میں لکھا ہے کہ پس یاز وہ مردود چہار زن خفیہ از اہل کفر گریختند بجانب حبشہ رواں شدند از جملہ آنہا عثمان رضی اللہ عنہ بود و رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت رسول کہ زن

او بود۔ (حیات القلوب ص ۳۳۰ ج ۲)

حبشہ سے واپسی:

وَالَّذِیْ عَلَیْہِ اَھْلُ السِّیَرِ اَنَّ عُثْمَانَ رَجَعَ اِلٰی مَکَّۃَ مِنْ حَبْشَۃَ مَعَ مَنْ رَجَعَ ثُمَّ ھَا جَرَبِاَھِلِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ۔

(الاصابہ ابن حجر جلد ۴)

''اہل تاریخ اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عثمان غنیؓ حبشہ سے مکہ کی طرف واپس آئے اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔''

دو ہجرتیں:

اس طرح حضرت رضی اللہ عنہ کو دو ہجرتوں کا اعزاز وسعادت حاصل ہوئی اول ہجرت حبشہ اور ثانیاً ہجرت مدینہ۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہجرتوں کی اس طرح تصدیق فرمائی

لَہٗ وَلِاَصْحَابِہٖ ھِجْرَۃٌ وَاحِدَۃٌ وَلَکُمْ اَنْتُمْ اَھْلُ السَّفِیْنَۃِ ھِجْرَتَانِ ۔(مسلم شریف جلد ثانی)

ہجرت حبشہ چونکہ کشتیوں کے ذریعہ ہوئی تھی اس لئے مہاجرین حبشہ کو اہل سفید کہا گیا ہے۔

سیدہ رقیہؓ کے دو ۲ بچے:

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے دو بچے ہوئے پہلا بچہ تو نا تمام پیدا ہوا اور دوسرا بچہ جس کا نام عبداللہ تھا چھ برس کی عمر میں وفات پا گیا (اسد الغابہ جلد ۵)

جب عبداللہ کا انتقال ہوا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غم گین ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے کو گود میں لے لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

وَقَالَ اِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحْمَاءَ وَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ نَذَلَ عُثْمَانَ فِيْ حَفْرَتِهٖ۔

(انساب الاشراف بلاذری جلد ا)

حضور ﷺ رقیہؓ کو ہدیہ بھیجتے تھے:

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ایک گوشت کا پیالہ بھر کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر بھیجا جب میں ہدیہ لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچا تو دونوں میاں بیوی تشریف فرما تھے۔

عَنْ اُسَامَةَ بن زَيْدٍ قَالَ بعثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم بِصُحْفَةٍ فِيْهَا لَحْمٌ الیٰ عثمان فدخلتُ علیه فاذا هو جالِسٌ مَعَ رُقَيَّةَ مَارَأَيْتُ زوجًا احسنُ منها (کنزل العمال ج۲)

حضرت عثمان رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ بھیجتے تھے:

جس طرح سرکارِ دو عالم ﷺ حضرت عثمان کو ہدیہ بھیجتے تھے اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ بھیجتے تھے ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شہد اور گھی سے تیار کیا ہوا ایک کھانا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ اس روز آپ حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا کے گھر جلوہ فرما تھے حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں وہ کھانا پیش کیا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ ہدیہ کس نے بھیجا ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ حضرت عثمان نے بھیجا ہے۔

حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حضور دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور فرمایا کہ

فقال اَللّٰهُمَّ اَنَّ عُثْمَان سید ترضاكَ فَارضِ عَنْهُ (البدایہ ج۷)

خطیب کہتا ہے:

☆ تحفہ دینا...... ہدیہ دینا سنت رسول ہے۔

☆ معاشرے میں ہدیے کی سنت کو زندہ کیا جائے۔

☆ رشتہ داروں میں ہدیے کی سنت کو زندہ کیا جائے۔

☆ دوستوں میں ہدیے کی سنت کو زندہ کیا جائے۔

☆ ہدیہ دینے سے محبتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ ہدیہ دینے سے نفرتوں میں کمی واقع ہوتی ہے۔

☆ ہدیہ معاشرے میں باہمی یگانگت پیدا کرتا ہے۔

☆ اگر معاشرے میں سکون، محبت، بھائی چارے کی خوشگوار فضا پیدا کرنا چاہتے ہو تو ایک دوسرے کے گھروں میں تحفے اور ہدیے بھیجا کرو۔

☆ میں نے دیکھا ہے کہ آج سے چالیس سال پہلے اگر کسی گھر میں گوشت پکایا جاتا تھا تو لوگ اپنے ہمسایوں کو تھوڑا تھوڑا سالن بھیجتے تھے۔

☆ تھوڑا سا شوربہ بھیجنے پر محبت کا رشتہ اس قدر مضبوط ہوتا تھا کہ سارا محلّہ دو قالب اور یک جان محسوس ہوتا تھا۔

☆ لوگ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے تھے اور پورا معاشرہ تسبیح کے دانوں کی طرح ایک دھاگے میں پرویا ہوتا تھا۔

☆ یہ سب خوشیاں اور خوشگوار فضا صرف اور صرف سنت رسول کو زندہ رکھنے میں مضمر ہے۔

حضرت عثمانؓ کے لئے دعا:

رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کے لئے اٹھ گئے کہ یا اللہ! عثمان رضی اللہ عنہ آپ سے راضی ہے۔

آپ عثمان سے راضی ہو جائیں۔ سُبْحَانَ اللہ

☆ عثمان رضی اللہ عنہ سے خدا تعالیٰ راضی۔

☆ عثمان رضی اللہ عنہ سے مصطفیٰ ﷺ راضی۔

☆ عثمان رضی اللہ عنہ سے مدینے والا رضی۔

☆ عثمان رضی اللہ عنہ کے جگہ قلب مصطفیٰ ﷺ۔

☆ عثمان رضی اللہ عنہ رضائے خداوندی کا سند یافتہ۔

حضرت رقیہؓ کی بیماری:

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا شدید بیمار ہوگئیں۔ان دونوں سرکارِ دوعالم ﷺ غزوہ بدر کے لئے تشریف لے جارہے تھے تمام اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ہمرکاب تھے مگر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں ٹھہرنے کا حکم فرمایا کہ آپ یہیں ٹھہر کر رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمار داری کریں جو ثواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بدر کی شرکت کی وجہ سے ملے گا اللہ تعالیٰ آپ کو رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کی وجہ سے یہاں مدینہ میں ہی آپ کو عطا فرمادیں گے۔

اِنَّ لَكَ اَجْرُ رَجُلٌ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ۔ (بخاری ج۱)

وَتَخَلَّفَ عَنْ بَدْرٍ عَلَيْهَا بِاِذْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَرَبَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهَمَانَ اَهْلُ بَدْرٍ ۔(مجمع الزدائد جلد۹)

خطیب کہتا ہے:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بازی لے گئے
بدری بھی ہوگئے ابدی بھی ہوگئے
سب کو ایک حصہ......عثمان رضی اللہ عنہ کو دو حصے
سیدرقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری رفعتوں کا نشان

سیدہ رقیہؓ کی وفات:

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہجرت سے سترہ ماہ بعد ہوئی۔سرکارِ دوعالم ﷺ بدر

سے واپسی پر سیدہ رقیہ کی قبر پر جنت البقیع تشریف لے گئے حضور ﷺ کی آمد کا سن کر عورتیں بھی جمع ہوگئیں اور رونا شروع کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو رونے سے سختی سے منع فرمایا تو آپ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا

مَہْ یَاعُمَر ثُمَّ قَالَ اِیَّاکُنَّ وَلَعِیْقُ الشَّیْطَانُ فَاِنَّہٗ مَھْمَا یَکُوْنُ مِنَ الْعَیْنِ وَالْقَلْبِ فَمِنَ الرَّحْمَۃِ وَمَا یَکُوْنُ مِنَ اللِّسَانِ وَالْیَدِ فَمِنَ الشَّیْطَانِ (مسند ابی داؤد)

حضرت فاطمہؓ کا گریہ:

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی بہن رقیہ کی قبر پر گئیں......

وَجُعِلَتُ فَاطِمَۃ رضی اللہ عنہا تبکی علٰی شفیر قبر رقیۃ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَسَحُ الدُّمُوْعُ وَ جُھّھَا بِالْیَدِ وَقَالَ بِالثَّوْبِ (طبقات ابن سعد)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے کنارے کھڑی ہوکر رونے لگی۔ سرکاروں عالم ﷺ حضرت فاطمہ کے آنسوان کے چہرے سے صاف فرما رہے تھے پونچھ رہے تھے۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے لئے حضور ﷺ دعا فرما رہے تھے

اَلْحِقَنِیْ بِسَلَفِنَا عُثْمَان ابن مظعون (طبقات ابن سعد)

اے اللہ! میری بیٹی کے ہمارے پہلے گزرنے والے عظیم انسان عثمان بن مظعون کے گروہ میں شامل فرما جو جنتیوں میں سبقت لے جانے والوں سے ہے۔

مدینہ شریف میں صحابہ کرامؓ کی جماعت سے پہلے شخص عثمان بن مظعون ہیں جنہوں نے انتقال فرمایا:

جنت البقیع میں مہاجرین میں سے حضرت عثمان بن مظعون پہلے شخص تھے جو دفن ہوئے حضور ﷺ آپ کے انتقال سے بے حد مغموم ہوئے اور آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور آپ کو سلف میں سے قرار دیا۔

خطیب کہتا ہے:

☆ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے لئے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رونا بہنوں کے درمیان محبت و پیار کی علامت ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کا سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے آنسو پونچھنا انتہائی محبت کی علامت ہے۔

☆ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے انتہائی مغموم تھیں۔

☆ حضور ﷺ کی چاروں صاحبزادیاں آپس میں پیار و محبت کا سنگم تھیں۔

☆ ان چاروں میں تفریق اور تنقیص کا پہلو اختیار کرنے والے واصل جہنم ہوں گے۔

حضرات گرامی!

آپ نے رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ زندگی اور آپ کے فضائل و مناقب سماعت فرمائے آپ نے ان سے آپ کے مراتب اور مقام کا اندازہ کیا ہوگا کہ مولیٰ کریم نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو کس قدر عظمتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کا احترام اور نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر نمبر۹

سیدہ ام کلثومؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ o بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ...... وَبَایَعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ھِیَ وَ اِخۡوَتُھَا حِیۡنَ بَایَعَہُ النِّسَاء (طبقات ابن سعد)

''سیدہ ام کلثومؓ نے رسول ﷺ کے دست مبارک پر اپنی بہنوں اور دوسری خواتین کے ہمراہ بیعت کی۔''

حضرات گرامی!

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی تیسری بیٹی تھیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئیں اور آپ کی تربیت نبی اکرم ﷺ نے فرمائی آپ کو سرکارِ دو عالم ﷺ پر ایمان لانے کا شرف اسی وقت حاصل ہو گیا تھا جب آپ کی والدہ نے اپنی دوسری چہیتی بیٹیوں کے ساتھ سرکار دو عالم ﷺ کی دعوت پر لبیک کہہ دیا تھا

سیدہ ام کلثومؓ سے حضور ﷺ بہت ہی پیار فرماتے تھے اور آپ کی تربیت کا خاص خیال رکھتے تھے۔

آپ کی منگنی عتبہ سے ہوئی تھی مگر اس نے اپنے والد کے کہنے پر سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی تھی اس طرح سرکار دو عالم ﷺ کی اس چہیتی بیٹی کو اوائل عمر میں ہی صدمات سے دوچار ہونا پڑا یہ مصائب صرف اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے پیش آئے۔

سیدہ ام کلثومؓ کی ہجرت:

سرکارِ دوعالم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ کے خاندان کے جو افراد مکہ مکرمہ رہ گئے تھے ان میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں رحمت دو عالم ﷺ کو اپنی بچیوں کی جدائی کا بے حد خیال رہتا تھا چنانچہ آپ نے ان کو لانے کے لئے سواری کا انتظام فرمایا تا کہ آپ کے خاندان نبوت کو لانے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے اور کوئی تکلیف نہ اٹھانا پڑے۔

صدیق اکبرؓ کے خزانے کا پھر منہ کھل گیا:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہمہ وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے لئے مستعد رہتے تھے۔اس لئے آپ نے مکہ مکرمہ سے آپ کی بیٹی کو لانے کے لئے تمام مصارف خود ادا کئے اس لئے صدیق اکبر پھر نمبر لے گئے اور پانچ سو درہم مصارف سفر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی جیب خاص سے ادا کئے۔

پروانے کو شمع بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

خطیب کہتا ہے:

- ☆ صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا وزیر خزانہ تھا
- ☆ جان کی ضرورت ہو تو صدیق رضی اللہ عنہ حاضر
- ☆ مال کی ضرورت ہو تو صدیق رضی اللہ عنہ حاضر
- ☆ صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو لاکھوں کا مالک تھا
- ☆ صدیق رضی اللہ عنہ دنیا سے گیا تو کفن بھی پرانا لیا
- ☆ صدیق رضی اللہ عنہ نے سب کچھ اسلام سے لینا ہے
- ☆ صدیق رضی اللہ عنہ کے ذمے کسی کا کوئی بقایا نہیں ہے

☆ اونٹنیاں بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خرید کو دیں

☆ صدیق رضی اللہ عنہ کا گھرانہ پھر جیت گیا

☆ صدیق رضی اللہ عنہ نے سفر ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا

☆ صدیق رضی اللہ عنہ کے گھرانے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کے ساتھ سفر ہجرت کیا کیا شان ہے۔

زندگی میں کیسا حسن اتفاق ہے۔

صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور صدیق کا گھرانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کے ساتھ اکٹھے مدینہ منورہ ہجرت کر کے پہنچے۔

ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھرانا اور صدیق اکبرؓ کا گھرانا:

سفر ہجرت میں پھر دنیا نے دیکھا کہ دونوں گھرانوں کے مقدس افراد نے پھر اکٹھے ہجرت کی اور مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ اکٹھے پہنچے۔

اس قافلہ میں ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا شامل تھیں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ام ایمن رضی اللہ عنہا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بھی اس قافلہ میں شامل تھے۔

صدیقی خاندان میں حضرت عبداللہ بن ابی اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ام رومان اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ قافلہ خیر وعافیت سے مدینہ پہنچ گیا۔ جب یہ قافلہ مدینہ منورہ پہنچا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی تعمیر کرا رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کو حارثہ بن نعمان کے ہاں ٹھہرایا۔

حجرہ عائشہ صدیقہؓ:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے وہ حجرہ مبارکہ تعمیر کرایا جس میں آپ اس وقت استراحت فرما ہیں۔ جو گنبد حضرا کے مبارک نام سے مشہور ہے اس حجرہ شریف کا ایک دروازہ مسجد کی طرف رکھوایا گیا۔

خطیب کہتا ہے:

☆ حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے سے نکلو سیدھے مسجد جاؤ۔

☆ حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدھا مسجد لے جائے گا۔

☆ مسجد نبوی سیدھی حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا لے جائے گی۔

☆ مسجد نبوی اور جنت دونوں ہمسائے ہیں سبحان اللہ۔

اس لئے حجرہ عائشہ کو جنت بنا دیا گیا۔

تا کہ اس میں استراحت کرنے والوں کو نقد جنت دے دی جائے۔

نکاح ام کلثومؓ:

حدیث و سیر کی کتابیں اس بات کی گواہ ہیں کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا۔ یہ نکاح آپ نے وحی الٰہی کی بنیاد پر کیا۔ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

مَا اَنَا اُزَوِّجُ بَنَاتِی وَلٰکِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُزَوِّجُھُنَّ۔

(مستدرک حاکم جلد۴)

’’میں نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے کیا ہے‘‘۔

خطیب کہتا ہے:

☆ حضور اکرم ﷺ کی بیویوں اور بیٹیوں کے نکاح کا فیصلہ فرش پر نہیں عرش پر ہوتا ہے۔

☆ پسند رحمان کی زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ کی۔

☆ عثمان رضی اللہ عنہ خدا کو پسند۔

☆ عثمان رضی اللہ عنہ مصطفیٰ ﷺ کو پسند۔

☆ عثمان رضی اللہ عنہ مرتضیٰ ﷺ کو پسند۔

☆ عثمان رضی اللہ عنہ ملائکہ کو پسند۔

☆ عثمان رضی اللہ عنہ کی دھوم آسمان پر۔

☆ عثمان رضی اللہ عنہ کی دھوم جہان پر۔

☆ سنی کی پسند وہی جو مصطفیٰ ﷺ کی پسند۔

☆ ذوالنورین کا خطاب اسی رشتہ کی وجہ سے ملا۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے کوئی اولاد نہیں ہے یہ اللہ کی شان ہے۔

وفات ام کلثومؓ:

شعبان ۹ھ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔

عجائبات قدرت:

اللہ تعالیٰ کی قدرت ملاحظہ فرمائیں کہ حضور ﷺ کے تمام بیٹوں اور تین بیٹیوں کا انتقال حضور ﷺ کی زندگی میں ہوا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس قدر عظیم مرتبہ اور مقام رکھتے تھے کہ جب حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو سرور دو عالم ﷺ نے حضرت عثمان کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

لَوْ کُنَّ عَشْراً لَزَوَّجْتُهُنَّ عُثْمَانَ (طبقات ابن سعد ج ۸)

''اگر میری دس بیٹیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے میں ان کا نکاح عثمانؓ سے کرتا''۔

یعنی ایک کی اگر وفات ہو جاتی تو دوسری کا رشتہ عثمان رضی اللہ عنہ سے کرتا۔اسی طرح یہ تعلق عثمان سے ہی قائم رکھتا۔

معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آپ کے اعلیٰ اور ارفع داماد تھے۔داماد بھی تو اہل بیتؓ ہی میں شمار ہوتا ہے۔داماد بھی تو سسر کے لئے بیٹوں کی طرح پیارا ہوتا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پوری امت میں یہ نمایاں اور ممتاز حیثیت حاصل ہے کہ آپ کی زوجیت میں نبی کی دو بیٹیاں ہیں۔سبحان اللہ

نماز جنازہ:

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھایا۔

قَالَ ابْنُ سَعْدٍ صَلَّى عَلَيْهَا اَبُوْهَاصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(مواہب لدنیہ زرقانی جلد ۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا جنازہ خود پڑھایا۔خوش نصیبی کی انتہا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا......جنت مل گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو:

عَنْ اَنَسٍ رضی الله عنه شَهِدْ نَابِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُدْ فَنُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَ أَيْتُ عَيْنَيْبِ تَدْ مَعَانِ۔ (مشکوٰۃ شریف باب دفن المیت)

''ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی وفات پر حاضر ہوئے ہم نے دیکھا کہ

حضور ﷺ قبر کے قریب تشریف فرما تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔"

خطیب کہتا ہے:

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا جنازہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا۔ باپ کا بیٹی کو دعاؤں سے رخصت کرنا تھا۔ بیٹی کے عظیم ہونے کی دلیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے آنسو......

- ☆ بیٹی کے لئے رحمت اور شفقت کا نذرانہ تھے۔
- ☆ رحمت کے آنسو تھے۔
- ☆ شفقت کے آنسو تھے۔
- ☆ محبت کے انسو تھے۔
- ☆ رافت کے آنسو تھے۔
- ☆ نبوت کے انسو تھے۔
- ☆ ایک رحیم اور شفیق والد کے آنسو تھے۔
- ☆ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے لئے والد کا آخری تحفہ تھا۔
- ☆ بیٹی کے لئے اندرونی جذبات کے ترجمان تھے۔
- ☆ آنسو............ جو رب کی رحمت کو لوٹتے ہیں........ اور یاس کو آس سے بدلتے ہیں۔ سبحان اللہ

حضرات محترم!

میں نے آپ کے سامنے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ زندگی کے چند پھول آپ کی خدمت میں پیش کئے ہیں امید ہے آپ ان کی خوشبو سے ایمان کی حلاوت اور روشنی حاصل کریں گے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر نمبر ۱۰

سیدہ فاطمہؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُو بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ o بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ...... فَاطِمَۃُ بِضۡعَۃٌ مِّنِّیۡ۔

''حضور ﷺ نے فرمایا فاطمہؓ میرے دل کا ٹکڑا ہے''

حضرات گرامی! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کی سیرت پاک اوران کی مقدس زندگی کے روشن پہلو۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں جو سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں رسول اللہ ﷺ آپ سے بہت پیار فرماتے تھے آپ کا لقب زہرا اور بتول تھا۔

سیدہ فاطمہؓ صورت اور سیرت میں حضور ﷺ کے مشابہ تھیں:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا صورت و سیرت میں سرکار دو عالم ﷺ کے مشابہ تھیں آپ کی رفتار گفتار اٹھنا بیٹھنا عادات و اطوار اپنے والد گرامی حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ سے ملتے جلتے اور مشابہت رکھتے تھے۔

فَاطِمَۃُ تَمۡشِیۡ مَاتُخۡطِیۡ مَشۡیَۃَ الرَّسُوۡلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ۔
(مسلم جلد ثانی)

''حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جس وقت چلتی تھیں تو آپ کی چال ڈھال آپ کے والد مکرم ﷺ کے مشابہ ہوتی تھی۔''

سیدہ عائشہؓ کی گواہی:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَارَأَيْتُ اَحَدًا اَشْبَهَ سِمْتًا وَ هَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

’’نبی کریم ﷺ کے ساتھ قیام وقعود اور نشست و برخاست اور عادات و اطوار میں حضرت فاطمہؓ سے زیادہ مشابہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا‘‘۔

خطیب کہتا ہے:

☆ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تمام اوصاف جمیلہ کی گواہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔

☆ بیٹی مصطفیٰ ﷺ کی ....گواہی عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

☆ ماں اور بیٹی کی لازوال محبت۔

☆ ماں کا بیٹی کی عظمتوں پر گواہی۔

معلوم ہوا کہ ماں اور بیٹی میں اعتماد ومحبت کا رشتہ نہایت مضبوط تھا۔

ہجرت مدینہ اور خاندانِ صدیقؓ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خاندان جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ روانہ ہوا تو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی اسی قافلہ میں سفر کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئیں۔ اوراس سفر کے تمام اخراجات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے برداشت کئے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے اس قدر جانثار ساتھی تھے کہ ہر آڑے وقت میں رسول اللہ ﷺ کے جان اور مال کا نذرانہ پیش کر کے اول نمبر حاصل کر لیتے۔ ذالكَ فضل الله يوتيه من يشاء۔

سیدہ فاطمہؓ کی شادی:

☆ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

☆ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے گواہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہیں۔

☆ آپ کے جہیز کا سامان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خرید کر لائے۔ گویا کہ

صدیق رضی اللہ عنہ کی پسند

خدا کی پسند

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند

زہرا رضی اللہ عنہا کی پسند

قرار پائی اور عرش وفرش پر اس نکاح کی دھوم مچ گئی۔

سیدہ عائشہؓ نے زہراؓ کا گھر سجایا:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت تمام تیاری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھوں سے فرمائی۔ اور جس مکان میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے قیام فرمایا اس کی تمام تر تیاری حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کی یہی محبت وخلوص کا رشتہ تھا جس نے بیٹی کو ماں کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گرویدہ بنا رکھا تھا۔

وَمَا رَأَيْنَا عُرْسًا مِنْ عُرْسِ فَاطِمَةَ۔

''فاطمہؓ کی شادی سے بہترین میں نے کوئی شادی نہیں دیکھی۔''

(ابن ماجہ کتاب النکاح)

جہیز فاطمۃ الزہراؓ:

سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی کو جو جہیز دیا اس کی سادگی عالم میں اپنی نظیر آپ ہے اور پوری امت کے لئے مشعل راہ ہے۔

عن علی رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ ﷺ لما ذَ وَّجَہٗ فاطمۃ بَعَثَ معھانجمیلہ وَسَادَۃ من اَدَمِ خَشْوَ ھَالِیفٌ وَ رَحِیْنٌ وسِقاءُ و جرتین۔

''ایک بڑی چادر، ایک چمڑے کا تکیہ جو کھجور کی چھال یا اذخر (خوشبودار گھاس) سے بھرا ہوا تھا ایک چکی آٹا پیسنے کے لئے ایک مشکیزہ اور دو گھڑے تھے''۔

خطیب کہتا ہے:

سیدہ زہراؓ کے اس جہیز پر تمام دولت وشکوہ قربان رحمت دو عالم کی چہیتی بیٹی ....اور زندگی کا عظیم اثاثہ چکی کا آٹا............جو سیدہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھوں سے پیستی تھیں یہی آٹا تھا جس نے حسنین کو بہادری شجاعت کا پیکر بنایا، ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوگی تو

بیٹے............عبادت وریاضت کے مجسمہ ہوں گے۔

فریج نہیں............گھڑے

ٹھنڈے گھڑے مٹی کے گھڑے مشک

مشروبات............شربت نہیں

مدینے کا پانی............روح افزا

یہ تھا حقیقی روح افزا

کچا مکان............جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول۔ دن بھر قرآن مجید کی تلاوت۔

رات کو آہیں، آنسو سوز و گداز سے بھر پور سجدے یہ تھا فاطمہؓ کا گھر اور اس کی دولت۔ سبحان اللہ!

تقسیم کار

سرکار دو عالم ﷺ نے میاں بیوی کے اوقات اور لمحات کو ذمہ داریوں کو دونوں میں تقسیم کر دیا۔

قضیٰ رسول اللہ ﷺ علیٰ ابنته فاطمة نجدمة الیبت و قضیٰ علیٰ عیٍ رضی اللہ عنه لما کان خدار جاً من البیتِ من خدمِته۔

(حلیۃ الاولیاء ابی نعیم اصفہانی جلد)

حضور ﷺ نے دونوں کے کام تقسیم کر دیئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ گھر کے تمام کام لگا دیئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذمے گھر سے باہر کے تمام امور لگا دیئے گئے۔

گویا کہ داخلی امور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ......اور خارجی امور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے ذمے۔

خطیب کہتا ہے:

☆ میاں بیوی کے درمیان امور کار کی نبوی تقسیم ملاحظہ فرمایئے۔

☆ گھر کا کام کاج اور ذمہ داریاں بیوی ادا کرے۔

☆ بیرونی کام کاج شوہر کے ذمے۔

غزوہ احد میں خدمت رسول:

سرکار دو عالم ﷺ جب غزوۂ احد میں زخمی ہو گئے تو سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے سرکارِ دو عالم ﷺ کے زخموں پر مرہم پٹی کا بے مثال کارنامہ سرانجام دیا۔

كَانَتْ فاطمة بنت رسول الله ﷺ تَغْسِلُهُ وعليٌّ يَسْكُبُ الْمَاءُ بِالمجن نامارَأَتْ فَاطمة انَّ الماء يزيدُ الدمَ الا كثرة اخذت قطعةً من حَصِيْرٍ فَاحْتَرَقَتْهَا و اَلْصَقَتْهَا فَسْتَمْسَكَ الدم۔

سیدہ فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ کے زخموں کو دھو رہی تھیں اور حضرت علیؓ پانی ڈال رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی ڈالنے سے خون کثرت سے بہہ رہا ہے تو آپ نے ایک چٹائی جلا کر اس کی راکھ زخموں پر لگائی جس سے خون بند ہو گیا۔ (بخاری جلد ثانی)

خطیب کہتا ہے:

☆ نبی ﷺ کا خون اسلام کی سربلندی کے لئے بہا۔

☆ نبی ﷺ کے خون سے اسلام کا گلشن سدا بہار ہو گیا۔

☆ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے میدان جہاد میں نبوت کے زخموں پر مرہم رکھا۔

☆ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پیارے والد اور رحمت دو عالم ﷺ کی خدمت کا حق ادا کر کے خواتین کا اسلامی تاریخ میں نام و کردار روشن کر دیا۔

☆ میدان جہاد میں اسلامی قدروں کے فروغ کے لئے خود روشن کارنامہ سرانجام دیا۔

سیدہ فاطمہؓ کو سیدہ عائشہؓ سے محبت کرنے کا حکم:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں ازواج مطہرات کی ایک عرضداشت لے کر حاضر ہوئیں تو آپ نے نہایت محبت سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ

اَیْ بُنَیَّۃَ اَلَسْتِ تُحِبِّیْنَ مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰی قَالَ فَاَحِبِّیْ هٰذِهٖ

(مسلم جلد۲)

''اے بیٹی! کیا تو اس سے محبت نہیں کرے گی جس سے میں محبت کرتا

ہوں۔‘‘

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! ضرور میں بھی اس سے محبت کروں گی۔آپ نے فرمایا کہ تو بھی (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے محبت کیا کر۔

خطیب کہتا ہے:

☆ عائشہ رضی اللہ عنہا حبیبۂ حبیب ﷺ ۔

☆ عائشہ رضی اللہ عنہا حبیبہ سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا ۔

☆ عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت رسول اللہ سے محبت۔

☆ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عداوت رسول اللہ ﷺ سے عداوت۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کا دشمن بتائے ؟ کہ قیامت کو رسول اللہ ﷺ کو کیا منہ دکھائے گا؟

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اہل بیت کی مخدومہ۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مخدومہ۔

حضور ﷺ کا حکم فاطمہ رضی اللہ عنہا کو:

محبت عائشہ رضی اللہ عنہا ....محبت عائشہ رضی اللہ عنہا ....محبت عائشہ رضی اللہ عنہا

عائشہ رضی اللہ عنہا حبیبہ حبیب خدا............عائشہ رضی اللہ عنہا حبیبہ حبیب خدا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا دشمن............مردود

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا خادم............محبوب

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ....پوری امت کی ماں

کسی کا دل مانے نہ مانے ماں کا تو احترام کرنا ہی پڑے گا۔

تعظیم عائشہ رضی اللہ عنہا ....نبی ﷺ کا حکم ہے۔

تکریم عائشہ رضی اللہ عنہا ....نبی ﷺ کا حکم ہے۔

جو حکم عدولی کرے گا............مردود ہی مردود۔

تسبیح فاطمہؓ:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر گھریلو کام کاج کا بوجھ زیادہ ہو گیا تو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک خدمتگار گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹانے کے لئے مانگا......تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی سے فرمایا کہ بیٹی! میں تمہیں خادم سے بہتر چیز دیتا ہوں جس سے آپ کے تمام کام آسان ہو جائیں گے۔

ہر نماز کے بعد ۳۳ بار...... سبحان الله......۳۳ بار...... الحمد لله......اور ۳۴ مرتبہ......الله اکبر...... پڑھ لیا کرو۔

خطیب کہتا ہے:

سُبْحَانُ اللّٰہِ............اللہ کی پاکیزگی کا بیان۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں............اللہ کی حمد و ثنا کا بیان۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ میں............اللہ کی بڑائی کا بیان۔

معلوم ہوا خدا کے ذکر سے مشکلیں حل ہو جاتی ہیں• خدا کی توحید ہی تمام مشکلات کا حل ہے۔ یک در گیر محکم گیر۔

سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کا جنازہ ابوبکر صدیقؓ نے پڑھایا:

سرکارِ دو عالم ﷺ کی وفات شریفہ کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہمیشہ غمگین اور پریشان رہنے لگیں۔ سیدہ نے سرکار دو عالم ﷺ وسلم کی وفات پر نہایت درد و سوز کے عالم میں فرمایا تھا کہ

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

''مجھ پر مصیبتوں کے اس قدر پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں کہ اگر یہی پہاڑ دنوں پر ٹوٹتے تو وہ دن راتیں ہو جاتے''۔

یہ صدمہ اور غم تھا جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی وجہ سے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو لاحق تھا۔اس لئے وہ دن رات اسی غم میں گھلتی گئیں۔ بالآخر آپ کی وفات کے تقریباً چھ ماہ بعد دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ آپ کی وفات سے پورا مدینہ سوگوار ہو گیا۔تمام صحابہ کرام غم واندوہ میں ڈوب گئے اور آپ کی وفات کا صدمہ سب کے لئے المناک حادثہ بن گیا جس کی وجہ سے تمام صحابہ اداس اور پریشان ہو گئے۔

سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے جنازہ پڑھنے کے لئے تمام مدینہ جمع ہو گیا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔

عَنْ حَمادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ صَلّٰى اَبُوْبَكْرِ الصِّدِيْقِ عَلٰى فَاطِمَةِ بِنتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا اَرْبَعًا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۷)

ابوبکر صدیقؓ نے فاطمۃ الزہراؓ بنت رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں چار تکبیر پڑھی گئیں۔

عن جعفر بن محمد عن ابيه قَالَ مَاتَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرَ لِيُصَلُّوْا فَقَالَ لِعَلِيِّ ابْنِ اَبِى طَالِبِ تَقَدَّم فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاَتَقَدَّمَ وَاَنْتَ خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَقَدَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ وَصَلّٰى عَلَيْهَا۔ (كنز العمال ج ٦)

جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب فاطمہ بنت رسول ﷺ کا انتقال ہوا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے آئے۔حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ آپ

نماز جنازہ پڑھائیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں خلیفہ رسول کی موجودگی میں نماز نہیں پڑھاؤں گا آپ ہی پڑھائیں۔ اس پر ابوبکر صدیقؓ نے آگے بڑھ کر حضرت فاطمہ کا جنازہ پڑھایا۔

عن مالك عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جده علي بن حسين قال ماتت فاطمةُ بين المغربِ والعشاء فَحَضَرَهَا ابوبكرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و الزبير و عبد الرحمن ابن عوفٍ فلمَّا و ضَعَتُ لِيُصَلّى عَلَيْهَا قال عَلِيٌّ تَقَدَّمْ يَا اَبَابكر قال و اَنْتَ شَاهِدٌ يا اَبَا الحَسن قال نعم۔ تَقَدَّم وَاللّٰهِ لا يُصَلّى عَلَيْهَا غَيْرُكَ فَيُصَلّى عَلَيْهَا ابو بكرؓ۔

''حضرت فاطمہؓ کا انتقال مغرب اور عشاء کے درمیان ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جنازہ پڑھنے کے لئے تشریف لائے۔ جب جنازہ رکھا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ جنازہ پڑھائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کی موجودگی میں...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں آگے تشریف لے جائیں خدا کی قسم آپ کی موجودگی میں کوئی اور جنازہ نہیں پڑھا سکتا۔ تو ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی''

خطیب کہتا ہے:

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کا شدید صدمہ ہوا۔

☆ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور اکابر صحابہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شریک

ہوئے۔

☆ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ پڑھوایا۔

☆ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ جنازہ پڑھائیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تاریخی جواب دیا کہ

مَا كُنْتُ لِاَتَقَدَّم وَاَنْتَ خَلِيْفَةُ رسول اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفیہ کے آگے کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھا سکتا۔

☆ علی رضی اللہ عنہ مقتدی ہوگا............ابوبکر رضی اللہ عنہ مقتدا ہوگا۔

☆ علی رضی اللہ عنہ مقتدی ہوگا............صدیق رضی اللہ عنہ امام ہوگا۔

☆ جو فیصلہ علی رضی اللہ عنہ کا ہے............وہی فیصلہ سنی کا ہے۔

☆ علی رضی اللہ عنہ کا امام بھی صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔

☆ سنی کا امام بھی صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔

☆ اگر فدک کا کوئی رنج ہوتا تو آج حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ضرور اس کا اظہار کرتے۔

☆ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ صدیق رضی اللہ عنہ سے پڑھوا کر ثابت کر دیا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو صدیق اکبرؓ سے کوئی ناراضگی اور گلہ نہیں تھا۔

یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

☆ خاندان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور خاندان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ باہمی شیر وشکر تھے۔

☆ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد بھی آسمانی سیادت پر قطب ستارے کی طرح چمکتا رہے گا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! آپ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ پڑھائیں۔ کیونکہ

فَوَاللّٰهِ لَا يُصَلّٰى عَلَيْهَا غَيْرُكَ......فَيُصَلّٰى عَلَيْهَا اَبُوْ بَكْرٍؓ

(ریاض النضرۃ لحب الطبری ج۱)

اے صدیق رضی اللہ عنہ! تیرے بغیر کوئی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ پڑھا ہی نہیں سکتا۔سبحان اللہ۔

☆ اعتراف عظمت صدیق رضی اللہ عنہ اعتراف عظمت سیادت صدیق رضی اللہ عنہ۔
☆ اعتراف عظمت قیادت صدیق رضی اللہ عنہ۔
☆ اعتراف عظمت امامت صدیق رضی اللہ عنہ۔
☆ زبان علی رضی اللہ عنہ کی..........شان صدیق رضی اللہ عنہ کی۔
☆ مدینہ اس عظمت کا گواہ۔
☆ اہل مدینہ اس عظمت کے گواہ۔
☆ جنازہ صدیق نے پڑھایا۔
☆ خواہش علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے کی۔سبحان اللہ

چاردانگ عالم میں
اس اعتماد کا
اس اعتراف کا
اس وقار کا
اس منصب کا
اس اہمیت کا
ڈنکا بج گیا۔

امت کا امام بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ......خاندان نبوت کا امام بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔

حضرات گرامی! میں نے نہایت تفصیل سے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی حیات طیبہ کے مختلف گوشے آپ کے سامنے بیان کئے ہیں۔ان کو اگر دیانت وامانت کی نظر سے دیکھا جائے گا سنا جائے گا یا پڑھا جائے گا تو جہاں حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی سیرت طیبہ سے آپ

کا ایمان جلا حاصل کرے گا۔ وہیں اصحابؓ رسولؐ کا خاندان نبوت سے عقیدت ومحبت کا پہلو بھی آپ کے سامنے آئے گا جس سے آپ کو ایمان کی حلاوت اور چاشنی بھی میسر آئے گی۔

حضور سرورِ کائنات ﷺ کی چاروں صاحبزادیوں کے مقدس حالات سے اپ کے ایمان کو منور کر دیا ہے ان معلومات کے ہوتے ہوئے کوئی کور باطن ہی آپ کی چار صاحبزادیوں کا انکار کرسکتا ہے۔

کوئی ایمان دار حضور ﷺ سے محبت کرنے والا آپ کی چار صاحِب زادیوں کا انکار نہیں کرسکتا۔

چار صاحبزادیاں تسلیم کرنے سے صدیق رضی اللہ عنہ ،فاروق رضی اللہ عنہ ،اور عثمان رضی اللہ عنہ کی عظمتوں کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔اس لئے منکرین خاندان رسالت نے سرے سے حضور ﷺ کی چار بیٹیوں میں سے تین کا انکار کرنا ہی مناسب سمجھا..........مگر

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر نمبر ۱۱

تین ناپسندہ عورتیں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلیٰ رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُو بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ o بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ...... ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً لِلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا امۡرَأَۃَ نُوۡحٍ وَّامۡرَأَۃَ لُوۡطٍ ا

''اللہ ان لوگوں کے لئے جو کافر ہیں مثال بیان کرتا ہے نوح علیہ السلام کی بیوی اور لوط علیہ السلام کی بیوی کی۔''

حضرات گرامی!

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے چند خواتین کا ذکر کیا ہے ان میں سے کچھ خواتین ایسی ہیں جن کا کردار اور اعمال اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ تھا۔ اس لئے ان کا تذکرہ نہایت ہی احسن انداز سے کیا ہے اور ان کا اسوہ تمام خواتین کے لئے مشعل راہ قرار دیا گیا ہے۔ اور چند خواتین ایسی ہیں جو اپنے کردار، عقیدے اور عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت ناپسندیدہ ہیں اس لئے ان سے نفرت بیزاری اور عبرت کا درس ملتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آج کی تقریر میں ان خواتین کا تذکرہ کروں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسندیدہ تھیں اور انہوں نے اپنے عمل اور کردار سے دین کو نقصان پہنچایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا اور آخرت میں ذلیل و رسوا کر دیا اور آج تک ان کا تذکرہ قرآن مجید نہایت حقارت سے کرتا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ اصل چیز تو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے احکامات کو تسلیم کرنا ہے اور ان پر عمل کرنا ہے۔

اگر ایسا نہیں ہے تو انسانی زندگی کا کوئی قیمت نہیں ہے۔ جن عورتوں کو قرآن مجید

نے ناپسند قرار دیا ہے وہ تین ہیں۔

☆ نوح علیہ السلام کی بیوی۔

☆ لوط علیہ السلام کی بیوی۔

☆ ابولہب کی بیوی ام جمیل

میں ان تینوں کا تذکرہ آپ حضرات کے سامنے تفصیل سے کرنا چاہتا ہوں تا کہ ان کے حالات سے باخبر ہوسکیں۔

حضرت نوحؑ کی بیوی حضرت لوطؑ کی بیوی:

حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ اور نہ ہی حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا پیغمبر تسلیم کرتی تھی بلکہ آپ کے دشمنوں کو حضرت نوح علیہ السلام کے خلاف اکساتی رہتی تھی اور آپ کے مشن میں آپ کا ساتھ نہیں دیتی تھی۔ اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو

فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا

ان دونوں نے خیانت کی تو دونوں اللہ کے نیک بندے (نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام) ان عورتوں کے کام نہ آ سکے۔ (سورہ تحریم پ ۲۸) چنانچہ قرآن حکیم ان دونوں عورتوں کے متعلق یوں تذکرہ کرتا ہے کہ

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَأَةَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ وَقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ۔

(پ۲۸ سورہ تحریم)

''اللہ لوگوں کے لئے جو کافر ہیں مثال بیان کرتا ہے نوحؑ کی بیوی اور لوطؑ کی بیوی کی وہ دونوں ہمارے خاص بندوں سے دو بندوں کے نکاح میں تھیں لیکن انہوں نے ان کے حق ضائع کئے تو وہ دونوں نیک

بندے اللہ کے مقابلے میں ان کے ذرا کام نہ آ سکے اور دونوں عورتوں کو حکم ملا کہ تم بھی دوزخ میں داخل ہو۔''

یہ دونوں عورتیں اپنے خاوندوں کے عقیدہ اور مشن پر نہیں تھیں۔ نوح علیہ السلام کی بیوی اپنی قوم کے ساتھ مل کر حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کا خفیہ مذاق اڑایا کرتی تھی اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی ان کے مہمانوں کی چغلی کھایا کرتی تھی۔

دشمن ان کی نشان دہی پر حضرت لوط علیہ السلام کے مہمانوں کی بے عزتی کا باعث بنا کرتے تھے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ ان دونوں عورتوں کو دنیا اور آخرت کی رسوائی نصیب ہوئی۔

☆ فَخَانَتٰهُمَا...... خداوند قدوس نے ان کی بد دیانتی کو آشکارا کر دیا کریکٹر کی خیانت نہ کی۔

☆ یہ خیانت عقیدے کی خیانت تھی۔ کیونکہ پیغمبر کی بیوی فاحشہ نہیں ہو سکتی۔

☆ عقیدے کی نجاست اس قدر بری ہے کہ ان دونوں کو پیغمبر ﷺ سے علیحدہ کر دیا گیا۔

☆ جو عورت بد عقیدہ ہو پیغمبر کی دعوت کو قبول نہ کرتی ہو۔ اسے پیغمبر سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔

☆ بد عقیدہ عورتوں کو پیغمبر کی ابدی زوجیت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

☆ سرکار دو عالم ﷺ کی ازواج مطہرات ایمان وایقان کی سچی دولت سے مالا مال تھیں اس لئے آپ کو ارشاد فرمایا گیا کہ آپ ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی زوجیت میں رکھیں اور انہیں اب جدا نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ

لَاتَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا اَنْ تُبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ ۔

(احزاب پ۲۲)

''یعنی اے نبی آئندہ ان ازواج کے سوا کوئی عورت آپ کے لئے

حلال نہیں ان ازواج میں سے طلاق دے کر آپ اس کے بدلے میں کسی
اور عورت کو اپنی بیوی بنا سکتے ہو۔اب دنیا اور آخرت میں یہی بیوی آپ
کی رفیقہ حیات رہیں گی۔‘‘

نجات ایمان پر ہوگی حَسب ونَسب اور رشتہ پر نہیں:

فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا (پ٢٨ تحریم)

تو وہ دونوں نیک بندے اللہ کے مقابلے میں ذرا کام نہ آسکے۔

معلوم ہوا نجات کا دارومدار ایمان اور اعمال صالحہ پر ہوگا۔

☆ قیامت کے دن صحیح عقیدہ کام آئے گا۔

☆ بد عقیدہ کافر مشرک نہ بخشش کے مستحق ہوں گے۔ اور نہ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے۔

☆ یہ مشرکانہ عقیدہ قیامت میں دھرے کا دھرا رہ جائے گا جب انبیاء و اولیاء کسی مشرک اور کافر کی شفاعت نہیں کریں گے۔

☆ سب انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمۃ اللہ علیہم بارگاہ خداوندی کے محتاج ہیں۔خداوند کسی کا محتاج نہیں۔

خطیب کہتا ہے

☆ نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیویاں عقیدہ توحید اور رسالت کے انکار کی وجہ سے جہنم کا ایندھن بن گئیں۔

☆ مشرکوں اور کافروں کی شفاعت نہیں ہوگی۔

☆ پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے عقیدہ صالح فرما کر دنیا کو باور کرا دیا۔عبدیت کاملہ بڑا اعجاز ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو عطا فرمایا۔

☆ عبدیت اعزاز اور تمغہ ہے۔

☆ پست فطرت اور بے علم لوگوں نے عبدیت کو نہایت کم درجے کی چیز سمجھا ہے

حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بہت بڑا مقام ہے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کے لیے سُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَسۡریٰ بِعَبۡدِہٖ کے معزز خطاب سے نوازا ہے۔

☆ جن عورتوں نے پیغمبر کا ایمان ویقین میں ساتھ نہیں دیا اللہ تعالیٰ نے ان کو جہنم رسید کر دیا۔

قِیۡلَ ادۡخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِیۡنَ
تم بھی جہنم میں داخل ہو جاؤ داخل ہونے والوں کے ساتھ۔

☆ جن عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے ساتھ مخلص پایا اور ان کی شب وروز کی سرگرمیوں میں پیغمبر کے ہمنوا پایا انہیں جنت کا پروانہ دیا گیا بلکہ ان کے حجرے کو جنت بنا دیا گیا۔سبحان اللہ۔

حضرت لوطؑ کی بیوی کا تذکرہ:

پہلی آیتوں میں حضرت نوحؑ کی بیوی اور حضرت لوطؑ کی بیوی کا ذکر یکجا کیا گیا تھا جس کے مطالب اور مفہوم آپ نے سماعت فرمائے۔اب میں آپ کے سامنے حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا ذکر کرتا ہوں۔سورہ ہود میں بیان فرمایا گیا ہے کہ

قَالُوۡا یَا لُوۡطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنۡ یَّصِلُوۡا اِلَیۡكَ فَاَسۡرِ بِاَهۡلِكَ بِقِطۡعٍ مِّنَ الَّیۡلِ وَلَا یَلۡتَفِتۡ مِنۡكُمۡ اَحَدٌ اِلَّا امۡرَاَتَكَ اِنَّهٗ مُصِیۡبُهَا مَا اَصَابَهُمۡ اِنَّ مَوۡعِدَهُمُ الصُّبۡحُ اَلَیۡسَ الصُّبۡحُ بِقَرِیۡبٍo فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا جَعَلۡنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَاَمۡطَرۡنَا ...... عَلَیۡهَا حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّیۡلٍ مَّنۡضُوۡدٍo مُّسَوَّمَةً عِنۡدَ رَبِّكَ وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ بِبَعِیۡدٍo (سورہ ہود پ۱۲)

’’وہ فرستادہ بولے لوط! ہم تو آپ کے پروردگار کے فرستادہ ہیں۔ ان کی رسائی آپ تک نہیں ہو سکے گی۔آپ رات ہی کے کسی حصے میں گھر والوں کو لے کر نکل جائیں اور تم میں سے کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے گا ہاں مگر

آپ کی بیوی دیکھے گی۔اسے بھی آفت آئے گی جوان سب پر نازل ہو گی۔ان پر عذاب کے وعدہ کا وقت صبح کا ہے اور صبح میں اب دیر ہی کیا ہے۔اور جب ہمارا حکم پہنچا ہم نے اس زمین کے بلند کو اس کا پست بنا دیا اور ہم نے اس پر برسا دیئے پتھر کھنگر کے تہ بہ تہ خاص نشان لئے ہوئے آپ کے پروردگار کے پاس اور وہ مقام ان ظالموں سے کچھ دور بھی نہیں۔‘‘

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ اس واقعہ کے بعد جب قوم لوط ان کے گھر پر چڑھ آئی تو لوطؑ نے اپنے گھر کا دروازہ بند کرلیا تھا۔اور یہ گفتگو اس شریر قوم سے پس پردہ ہو رہی تھی۔فرشتے بھی مکان کے اندر تھے ان لوگوں نے دیوار پھاند کر اندر گھسنے کا اور دروازہ توڑنے کا ارادہ کیا۔اس پر لوطؑ کی زبان پر کلمات آئے۔جب فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کا یہ اضطراب دیکھا تو حقیقت کھول دی اور کہہ دیا کہ آپ دروازہ کھول دیں۔اب ہم ان کو عذاب کا مزہ چکھاتے ہیں۔دروازہ کھولا تو جبریل امین نے اپنے پَر کا اشارہ ان کی آنکھوں کی طرف کیا جس سے سب اندھے ہوگئے اور بھاگنے لگے اس وقت فرشتوں نے بحکم ربانی حضرت لوطؑ کو کہا کہ

فَاَسۡرِ بِاَهۡلِكَ بِقِطۡعٍ مِنَ الَّيۡلِ o

یعنی آپ رات کے آخری حصہ میں اپنے اہل وعیال کو لے کر یہاں سے نکل جایئے اور یہ ہدایت کر دیجئے کہ ان میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے بجز آپ کی بیوی کے کیونکہ اس پر یہی عذاب پڑنے والا ہے جو قوم پر پڑے گا۔

اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ بیوی کو ساتھ نہ لیں اور یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ بیوی ہونے کی حیثیت سے وہ آپ کے اہل میں داخل ہو کر ساتھ چلے گی مگر وہ آپ کے اس حکم پر عمل نہ کرے گی جو آپ اپنے اہل وعیال کو دیں گے کہ کوئی مڑ کر نہ دیکھے۔

بعض روایات میں ہے کہ یوں ہی ہوا یہ بیوی ساتھ چلی مگر جب قوم پر عذاب آنے کا دھماکہ سنا تو پیچھے مڑ کر دیکھا اور قوم کی تباہی پر اظہار افسوس کرنے لگی اس وقت ایک پتھر آیا

جس نے اس کا بھی خاتمہ کر دیا۔

(قرطبی۔مظہری۔معارف القرآن)

خطیب کہتا ہے:

رات کو ہجرت کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

ہجرت میں محبوب ساتھ جاتے ہیں اور مردود ہلاک کر دیئے جاتے ہیں۔حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی چونکہ مردود تھی......اس لئے راستہ میں ہی ہلاک کر دی گئی۔

معلوم ہوا کہ

☆ سفر ہجرت میں حضرت صدیق اکبر ﷛ محبوب رسول ﷺ تھے اس لئے ساتھ ساتھ رہے۔

☆ سنت اللہ یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے بدعقیدہ لوگ توڑ دیئے جاتے ہیں۔

☆ خوش عقیدہ لوگ جوڑ دیئے جاتے ہیں۔

☆ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ

دشمن حضرت لوط علیہ السلام کے قریب نہیں آ سکے۔

☆ جس طرح حضرت لوط علیہ السلام نے سفر ہجرت میں دشمنوں کو دور رکھا اسی طرح سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ سے بھی ہجرت کے سفر میں دشمنوں کو دور رکھا۔

☆ دشمن کا فصل ضروری ہے۔

☆ دوست کو وصل ضروری ہے۔

☆ صدیق اکبر ﷛ سفر ہجرت میں بھی ساتھ تھے............اور آج گنبد خضرا میں بھی ساتھ ہیں۔

☆ نبوت پر خدا کا پہرہ ہوتا ہے۔

☆ دشمنان رسول کو لوط علیہ السلام سے دور رکھا۔

☆ دشمنان رسول کو محمد الرسول اللہ ﷺ سے بھی دور رکھا۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

☆ لوط علیہ السلام پر خدا کا پہرہ۔

☆ محمد الرسول اللہ ﷺ پر خدا کا پہرہ۔

☆ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ

☆ اہل بیت میں بیوی بھی شامل ہوتی ہے۔

☆ خوش عقیدہ بیوی پیغمبر کے ساتھ رہے گی۔

☆ بدعقیدہ بیوی کو پیغمبر سے جدا کر دیا جائے گا۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ

ابولہب کی بیوی:

تیسری عورت جو اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت ناپسندیدہ ہے وہ ابولہب کی بیوی ہے۔قرآن حکیم اس کا تذکرہ اس طرح فرماتا ہے۔

وَامْرَأَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَب۔

جس طرح ابولہب کو رسول اللہ ﷺ سے سخت دشمنی تھی اس کی بیوی بھی اس دشمنی اور رسول اللہ ﷺ کی ایذا رسانی میں اس کی مدد کرتی تھی جس کی کنیت ام جمیل ہے۔

قرآن کریم کی اس آیت نے بتلایا کہ یہ بدبخت بھی اپنے شوہر کے ساتھ جہنم کی آگ میں جائے گی اس کے ساتھ اس کا ایک حال یہ بتلایا کہ وہ............حمالة الحطب ہے۔

جس کے لفظی معنی سوختہ کی لکڑیاں لادنے والی یعنی آگ لگانے والی عرب کے محاورات میں چغل خوری کرنے والے کو حمال الحطب کہا جاتا ہے کہ جیسے کوئی سوختہ کی لکڑیاں جمع کرکے آگ لگانے کا سامان کرتا ہے چغل خوری کا عمل بھی ایسا ہی ہے کہ وہ اپنی چغل خوری کے ذریعے افراد اور خاندان میں آگ بھڑکا دیتا ہے۔

یہ عورت رسول اللہ ﷺ کی ایذا رسانی کے لئے چغل خوری کا کام بھی کرتی تھی اس آیت میں ابولہب کی بیوی کو حَمَّالَةَ الْحَطَب کہنے کی تفسیر حضرت ابن عباس، مجاہد کرمہ وغیرہ ایک جماعت مفسرین نے یہی کی ہے کہ یہ چغل خوری کرنے والی تھی اور ابن زید ضحاک وغیرہ نے

اس کو اپنے حقیقی معنی میں رکھا ہے جس کی وجہ یہ بتلاتی ہے کہ یہ عورت جنگل سے خار دار لکڑیاں جمع کر کے لاتی اور رسول اللہ ﷺ کے راستے میں بچھا دیتی تھی تا کہ آپ کو تکلیف پہنچے۔اس کی اس ذلیل اور خسیس حرکت کو قرآن مجید نے ...... حمّالة الحطب سے تعبیر فرمایا ہے۔اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اس کا یہ حال جہنم میں ہوگا کہ اپنے شوہر پر جہنم کے درختوں زقوم وغیرہ کی لکڑیاں لا کر ڈالے گی تا کہ اس کی آگ اور بھڑک جائے جس طرح دنیا میں وہ اس کے کفر وظلم کو بڑھاتی تھی آخرت میں اس کے عذاب کو بڑھائے گی۔

فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ۔

مَسْد بسکون سین مصدر ہے جس کے معنی رسی یا ڈور بٹنے کے ہیں یا اس کو تار چڑھا کر مضبوط کرنے کے ہیں۔

مَسَد اس رسی یا ڈور کو کہا جاتا ہے جو مضبوط بنائی گئی ہو خواہ وہ کسی چیز کی ہو کھجور یا ناریل وغیرہ سے یا آہنی تاروں سے ہر طرح کی مضبوط رسی اس میں شامل ہے۔

☆ جہنم میں مضبوط آہنی تاروں سے بٹا ہوا طوق گلے میں ہوگا۔

☆ اگر چہ ابولہب اور اس کی بیوی مال دار اور غنی اور اپنے قوم کے مال دار سردار مانے جاتے تھے مگر اس کی اپنی خست طبیعت اور کنجوسی کے سبب جنگل سے سوختہ کی لکڑیاں جمع کر کے لاتی اور اس کے رسے کو اپنے گلے میں ڈال لیتی تھی کہ یہ گھٹا سر سے گر نہ جائے اور یہی ایک روز اس کی ہلاکت کا سبب بنا۔لکڑیوں کا گٹھا سر اور رسی گلے میں تھی تھک کر کہیں بیٹھ گئی پھر گٹھا گرا کہ اس کا گلہ گھٹ گیا اور اسی میں مرگئی۔

خطیب کہتا ہے:

☆ ابولہب اور اس کی بیوی ہمہ وقت رسول اللہ ﷺ کے مشن کے خلاف برسر پیکار رہتے تھے۔

انجام:

☆ ابولہب کتے کی موت مرا اور اس کی لاش کئی دن بے گور و کفن پڑی رہی۔

☆ کرائے کے آدمیوں نے اس کو گڑھے میں ڈالا۔

☆ ام جمیل جو کانٹے حضور ﷺ کے راستے میں بچھاتی تھی وہی کانٹے حضور ﷺ کے لئے پھول بن گئے اور ام جمیل کے لئے عبرت ناک موت کا سامان بن گئے۔

☆ ابولہب اور ام جمیل کا حشر پوری دنیا کو بتا گیا کہ نبی ﷺ کے دشمن خوار ہوتے ہیں اور نبی کے دوست امت کے لئے بہار ہوتے ہیں۔

یارِ غار ہوتے ہیں۔

ہمیشہ کے لئے جنت کے سردار ہوتے ہیں۔

یہ ہوا ہی نہیں...... کہ نبی کا دشمن عزت پائے۔

عزت، عظمت، رفعت، قیادت، سیادت خلافت سب کی سب نبی کے یاروں کو حاصل ہوتی ہے

نبی کے دشمن عورت ذلیل وخوار ہوتی ہے۔

نبی کے مشن اور دعوت پر لبیک کہنے والی عورتیں جنت کی سردار ہوتی ہیں۔

حضرات گرامی!

میں تفصیل سے قرآن حکیم کی ان تین عورتوں کا بیان آپ کے سامنے کیا ہے جو خداوند قدوس کے ہاں ناپسندیدہ تھیں جنہیں دنیا اور آخرت کی رسوائی کے سوا کچھ بھی میسر نہ آیا۔ کیونکہ ان کا عقیدہ، ان کا کردار انبیاء علیہم السلام کے کاز کے مطابق نہیں تھا۔

جس سے معلوم ہوا کہ رشتے اور نبی تعلق اس وقت تک اللہ کے ہاں قابل اعتبار نہیں قرار نہیں دیا جاسکتا جب تک عقیدے اور اعمال کی ہم آہنگی نہ ہو۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر نمبر۱۲

سیدہ مریم طاہرہ علیہا السلام

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلیٰ رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُوۡ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ٥ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ …… وَاذۡکُرۡ فِی الۡکِتَابِ مَرۡیَمَ۔ (پ۱۲سورہ مریم)

حضرات گرامی! آج کی تقریر میں حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی پاکیزہ سیرت اور عفت وعظمت کا تذکرہ کیا جائے گا۔ قرآن حکیم نے سیدہ مریم طاہرہ علیہا السلام کی زندگی کے پاکیزہ گوشوں کونکھار کر جس انداز سے پیش فرمایا ہے وہ ہماری آنکھوں کے لئے نور اور پاکیزگی اور عصمت کا عظیم شاہکار ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے بھی حضرت مریم علیہا السلام کو دنیا کی کامل ترین عورتوں میں ایک کامل ترین خاتون قرار دیا ہے۔ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ ہیں اور حضرت زکریا علیہ السلام کی زیرنگرانی وزیر تربیت رہنے کی وجہ سے عفت وعصمت کا عظیم الشان نمونہ ہیں۔

حضرت مریمؑ کا بچپن:

قرآن مجید میں حضرت مریم طاہرہ علیہا السلام کی حیات مقدسہ کو نہایت ہی بلیغ انداز میں بیان فرمایا ہے۔ آپ کے بچپن کا تذکرہ فرماتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

اِذۡقَالَتِ امۡرَأَتُ عِمۡرَانَ رَبِّ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لَکَ مَافِیۡ بَطۡنِیۡ مُحَرَّراً فَتَقَبَّلۡ مِنِّیۡ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ٥ فَلَمَّا وَضَعَتۡهَا قَالَتۡ رَبِّ اِنِّیۡ وَضَعۡتُهَا اُنۡثٰی وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمَا وَضَعَتۡ وَلَیۡسَ الذَّکَرُ کَالۡاُنۡثٰی اِنِّیۡ

سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ o

''اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے جب کہ عمران کی بیوی نے حالت حمل میں حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! میں نے نذر یعنی منت مانی ہے آپ کی (عبادت) کے لئے اس بچے کو جو میرے شکم میں ہے کہ وہ خدا کی خدمت کے واسطے آزاد رکھا جائے گا۔ اور میں اس کو اپنے کام میں نہ لاؤں گی۔ سو آپ اس کو مجھ سے قبول کر لیجئے بے شک آپ خوب سننے والے ہیں اور خوب جاننے والے ہیں۔ کہ میری عرض کو سن رہے ہیں اور میری نیت کو جان رہے۔ پھر جب اس بی بی نے یہ لڑکی جنی تو (ان کو رنج ہوا۔ یہ تو خدمت بیت المقدس کے لائق نہیں یہ کام تو مردوں کا ہے اس لئے حسرت سے) کہنے لگیں کہ اے میری پروردگار! میں نے تو حمل میں لڑکی جنی حق تعالیٰ ہیں کہ (وہ اپنے خیال سے حسرت کر رہی تھیں) حالانکہ خدا تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں اس لڑکی کی شان کو جو انہوں نے جنی اور کسی طرح بھی وہ لڑکا جو انہوں نے چاہا تھا اس لڑکی کے برابر نہیں ہو سکتا تھا۔''

بلکہ یہ لڑکی ہی افضل ہے کہ اس کے کمالات و برکات عجیب وغریب ہوں گے یہ ارشاد خداوندی بطور جملہ معترضہ تھا۔ پھر اس بی بی کا قول ہے۔

اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا۔ اور اس کو اور اس کی اولاد کو (اگر کبھی اولاد ہو) آپ کی پناہ اور حفاظت میں دیتی ہوں۔

خطیب کہتا ہے:

☆ انبیائے سابقین کی شریعت میں یہ بھی عبادت کا طریقہ تھا کہ اپنی اولاد میں سے کسی بچے کو مسجد کے لئے، اللہ کے گھر کی خدمت کے لئے وقف کرتے تھے۔

☆ بچوں اور بچیوں کو مزارات کی نذر کرنا یہ کسی شریعت میں بھی جائز نہیں رہا۔

☆ ملنگ اور ملنگنی کا تصور اس دور کے مجاوروں اور دین فروشوں کی ایجاد ہے۔

☆ مسجد اقصیٰ جو اللہ تعالیٰ کا بزرگ ترین گھر ہے۔اس کی نذر کے لئے خدا سے امرأۃ عمران نے لڑکا مانگا......مگر اللہ تعالیٰ نے لڑکے کی بجائے لڑکی عطا فرمائی۔

☆ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی خواہشات اور طلب کا پابند نہیں ہے

مرضی آئے تو خواہش پوری کردے۔

نہ مرضی ہو تو طلب وخواہش نہ پوری کرے۔

یہ اس کی مرضی ہے۔

وہ نہ کسی کا پابند ہے۔اور نہ کسی کا محتاج ہے۔

لیکن اس وقت کے قانون کے مطابق لڑکی کو مسجد کی خدمت کے لئے قبول نہیں کیا جاتا تھا......اس لئے اللہ نے قانون ہی بدل دیا کیونکہ مسجد بھی اس کی ...... قانون بھی اس کا مریم علیہا السلام بھی اس کی۔

پہلے تو اس لڑکی کو بلند مقام عطا فرمایا۔ پھر اس کی والدہ سے اس کا پسندیدہ نام رکھوایا۔

☆ پھر بی بی مریم علیہا السلام کو نئے قانون کے تحت مسجد پہنچایا۔

☆ پھر بی بی مریم علیہا السلام کا نگران حضرت زکریا علیہ السلام کو بنایا۔

☆ پھر بی بی مریم علیہا السلام کے لئے مسجد میں الگ کمرے کا اہتمام کرایا۔

☆ پھر بی بی مریم علیہا السلام کے کھانے کا خصوصی اہتمام فرمایا۔

☆ پھر قدم قدم پر ان کی نگرانی کر کے اہم منصب پر پہنچایا۔

☆ پھر انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بنایا۔

☆ پھر ان کو پاکیزہ شہادتوں سے مقام عصمت عطا فرمایا۔

☆ پھر ان کے مراتب وفضائل سے تمام عالم کو روشناس کرایا۔

☆ اور پھر ان کی سیرت طیبہ کو قرآن کا حصہ بنایا۔

☆ اور پھر قیامت کے لئے ان کی عظمتوں کا پرچم چاردانگ عالم پر لہرایا۔
☆ پھر ان کے دامن عفت وطہارت کو پوری دنیا سے منوایا۔
☆ پھر ان کو منبر ومحراب سے پوری امت محمدیہ سے روشناس کرایا۔
☆ اور پھر ان کو تمام دنیا کی خواتین کے لئے مشعل راہ بنایا۔
☆ پھر شیطان کو ان سے اور ان کے خاندان سے دور بھگایا۔
☆ پھر پوری دنیا کو ان کے ذکر سے معمور کرایا۔

سُبْحَانَ اللّٰہ!

یہ ہیں سیدہ مریم سلام اللہ علیہا۔

حضرت مریمؑ کا مقامِ رفیع:

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍo (سورہ آل عمران)

حاصل یہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ ان کو لے کر مسجد بیت المقدس میں پہنچیں اور وہاں کے مجاورین و عابدین سے جن میں حضرت زکریا علیہ السلام بھی تھے جا کر کہا کہ اس لڑکی کو میں نے خاص خدا کے لئے مانا ہے اس لئے میں اس کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتی سو اس کو لائی ہوں آپ لوگ رکھیئے۔

حضرت عمران اس مسجد کے امام تھے اور ان کی وفات ہوگئی تھی۔ ورنہ سب سے زیادہ مستحق ان کو لینے کے وہ تھے لڑکی کے باپ بھی تھے اور مسجد بیت المقدس کے امام بھی تھے۔

مسجد کے عابدین میں سے بی بی مریم علیہا السلام کی کفالت کا قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا چنانچہ حضرت مریم زکریا علیہ السلام کو مل گئیں اور بعض روایات کے مطابق

انہوں نے ایک آیا کو ملازم رکھ لیا وہ خدمت کرتی تھی اور دودھ پلاتی تھی اور بعض روایات میں انہیں دودھ پینے پلانے کی حاجت ہی نہ رہی سب سامان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو جاتا تھا۔

مسجد کے ملحق ایک مکان میں آپ کا قیام رکھا حضرت زکریا علیہ السلام باہر جاتے تو تالا لگا کر جاتے۔

قرآن ذکر کرتا ہے کہ پس مریم علیہا السلام کو ان کے رب نے بطریق احسن قبول فرمالیا اور عمدہ طور پر ان کی نشو و نما کی اور حضرت زکریا علیہ السلام کو ان کا سرپرست بنایا جب کبھی زکریا علیہ السلام ان کے پاس اس مکان میں آتے تو ان کے پاس کچھ پینے کی عمدہ چیزیں پاتے اور یوں فرماتے کہ

اے مریمؑ ! یہ چیزیں تمارے پاس کہاں سے آئیں جب کہ مکان مقفل ہے باہر سے کسی کے آنے جانے کا امکان نہیں۔

وہ کہتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس (جو خزانہ غیب ہے اس میں) سے آتی ہیں بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے حساب رزق عطا فرماتے ہیں۔ جیسے اس مقام پر محض اپنے فضل سے بے مشقت عطا فرمایا۔

خطیب کہتا ہے:

بی بی مریمؑ کی کفالت زکریاؑ کے ذمے۔
پاکوں کے مربی بھی پاک استاد مقام نبوت پر فائز ہے
متعلمہ مقام ولایت پر فائز ہے
استاذ بھی اونچا......تلمیذہ بھی اونچی
نظر نبی کی ہو......مسجد خدا کی ہو
ظرف مریمؑ کا ہو......تو پھر نتیجہ......طہارت نکلے گا۔
مریم طاہرہؑ بنے گی......مریمؑ صدیقہ بنے گی۔
مجھے کہنے دیجئے

نظر مصطفیٰ ﷺ کی ہو

حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہو

تو نتیجہ

عائشہ طاہرہؓ بنے گی

عائشہ صدیقہؓ بنے گی

سبحان اللہ!

جب مریم خدا کے گھر میں مہمان تھی تو پھر خدا کی طرف سے نہ آئے تو کہاں سے آئے۔

آداب میز بانی یہی ہیں ......جس کے گھر قیام ہوگا کھانا وہیں سے آئے گا......

سیدہ مریمؑ مہمان اللہ تعالیٰ کی تھیں۔قیام رب کے گھر میں تھا اعتکاف رب کے گھر میں تھا، رکوع و سجود رب کے گھر میں تھے۔اس لئے قیام و طعام بھی رب کے گھر کا تھا۔کوئی مانے تو اس کی مرضی......نہ مانے تو اس کی مرضی......

میرے محبوب ﷺ کا قیام عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر ہے۔

حفاظت............ان کے ذمے

زینت............ان کے زمے

طہارت............ان کے ذمے......اور

قیامت کے دن گھر والوں کی شفاعت ان کے ذمے۔سبحان اللہ۔

زکریا علیہ السلام کو بی بی مریم علیہا السلام کی کفالت خود بخود نہیں ملی بلکہ عطا کی گئی۔

☆ کام قلم سے لیا۔

☆ کام پانی سے لیا۔

☆ پانی......بھی عجیب تھا۔سب کی قلمیں بہا لے گیا......مگر زکریا علیہ السلام کی قلم کو الٹا چلا دیا۔وہ پانی کے بہاؤ کے ساتھ نہیں گئی بلکہ پانی پر غالب آ گئی۔

ایک طرف پانی کا زور۔

دوسر طرف معجزہ پیغمبر کا زور۔

پانی شکست کھا گیا۔

پیغمبر کا بابرکت قلم جیت گیا۔

اسی طرح کئی ہاتھ قیامت میں کف حسرت ملتے رہ جائیں گے صحابہ رضی اللہ عنہم جیت جائیں گے۔

دست نبوت اعجاز نبوت۔ برکات نبوت جیت گئیں۔

جماعت نبوت جیت گئیں۔

پانی کی کیا مجال نبی کی قلم کے سامنے اکڑے

پانی کی کیا طاقت کہ نبی کے قلم کے سامنے منہ زور ہو جائے۔

پانی تو فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے نہ اکڑا۔

نیل کے ہوش ٹھکانے لگائے میرے فاروق اعظمؓ نے۔

پانی منہ زور ہوگا فرعون کے سامنے۔

پانی منہ زور ہوگا کفار و فجار کے سامنے۔

پانی کی کیا مجال ہے کہ سیدنا فاروق اعظم کا خط پڑھ کر یا سن کر اکڑے۔

یہ اعجاز فاروقی ہے۔ سبحان اللہ

یہ پرت نبوت کی ادنیٰ جھلک ہے۔

پانی نے حضرت زکریا علیہ السلام کی خدمت کر کے اپنے آپ کو اونچا کر لیا۔

پانی نے سیدہ ہاجرہ کی خدمت کر کے انبیاء اولیاء کے دلوں کو ٹھنڈا کر دیا۔

پانی نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا احترام کر کے مصر کے باسیوں کو تا حیات مشکور کر دیا۔

پانی نے حضرت زکریا علیہ السلام کے دامن کے ساتھ ایک ایسی پاکیزہ بچی کو

وابستہ کر دیا جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے پاکیزہ مطہر بچے کو جنم دیا۔ ماشاء اللہ۔ سبحان اللہ

یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ o

☆ آپ ہزار روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ حساب کرتے ہیں۔

☆ آٹا کتنا لیا۔

☆ کریانہ کتنا لیا۔

☆ دودھ کتنا لیا۔

☆ صابن کتنا لیا۔

☆ پائی پائی کا حساب

ایک آنہ اِدھر اُدھر ہو جائے کبھی بیوی کو جھڑکیاں، کبھی بچوں کو جھڑکیاں، کبھی ملازم کو جھڑکیاں۔

میں قربان جاؤں اپنے رب کے اپنے اس اِلٰہ کے، اس داتا کے سب کچھ دیا...... کچھ نہیں لیا۔

کبھی حساب نہیں مانگا۔

بغیر حساب کے دیا اور بے حساب دیا۔

بلا استحقاق دیا اور سب کو دیا

اپنے کو دیا۔ بیگانے کو دیا۔

کبھی حساب نہیں۔ مفت دیا۔

مگر کس قدر ناشکرا ہے لینے والا۔ کبھی شکر بھی ادا نہیں کیا کبھی سجدہ تشکر بھی نہیں کیا کبھی جھوٹے منہ سے...... اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ...... نہیں کہا۔

میرے رب! تو میرا رب، تو سب کا رب

تو میرا داتا، تو سب کا داتا۔

میں تیرا بندہ ہوں میرے جسم کا انگ انگ تیرا شکر گزار ہے۔

میرا دل تیرا مشکور۔

میرا جسم تیرا مشکور۔

میری صحت تیری مشکور۔

میری حیاتِ مستعار تیری مشکور۔

میں تیرا بندہ......تو میرا داتا۔

حَسْبِیَ اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّاھُوَ۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل۔

نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْر۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْن۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

سیدہ مریم طاہرؑ کی سیرت کا اور ورق:

وَاذْکُرْ فِی الْکِتَابِ مَرْیَمَ اِذِا نْتَبَذَتْ مِنْ اَھْلِھَا مَکَانًا شَرْقِیًّاo فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِھِمْ حِجَابًا فَاَرْسَلْنَا اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّاo قَالَتْ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّاo قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّاo قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلَامًا وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَکُ بَغِیًّا o قَالَ کَذَالِکِ قَالَ رَبُّکِ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ وَّ لِنَجْعَلَہٗ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَۃً مِّنَّا وَکَانَ اَمْراً مَقْضِیًّا o

”اے محمد ﷺ اس کتاب یعنی قرآن کریم کے اس خاص حصہ میں مریمؑ کا قصہ بھی ذکر کیجئے اور وہ اس وقت ہوا جب کہ وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ ہو کر ایک ایسے مکان میں جو مشرق کی جانب میں تھا گئیں۔ پھر ان لوگوں کے سامنے سے انہوں نے درمیان میں پردہ ڈال لیا پس اس حالت میں ہم نے اپنے فرشتہ جبریلؑ کو بھیجا اور وہ فرشتہ ان کے سامنے

ایک پورا آدمی بن کر حاضر ہوا۔ (چونکہ حضرت مریمؑ نے اس کو آدمی سمجھا اس لئے گھبرا کر) کہنے لگیں میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ اگر تو خدا ترس ہے تو یہاں سے ہٹ جائے گا۔ فرشتہ نے کہا کہ میں بشر نہیں ہوں کہ تم مجھ سے ڈرتی ہو بلکہ میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں۔ اس لئے آیا ہوں تا کہ تم کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔ یعنی تمہارے منہ میں یا گریبان میں دم کر دوں جس کے اثر سے باذن اللہ حمل رہ جائے گا اور لڑکا پیدا ہوگا۔ وہ تعجب سے کہنے لگیں کہ میرے لڑکا کس طرح ہو جائے گا مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا یعنی نہ تو نکاح ہوا اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔ فرشتہ نے کہا کہ بس بغیر کسی بشر کے چھونے کے یوں ہی لڑکا ہو جائے گا میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ بغیر اسباب عادیہ کے میں بچہ پیدا کر دوں یہ میرے لئے آسان ہے اس طرح خاص طور پر اس سے پیدا کریں گے تا کہ ہم اس فرزند کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنا دیں اور نیز اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت پانے کے لئے اس کو باعث رحمت بنا دیں۔ اور یہ بے باپ پیدا ہونا ایک طے شدہ امر ہے جو ضرور پورا ہو کر رہے گا۔"

خطیب کہتا ہے:

☆ جب حضرت مریم علیہا السلام اپنے خلوت کدے میں چلی گئیں جہاں عبادت فرمایا کرتی تھیں۔

☆ وہاں اچانک جبرائیل امین علیہ السلام ایک مکمل آدمی کی شکل میں پہنچ گئے۔

☆ انسان شکل اس لئے اختیار فرمائی تا کہ فرشتہ کی مکمل شکل دیکھ کر سیدہ مریم علیہا السلام خوف زدہ نہ ہو جائیں۔

☆ معلوم ہوا کہ فرشتہ بشر کی صورت میں آیا تھا۔

☆ معلوم ہوا کہ نور بشر کی خدمت میں حاضری دینا سعادت بھی سمجھتا ہے......اور منصب اور ڈیوٹی بھی۔

☆ نیک سیرت خاتون کی حیاءاور عفت ملاحظہ فرمائیں کہ کس طرح برملا اس فرشتہ سے خدا کی پناہ میں آتی ہیں جو انسان کی شکل میں فرشتہ تھا۔

☆ عورت کا حقیقی زیور فطری حیاءاور شرافت ہے۔سیدہ مریم علیہا السلام نے اس عفت و حیاء کا مظاہرہ فرمایا۔

☆ مغربی فیشن پرست عورت اس فطرتی جوہر سے یکسر محروم ہو چکی ہے۔

☆ اسلام عورت کو اسی فطری زیور سے آراستہ کرنا چاہتا ہے۔

☆ اقبال اسی جوہر کی موجودہ دور کی خواتین کو تلقین کرتا ہے۔

تبولے باش و پنہاں شوازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا٥

☆ حضرت جبرائیل علیہ السلام جو ذمہ داری لے کر آئے تھے اس کا اظہار فرمارہے تھے۔

☆ بیٹے بیٹیاں دینا خدا کا کام ہے جبریل کا کام نہیں ہے۔

☆ آج کے ترقی یافتہ دور نے اس مسئلہ کو ٹی سی ایس قاصد اور دیگر رسل ورسائل کے مسئلہ نے بالکل ہی حل کر دیا ہے۔

☆ جیسے قاصد کہتا ہے کہ میں منی آرڈر دینے آیا ہوں۔اس کا مطلب کبھی کسی نے نہیں لیا کہ ہزاروں روپے کی رقم قاصد اپنے پاس سے دے رہا ہے۔

☆ پارسل ٹی سی ایس کے ذریعے مختلف پیکٹ دینے والا کہتا ہے کہ میں پیکٹ دینے آیا ہوں۔

☆ نسبت اپنی طرف اس لئے کی ہے کہ اس ذمہ داری کو ادا کرنے کا حکم اس کو ملا تھا۔

☆ جبریل امین علیہ السلام نے ایک خدائی فیصلے کا حکم حضرت مریم کو سنایا۔اس پر انہیں

جب تعجب ہوا تو جبریل امین نے حقیقت کھول دی کہ یہ کام عام قانون کے مطابق نہیں ہوگا۔ بلکہ......قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ......

☆ جب جبریل علیہ السلام نے یوں ارشاد کیا کہ

لِاَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا۔

تو اس پر سیدہ مریم علیہا السلام کو اشکال ہوا کہ جبریل علیہ السلام کس طرح بیٹا دے سکتا ہے اس لئے فرمایا کہ

اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلَامٌ .... میرا بیٹے کیسے ہوگا!

اس پر جبریل امین علیہ السلام نے صراحت فرما دی کہ یہ میرا عمل نہیں ہوا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ظہور ہوگا۔

قَالَ رَبُّكِ .... جب رب کا نام آیا تمام مسئلہ حل ہوگیا۔

مریم علیہا السلام صدیقہ کا اشکال تو ختم ہوگیا۔ مگر کذاب مُلّا اور مدنس راہب کا ابھی اشکال باقی ہے۔

کذاب مُلّا ابھی تک دھائی دے رہا ہے کہ جبریل بیٹا دے سکتا ہے۔

میں کذاب مُلّا سے پوچھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو تمام انبیاء علیہم السلام کو پیدا کرنے والا ہے اس کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کرنا ہی مشکل ہوگیا تھا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝

مُلّا کو یاد رکھنا چاہئے۔

☆ جو خدا بی بی مریمؑ کو اپنے گھر میں پرورش کر سکتا ہے۔

☆ جو خدا بی بی مریمؑ کو بند دروازوں میں تازہ رزق پہنچا سکتا ہے۔

☆ جو خدا بی بی مریمؑ کو بے موسم میوے تازہ بہ تازہ عطا کر سکتا ہے۔

☆ جو خدا بی بی مریمؑ کے لئے زکریاؑ کے پاس پہنچانے کے لئے قلم کو دریا کی موجوں کے خلاف چلا سکتا ہے۔

☆ جوخدا جبریل کوفرشتے کی بجائے بشر کی شکل عطا کرسکتا ہے۔

☆ وہ اللہ تعالیٰ کسی کی مدد کے بغیر بی بی مریم علیہا السلام کو بیٹا بھی عطا کرسکتا ہے۔

جاہل ملاں قرآن کی تعلیم سے کورا ہے ایمان وعمل کی چاشنی سے کورا ہے۔اس لئے قرآن کے الفاظ کو سمجھنے کی بجائے قرآن کے الفاظ اور مفہوم کو ہی بدل دیا۔

ایسے جاہل بے خبر راہبوں کے خلاف ہی اقبال نے کہا ہے۔

خود بدلتے نہیں قرآن بدل دیتے ہیں

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّاo فَاَجَاءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّاo فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّاo وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّاo فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِىْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّاo

''پھر اس گفتگو کے بعد جبریل امین نے ان کے گریبان میں پھونک ماردی جس سے ان کے پیٹ میں لڑکا رہ گیا پھر جب اپنے وقت پر حضرت مریم علیہا السلام کو اپنے پیٹ میں بچہ کی پیدائش کے آثار محسوس ہوئے تو اس حمل کو لئے ہوئے اپنے گھر سے کسی دور جگہ جنگل پہاڑ میں الگ چلی گئیں پھر جب درد شروع ہوا تو درد زِہ کی وجہ سے کھجور کے درخت کی طرف آئیں کہ اس کے سہارے بیٹھیں اٹھیں اب حالت یہ تھی کہ نہ کوئی انیس نہ جلیس درد سے بے چین ایسے وقت میں جو سامان راحت و ضرورت کا ہونا چاہیے وہ نہیں تھا۔اور ہر بدنامی کا خیال آخر گھبرا کر کہنے لگیں کاش میں اس حالت سے پہلے مرگئی ہوتی۔اور ایسی نیست دنا بود ہوتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی۔پس اس وقت خدا تعالیٰ کے حکم سے جبریل

علیہ السلام پہنچے۔ان کے احترام کی وجہ سے ان کے سامنے نہیں گئے بلکہ جس مقام پر حضرت مریم علیہا السلام تھیں اس کے نیچے مقام میں اوٹ میں آئے۔انہوں نے ان کے اس مکان سے ان کو آواز دی جس کو حضرت مریم نے پہچانا کہ یہ اس فرشتہ کی آواز ہے جو اول روز ظاہر ہوا تھا کہ تم بے سروسامانی اور بدنامی کے خوف سے پریشان مت ہوں کیونکہ بے سروسامانی کا انتظام تو یہ ہوا ہے کہ تمہارے رب نے تمہارے بائیں مکان میں ایک پانی کی نہر پیدا کردی ہے جس کے دیکھنے اور پانی پینے سے طبع فرحت حاصل ہوگی'۔

اور کھجور کے تنا کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ اس سے تم پر تروتازہ کھجوریں جھڑیں گی۔

پھر اس پھل کو کھاؤ اور وہ پانی پئیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔پھر تم آدمیوں سے کسی کو آتا دیکھو تو تم خود مت بولنا بلکہ اشارہ سے اس سے کہہ دینا کہ میں نے تو اللہ کے واسطے روزہ کی منت مانی ہے جس میں بولنے کی بندش ہے سو اس وجہ سے میں آج دن بھر کسی سے نہیں بولوں گی۔

خطیب کہتا ہے:

☆ سیدہ مریم علیہا السلام پر انعامات الٰہی کی بارش۔
☆ سیدہ کو تسلی دینے کے لئے جبریل امین علیہ السلام آیا۔
☆ سیدہ کے لئے جنگل کو منگل بنادیا۔
☆ چونکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آمد آمد تھی۔اس لئے ٹھنڈے پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔
☆ بی بی مریم علیہا السلام کے لئے ٹھنڈے مشروب کا انتظام کر دیا گیا۔
☆ جبریل امین علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے احترام کے پیش نظر ان کے سامنے

نہیں آئے عیسیٰ علیہ السلام کو قوت گویائی عطا کرنا میرا کام ہوگا۔

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّاo یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّاo فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ ؕ قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّاo قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّاo وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّاo وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّاo وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّاo

’’غرض مریم علیہا السلام کی اس گفتگو سے تسلی ہوئی اور عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے پھر وہ ان کو گود میں لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس لائیں۔ لوگوں نے جو دیکھا کہ ان کی شادی تو ہوئی نہیں تھی یہ بچہ کیسا؟ بدگمان ہو کر کہا کہ اے مریم علیہا السلام تم نے بڑے غضب کا کام کیا۔ اے ہارون کی بہن تمہارے خاندان میں کبھی کسی نے ایسا نہیں کیا چنانچہ تمہارے ماں باپ کوئی برے آدمی نہ تھے کہ ان سے یہ اثر تم میں آیا ہو اور نہ تمہاری ماں بدکار تھی کہ ان سے یہ اثر تم میں آیا ہو۔ پھر ہارون جو تمہارے رشتہ میں بھائی ہیں جن کا نام ہارون نبی کے نام پر رکھا گیا وہ کتنے نیک شخص ہیں۔ غرض جس کا خاندان کا خاندان نیک ہو۔ اس سے ایسی حرکت ہونا کتنا بڑا غضب ہے پس مریم علیہا السلام نے یہ تمام باتیں سن کر کوئی جواب نہیں دیا بلکہ بچہ کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس سے کہو جو کچھ کہنا ہے۔ یہ جواب دے گا وہ لوگ سمجھے کہ یہ ہمارے ساتھ تمسخر کرتی ہیں۔ کہنے لگے بھلا مریم ایسے شخص سے کیوں باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے اور بات کرنے پر قادر بھی نہیں ہوئے بلکہ اوٹ سے آواز دی‘‘۔

☆ معلوم ہوا جبریل مریم صدیقہ کے دروازے پر آتا تھا۔

☆ اسی طرح جبریل علیہ السلام سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر آتے تھے۔

☆ حضرت مریم طاہرہ علیہا السلام کے لئے جنگل میں تازہ کھجوروں کا انظام کر دیا گیا۔

☆ بی بی مریم علیہا السلام کی عجیب کرامت کا اظہار کیا گیا۔

☆ کھجور کے خشک تنے سے تازہ کھجوروں کے گوشے۔

☆ فرمایا کہ کھجور کے خشک تنے کو ہلانا تمہارا کام ....اور تازہ کھجوریں گرانا رب کا کام۔

☆ کھجور کا خشک تنا......دست مریم علیہا السلام سے ہرا بھرا ہو گیا۔

پھلدار ہو گیا۔

مجھے کہنے دیجئے۔

دست مریم خشک درخت ہرے ہوئے۔

☆ دست مصطفیٰ ﷺ کا اعجاز دیکھئے۔

حلیمہ کی بکریوں کا دودھ بڑھ گیا۔

ام معبد کے خیمہ میں بہار آ گئی۔

استن شانہ کو شعور مل گیا۔

جابر کے گھر کھانے میں برکت آ گئی۔

دودھ کے پیالہ میں برکتیں آئیں۔

وجود مصطفیٰ ﷺ سے مکہ اور مدینے کے درو دیوار روشن ہو گئے۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

☆ گھبرانا نہیں......کوئی بچے کے متعلق پوچھے تو اشارہ کر دینا اشارہ کرنا تیرا کام ہوگا۔

وہ بچہ خود ہی بول اٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں نہ تو الٰہ ہوں جیسے جاہل نصاریٰ سمجھیں

گے اور نہ غیر مقبول ہوں جیسا یہود سمجھیں گے۔

اور بندہ ہونے اور اس کا خاص ہونے کے آثار یہ ہیں کہ اس نے مجھ کو کتاب یعنی انجیل دی یعنی گو آئندہ کتاب دے گا مگر بوجہ یقینی ہونے کے ایسی ہی ہے جیسا کہ ابھی دے دی اور اس نے مجھ کو نبی بنایا اور مجھ کو برکت والا بنایا یعنی مجھ سے مخلوق کو دین کا نفع پہنچے گا۔ میں جہاں کہیں بھی ہوں گا مجھ سے برکت پہنچے گی۔ وہ نفع تبلیغ دین سے خواہ کوئی قبول نہ کرے انہوں نے تو نفع پہنچا دیا۔

اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں دنیا میں زندہ رہوں اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گار بنایا (چونکہ بے باپ پیدا ہوئے اس لئے والدہ کی تخصیص کی گئی) اس نے مجھ کو سرکش نہیں بنایا مجھ پر اللہ کی جانب سے سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز مروں گا (وہ زمانہ قریب قیامت کا نزول آسمان کے بعد ہوگا۔ اور جس روز میں قیامت میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔ اور اللہ کا سلام دلیل ہے خاص بندہ ہونے کی۔

خطیب کہتا ہے:

قوم کا سیدہ طاہرہ بی بی مریم علیہا السلام پر الزام۔

طاہرہ پاکیزہ مریم علیہا السلام کی گواہی اللہ کے نبی نے دی۔

مولوی پر الزام لگے تو............گواہی مولوی دے۔

پیر پر الزام لگے تو............گواہی پیر ادے۔

مگر قربان جاؤ عظمت مریم صدیقہ علیہا السلام پر کہ مریم صدیقہ پر قوم نے الزام لگایا تو گواہی نبی نے دی۔

☆ قوم نے تعجب سے کہا کہ کیا ہم بچے سے گفتگو کریں کبھی بچہ بھی بولا ہے۔

☆ فرمایا کہ بچہ بولا تو نہیں کبھی......مگر جب عرش والا بلانے پر آئے گا تو رُکے گا بھی نہیں۔

☆ پھر بچہ ایسا بولا کہ عرش اور فرش پر دھوم مچ گئی۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ

اٰتٰنِیَ الْکِتَابَ

وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا

وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَمَا کُنْتُ

وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ

وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ حَیًّا

وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ

وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا

وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ

وَیَوْمَ اَمُوْتُ

وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ تاریخی خطاب پنگوڑے میں جس میں نبوت کی بنیادی عظمتوں کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور روحانی تمام قدروں کا نہایت جامعیت سے بیان فرما دیا۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یوں تو تمام زندگی معجزات سے مرکب ہے مگر جس طرح انہوں نے دودھ پیتے ہوئے پنگوڑے میں بیان دیا۔ یہ ان کا ایسا معجزہ ہے جس نے ان کی زندگی اور مشن کو وہ معجزانہ نقشہ پیش کر دیا جو کائنات کی پیشانی پر آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکتا رہے گا۔

حضرات گرامی!

حضرت سیدہ طاہرہ مریم علیہا السلام کے پاکیزہ حالات آپ کے سامنے بڑی تفصیل سے پیش کر دیئے ہیں۔

یقیناً ان درخشندہ موتیوں سے ہمیں ایک روشن اور تابناک رہنمائی ملتی ہے اللہ

تعالیٰ ہمیں اس پاکیزہ سیرت کو مشعل راہ بنانے کی توفیق نصیب فرمائے۔(آمین)

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

تقریر نمبر۱۳

انبیاء صحابہؓ پر مشترکہ نعمتوں کی بارش

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُو بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ o بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ...... اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ o

’’اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک بندوں پر۔‘‘

حضرات گرامی!

آج کی تقریر میں آپ کے سامنے ایک نہایت ہی اہم اور انوکھا مضمون بیان کیا جائے گا جس کی ندرت اور جامعیت بے مثال ہوگی۔ آپ نے سنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو عجیب وغریب نعمتوں اور کمالات سے سرفراز فرمایا ہے اور ان نعمتوں کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ومقرب قرار پاگئے۔

حضرات محترم! آپ یہ سن کر اور پڑھ کر نہایت ہی حیران ہوں گے اور پھر ایمان میں ایک نئی حلاوت محسوس فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی کچھ نعمتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بھی عطا فرمائی ہیں اور سرکار دوعالم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی ان نعمتوں سے سرفراز فرمایا گیا ہے۔

قرآن حکیم کے مطالعہ سے ان نعمتوں کا اندازہ ہوتا ہے جو اصحاب محمد ﷺ کو عطا فرما کر انہیں خیر امت کا بہترین تاج پہنا دیا گیا اور ان کو پوری دنیا کی قیادت وسیادت مل گئی۔

انبیا علیہم السلام کا انتخاب اللہ تعالیٰ کرتے ہیں:

قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ

وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ o

''ہم نے انبیاءt کا چناؤ خود کیا ہے اوران کا بازو پکڑ کر منزل مقصود تک خود پہنچایا ہے''۔

جب انتخاب خود کیا جائے گا تو ظاہر ہے کہ ایسی شخصیت کے سر پر نبوت کا تاج رکھا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہوگا اور اس شخصیت میں جواہرات نبوت کا ذخیرہ ہوگا۔

اسی طرح هَدَيْنَاهُمْ .... بازو پکڑ کر منزل مقصود تک پہنچایا یہ انبیاء علیہم السلام کا خصوصی اعزاز ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم ﷺ کی جماعت، جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت اور رفعت شان بیان فرمائی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کے یاروں کا انتخاب بھی اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے جس سے ان کے دل کی پاکیزگی اور طہارت پر انتخاب الٰہی کی مہر تصدیق ثابت ہوگئی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم السلام کا انتخاب اللہ تعالیٰ کرتے ہیں:

چنانچہ ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ۔

''اور اللہ کے کام میں کوشش کرتے رہو جو اس کی کوشش کا حق ہے اس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے''۔

خطیب کہتا ہے:

فقہاء مفسرین نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت میں مدح صحابہؓ اوران کی تطہیر ثابت ہوتی ہے۔

وَفِیْ ذَالِكَ مَدْحُ الصَّحَابَةِ الْمُخَاطِبِیْنَ بِذَالِكَ وَدَلِیْلٌ عَلٰی طَهَارَتِهِمْ (جصاص)

هُوَاجْتَبٰكُمْ

صحابہ کی جماعت اللہ تعالیٰ کی چنی ہوئی جماعت ہے۔

حضور ﷺ صحابہ پر مشرکوں کہ نعمتوں کی بارش:

سرکار دوعالم ﷺ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰیo (پ۳۰ سورة الضحیٰ)

اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا کرے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

خطیب کہتا ہے:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کو اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا ہے۔

میری عطا............تیری عطا۔

عطائے معبود............رضائے محبوب۔

رضائے صحابہؓ کی سند:

❑ جس طرح اللہ تعالیٰ نے سرکار دوعالم ﷺ کو راضی کرنے کا وعدہ اور بشارت دی اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو راضی رکھنے کے لئے وعدہ فرمایا۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ۔

لَیُدْخِلَنَّهُمْ مُدْخَلاً یَّرْضَوْنَهٗ۔

وہ انہیں ایسی جگہ داخل کریگا جس کو بہت ہی پسند کریں گے۔

☆ معلوم ہوا کہ جنت صحابہ رضی اللہ عنہم کی پسند کے مطابق ہوگی۔

☆ خدا کو چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی پسند کا علم تھا اس لئے انہیں ہر چیز ان کی پسند کے مطابق عطا فرمائی گئی۔

☆ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی پسند وہی خدا تعالیٰ کی پسند۔

☆ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی پسند وہی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اجر غیر ممنون:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ (پ۲۹ سورہ قلم)

یقیناً آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو ختم ہونے والا نہیں۔

خطیب کہتا ہے:

☆ دنیا میں بھی اجر۔

☆ آخرت میں بھی اجر۔

☆ حشر میں بھی اجر۔

☆ نشر میں بھی اجر۔

☆ جنت میں بھی اجر۔

☆ اجر ہی اجر۔

☆ نہ ختم ہونے والا اجر۔

☆ آپ کی قربانیوں کا صلہ۔

☆ آپ کی جد وجہد کا صلہ۔

☆ آپ کی استقامت کا صلہ۔

☆ آپ کی بے مثال کاوشوں کا صلہ۔

☆ آپ کی عبادت کا صلہ۔

☆ آپ کی ریاضت کا صلہ۔

☆ آپ کی شب خیزیوں کا صلہ۔

☆ آپ کی آہ وزاریوں کا صلہ۔

☆ آپ کے تہجد کے آنسوؤں کا صلہ۔

☆ آپ کے درد میں ڈوبے ہوئے سجدوں کا صلہ

وان لك لا جرا غير ممنون

صحابہؓ کے لئے اجر غیر ممنون:

♦ حضرت گرامی! جس طرح اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو اجر غیر ممنون سے سرفراز فرمایا۔ اسی طرح سرکارِ دو عالم کی جماعت ''جماعت صحابہ'' کو بھی اجر غیر ممنون کی دولت سے مالا مال فرمایا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ۔

فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ۔

ان کے لئے اجر ہوگا نہ ختم ہونے والا۔

خطیب کہتا ہے:

☆ ڈنکا بج گیا صحابہ رضی اللہ عنہم کا۔

☆ ڈنکا بج گیا جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کا۔

☆ ڈنکا بج گیا نبی ﷺ کے یاروں کا۔

☆ ڈنکا بج گیا نبی ﷺ کے حب داروں کا۔

☆ ڈنکا بج گیا نبی ﷺ کے ساتھ تہجد گزاروں کا۔

☆ ڈنکا بج گیا نبی ﷺ کے وفاداروں کا۔

☆ ڈنکا بج گیا نبی کے پہرے داروں کا۔

☆ ڈنکا بج گیا نبی ﷺ کے سچے رضا کاروں کا۔

ان کا اجر جاری رہے گا:

حشر میں بھی۔ نشر میں بھی۔
خلوت میں بھی۔ جلوت میں بھی۔
جو نعمت مصطفیٰ ﷺ کو دی۔
وہی نعمت جماعت مصطفیٰ ﷺ کو دی۔
یہ سب حضور ﷺ کی برکتیں۔
صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے کمالات کا ہی عکس ہیں۔ سبحان اللہ

نبی ﷺ کو ثبات قلب عطا کیا:

اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو ثبات قلب یعنی دل کی مضبوطی کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ۔

لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ۔ (پ۱۹ سورہ فرقان)
وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝

اس لئے کہ ہم اس کے ذریعے سے آپ کے دل کو قوی رکھیں اور ہم نے اسے ٹھہرا ٹھہرا کر اتارا ہے۔

خطیب کہتا ہے:

☆ مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے اس پر عجیب نکتہ اٹھایا ہے کہ یعنی ایک بڑی مصلحت اس تدریجی نزول قرآن میں تو رسول اللہ ﷺ کی تقویت قلب ہے۔

☆ مشائخ نے کہا ہے کہ ثمرات و مقامات میں جو تاخیر و تدریج ہے اس میں بھی یہی حکمت ہے کہ ثبات اور رسوخ حاصل ہوتا ہے۔

جو چیز جلد آتی ہے وہ جلدی نکل جاتی ہے اس لئے سائل کو دیر ہونے سے تنگ نہ ہونا چاہیے بلکہ صبر کرنا چاہیے۔

علماء کے ہاں تعلیم کا سبقاً سبقاً ہونا اور مشائخ کے ہاں افادہ وافاضہ میں تدریج اسی آیت سراپا حکمت کی ماتحتی میں ہے۔

نیت کا مستحکم ہونا۔ قلب کا تحمل پر قادر ہونا بلکہ علم کا راسخ ہونا سب اسی کی برکات ہیں۔

صحابہؓ کو ثبات قلب کی دولت سے نوازا گیا:

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ o (پ۱۴ سورہ نحل)

''آپ کہہ دیجئے کہ اسے روح القدس نے اپنے پروردگار کے پاس سے حکمت کے موافق اتارا ہے تاکہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور مسلمانوں کیلئے ہدایت وبشارت بن جائے۔''

خطیب کہتا ہے:

☆ جس طرح رسول اللہ ﷺ کا دل مضبوط رکھنا اللہ تعالیٰ کی حکمتِ عملی ہے۔

☆ اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دلوں کو مضبوط رکھنا بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت عملی ہے۔

☆ جس ثابت قدمی اور دل کی مضبوطی کی نعمت سے رسول اللہ ﷺ کو سرفراز فرمایا۔

☆ اسی ثابت قدمی اور دلوں کی مضبوطی کی نعمت سے اصحابِ رسول ﷺ کو سرفراز فرمایا گیا۔

☆ نعمتوں کی بارش میں صحابہ رضی اللہ عنہم بھی نبی کے ساتھ برابر محظوظ ہوتے رہے۔

حضور ﷺ پر سلام اور سلامتی کی نعمت:

سرکار دوعالم ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجا اور سلامتی کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا جسے اللہ تعالیٰ

نے قرآن مجید میں اسی طرح ارشاد فرمایا گیا ہے کہ

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًاo

(پ۲۲ سورہ احزاب)

’’اے ایمان والو! تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔‘‘

☆ حضور ﷺ پر رحمت ☆ حضور ﷺ پر سلام

یہ خداوند قدوس کی خاص رحمتیں اور انعامات ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمائے گئے۔

صحابہؓ کے لئے سلام:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سرکارِ دوعالم ﷺ کو ارشاد فرمایا ہے کہ

اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ o

(پ۷ انعام)

’’اور جب آپ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہو۔‘‘

☆ سلام............صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے سلام۔

☆ پیغمبر ﷺ کو حکم ہوا کہ ان کو سلام فرمایئے۔

☆ یعنی ان کو سلامتی کی دعا دیجئے۔

☆ سلامتی کی دعا سے مراد یہ ہے......

مَعْنَاهُ سَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فِيْ دِيْنِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ (قرطبی)

اللہ تعالیٰ ان تمام خرابیوں اور مصیبتوں سے دور رکھے جو کفر و انکار کے لازمی نتیجہ کے طور پر دنیا و آخرت میں پیش آئیں۔

صحابہ رضی اللہ عنھم کے لئے رحمت رب لازمی ہوگئی۔

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ o

تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر رحمت لازم کررکھی ہے۔

پوری امت صحابہؓ کو سلام کرتی ہے:

جب بھی کوئی آدمی نماز پڑھتا ہے اور دو رکعت کے بعد التحیات بیٹھتا ہے تو یہ پڑھتا ہے کہ......

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ o

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ اللعالمین ہیں:

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود گرامی دنیا و جہاں کے لئے رحمت۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام قرآن جہان کے لئے رحمت۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ دنیا کے لئے رحمت۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام حیات اپنوں بیگانوں کے لئے رحمت۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغامِ توحید جہان کے لئے رحمت۔

☆ دشمن دوست آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے فیض یاب

اقبال نے اس مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے۔

لطف و مہر اور سراپا رحمت
آج بابا راں وایں باعد رحمتے

صحابہؓ کے لئے خیر امت کا اعزاز:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ......

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ

عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔

’’تم لوگ بہترین جماعت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔‘‘

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم............ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم

☆ لوگوں کے مقتداء۔ ☆ لوگوں کے لئے پیشوا۔

☆ لوگوں کے لئے راہنما۔ ☆ لوگوں کے لئے روشنی کا مینار۔

☆ لوگوں کے لئے راہ ہدایت۔ ☆ حضور ﷺ تمام لوگوں کے نبی

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام لوگوں کے لئے نبوت نما۔

قبلہ نما............ نبوت نما............ صحابہ رضی اللہ عنہم

☆ حضور ﷺ دنیا کے لئے رحمت۔

☆ صحابہ رضی اللہ عنہم دنیا کے لئے ہدایت کا سرچشمہ۔

☆ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایمان...... نعمت عظمیٰ۔ تومنون باللہ

نبی ﷺ پر رب کی نعمتوں کا مرکز:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ پر تمام نعمتیں مکمل کر دی گئی ہیں۔

وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ (پ۲۶ دورہ فتح)

اور آپ پر احسانات کی اور زیادہ تکمیل کر دے۔

یعنی آپ کے ہاتھ پر بکثرت لوگوں کو مسلمان کر کے اس طرح اجر و مراتب قرب میں بدرجہا اضافہ کر کے آپ پر اپنے انعام و افضال کی تکمیل کر دے۔

نِعْمَتَهٗ............ آپ ﷺ کو نبوت ملی، قرآن ملا، معجزات ملے، علوم و معارف ملے یہ سب اسی انعام و افضال الٰہی کی فردیں ہیں۔

صحابہؓ پر اتمام نعمت کا اعزاز:

اللہ تعالیٰ سرکار دو عالم ﷺ کی پیاری جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی اسی طرح اتمام نعمت فرماتے ہیں جس طرح اپنے پیارے نبی ﷺ کو اس کی بشارت دی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ......

اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ ○

اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔

☆ یہ اتمام نعمت اسی دین کی تکمیل سے ہوا۔

☆ حضور ﷺ پر بھی نعمتوں کا اتمام۔

☆ حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی خدا کی نعمتوں کا اتمام۔

☆ نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر اللہ تعالیٰ کی مشترکہ نعمتوں کی مشترکہ بارش کا سماں بندھ گیا۔

حضرات گرامی! میں نے آپ حضرات کے سامنے آج کے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی ساتھ ایسی نعمتوں کا ذکر کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو عطا فرمائی ہیں اور ساتھ ہی ایسی نعمتوں کا ذکر کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی نسبت سے آپ کی جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عطا فرمائی ہیں۔ گویا کہ حضور ﷺ پر جن نعمتوں کی بارش ہوئی ہے انہیں نعمتوں کی بارش صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ہوئی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی نسبت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس قدر بلند مقام عطا فرمایا ہے کہ وہ بھی نبوت کی برکات وثمرات سے جھولیاں بھر کر بلند مقام پر فائز ہوئے۔

اس لئے یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا کہ جن نعمتوں کی بارش حضور ﷺ پر ہوئی تھی۔ بعض اوقات انہی نعمتوں کی بارش صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی ہوتی تھی۔

ذالك فضل الله يوتيه من يشآء

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر نمبر۱۴

نبی ﷺ اور صحابہؓ کرام پر اللہ تعالیٰ کی مشترکہ نعمتوں کی بارش

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُوۡ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ o بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ...... وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ o

''اور میں نے تم پر تمام نعمتیں مکمل کر دیں۔''

حضرات گرامی!

گذشتہ تقریر میں میں نے آپ کو بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی کچھ نعمتیں ایسی بھی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو بھی عطا فرمائی گئی تھیں اور ساتھ ساتھ ان نعمتوں سے اصحابِ رسول کو بھی سرفراز فرمایا گیا تھا۔ آج کے خطبہ میں بھی اسی مضمون کو آگے بڑھایا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی نسبت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی ان نعمتوں سے بہرہ ور فرمایا۔ اس طرح حضور ﷺ کی نسبت سے صحابہ کرام بھی اس بلند مقام پر فائز ہو گئے جو ان کی عظمتوں اور رفعتوں کا نشان بن گیا۔ چنانچہ قرآن پاک کا مطالعہ کرنے سے ایسی بے شمار نعمتوں کا ذکر ملتا ہے جن سے نبی ﷺ اور صحابہ پر مشترکہ نعمتوں کی بارش ہوتے ہوئے صاف نظر آتی ہے۔ قرآنِ حکیم ارشاد فرماتا ہے کہ:

نبی ﷺ کے لیے کفار پر غلبہ کا وعدہ:

وَیَنۡصُرَکَ اللّٰہُ نَصۡرًا عَزِیۡزًا o (پ۲۲ فتح)

''اور اللہ آپ کو باعزت غلبہ دے گا۔''

خدا کی نصرت سے مشرکین پر آپ ﷺ کی ذات گرامی کو غالب کر دیا گیا۔

صحابہؓ کو کافروں پر غالب کرنا خدا کے ذمے:

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ۲۱روم)

''اور اہل ایمان کا غلبہ تو ہمارے ذمے تھا۔''

جب بھی کافروں سے مسلمانوں کا رن پڑا تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی کامیابی اپنے ذمے لے لی۔

ایسا کیوں نہ ہو جب کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ کی پارٹی ہیں۔

حِزْبَ اللّٰه ہیں۔

حزب اللہ کی فتح............اللہ کے ذمے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لاڈلے سپاہی تھے اس لئے ان کی فتح کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے لیا۔سبحان اللہ۔

حَقًّا عَلَيْنَا

حَقًّا عَلَيْنَا.........پر غور کیا جائے۔اللہ تعالیٰ نے

صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی نصرت۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی رفعت اپنے ذمے لے لی۔سبحان اللہ

صحابہ رضی اللہ عنہم کی ذمہ داری تو اللہ تعالیٰ نے لے لی۔

اے منکر اصحابؓ رسول تو بتا کہ اب تیرا کیا بنے گا الجھے گا تو......

خدا تعالیٰ کی گرفت میں آئے گا۔

جہنم میں جائے گا۔

منہ کالا کرائے گا

اب تیرا اسی میں بھلا ہے کہ

صحابہ رضی اللہ عنہم کے قدموں میں بیٹھ جائے

معافی مانگ لے

کلمہ پڑھ لے

گندے عقیدے سے توبہ کر لے

تبرا سے باز آ جا......

ورنہ قیامت کی رسوائی کے لئے تیار ہو جا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح کی نعمت سے سرفراز فرمایا:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۔ (پ۲۶ فتح)

بے شک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی۔

صلح حدیبیہ فتح مکہ کی تمہید بن گئی۔

ایسی فتح جس کو خداوند قدوس نے خود فتح عظیم قرار دیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی بڑا............

اور فتح بھی بڑی۔

اللہ تعالیٰ نے جس طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح عظیم کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس نعمت سے مالا مال فرما کر ان کی عظمتوں کو چار چاند لگا دیئے۔

صحابہؓ کو فتح کی نعمت سے سر بلند کر دیا:

چنانچہ قرآن حکیم میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے ارشاد فرمایا گیا

کہ............

وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًاo۔(پ۲۶فتح)

اوران کوایک لگے ہاتھ فتح بھی دے دی۔

حضورﷺ کی برکت سے نسبت مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا عروج ملاحظہ فرمائیے۔

جب فتح کا تذکرہ حضورﷺ کے لئے کردیا گیاتو لازماً صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس فتح میں شامل ہوگئے۔کیونکہ حضورﷺ کی فتح صحابہ رضی اللہ عنہم کی فتح بن گئی مگراللہ تعالیٰ نے خاص طور پر صحابہ رضی اللہ عنہم کی فتح کا تذکرہ فرما کران کوخاص طور پراس نعمت میں شامل فرمادیا تاکہ دنیا کومعلوم ہوجائے کہ جب میری فتح کی نعمت کی بارش ہورہی تھی تو میں نے اس باران رحمت باران نعمت کے چھینٹے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت پربھی برسائے اورانہیں نعمت کی بارش سے تروتازہ کردیا۔سبحان اللہ۔

اللہ تعالیٰ اورفرشتے نبی ﷺ پررحمت بھیجتے ہیں:

قرآن مجید میں ارشادفرمایا گیاہے کہ......

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔(۲۲حجرات)

بےشک اللہ تعالیٰ اوراس کےفرشتے نبی پررحمت بھیجتے ہیں۔

☆ رحمتوں کی بارش نبی ﷺ پر۔

☆ برکتوں کی بارش نبی ﷺ پر۔

☆ شفقتوں کی بارش نبی ﷺ پر۔

☆ رفعتوں کی بارش نبی ﷺ پر۔

☆ انوارات کی بارش نبی ﷺ پر۔

☆ برکات کی بارش نبی ﷺ پر۔

صحابہؓ پر رحمتوں کی بارش:

حضرات محترم! جس طرح اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی ذات گرامی کو اپنی نوازشات سے بہرہ ور فرمایا ہے اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی اپنی رحمت کی موسلا دھار بارش برسائی ہے چنانچہ قرآن حکیم عجیب انداز سے اس کا تذکرہ فرماتا ہے کہ......

هُوَالَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ○ (پ۲۲احزاب)

''وہ ایسا ہے کہ وہ خود اور اس کے فرشتے بھی تمہارے اوپر رحمت بھیجتے رہتے ہیں۔''

وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ○

خطیب کہتا ہے:

☆ رحمتوں کی بارش صحابہ رضی اللہ عنہم پر۔

☆ برکتوں کی بارش صحابہ رضی اللہ عنہم پر۔

☆ شفقتوں کی بارش صحابہ رضی اللہ عنہم پر۔

☆ رفعتوں کی بارش صحابہ رضی اللہ عنہم پر۔

☆ انوارات کی بارش صحابہ رضی اللہ عنہم پر۔

☆ برکات کی بارش صحابہ رضی اللہ عنہم پر۔

نبی مصطفیٰ ﷺ ہیں:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ......

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ○ (پ۱۷حج)

''اللہ تعالیٰ انتخاب کر لیتے ہیں فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں سے۔''

نبوت اور سفارت کا انتخاب اللہ تعالیٰ ہی فرماتے ہیں۔

ملائکہ میں سے سفیر لئے جاتے ہیں ان میں سے سب سے برگزیدہ حضرت جبریل امین ہیں۔لیکن یہ نکتہ پختہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کا حسن انتخاب ہوتے ہیں۔

اصحابؓ رسول ﷺ بھی حسن انتخاب الٰہی ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ......

اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ○

پھر ہم نے یہ کتاب ان لوگوں کے ہاتھ میں پہنچائی جن کو ہم نے چن لیا رضی اللہ عنہم (پارہ ۲۲ سورہ فاطر)

معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا چناؤ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

انبیاء علیہم السلام کے لئے **یصطفی** کا لفظ بولا گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے **اصطفینا** کا لفظ بولا گیا۔

معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام بھی انتخاب الٰہی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انتخاب الٰہی کا شاہکار۔

جس نظر نے انبیاء علیہم السلام کو منتخب کیا۔

اسی نظر نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی منتخب کیا۔

عِبَادِنَا............عبدیت کی نسبت اپنی طرف فرمائی یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔

عِبَادِنَا............ہمارے بندے حضور ﷺ کے لئے عَبْدُهٗ فرمایا اور صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کے لئے عِبَادِنَا فرمایا۔ سبحان اللہ اپنی نسبت سے سب کو اونچا کر دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سَکِینہ کا نزول:

اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ارشاد فرمایا کہ......

فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ٥۔ (پ۲۶ سورۃ فتح)

سو اللہ تعالیٰ نے ان پر اطمینان پیدا کر دیا۔

صحابہؓ پر سَکِینہ کا نزول:

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمنوں کے مقابلے میں اطمینان اور سکون کی بارش کر دی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی اطمینان اور سکون کی فضا پیدا کر دی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ......

وَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْمُؤْمِنِيْنَ ٥۔ (پ۲۶ فتح)

پس نازل کیا اطمینان اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مومنین پر۔

ایک مقام پر فرمایا کہ............

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ٥ (پ۲۶ فتح)

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے تحمل اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو عطا فرمایا۔

جو نعمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی۔

وہی نعمت اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی۔

کیا مقام ہے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا......

نعمتوں کی تقسیم کے وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی نبوت کے خوان نعمت پر ساتھ بیٹھا

دیا۔سبحان اللہ

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے
یہ بڑے نصیب کی بات ہے

نبی ﷺ کے لئے شرح صدر کی نعمت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو شرح صدر کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ارشاد ہوتا ہے کہ............

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔ (پ۳۰)

کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا۔

شرح صدر؟:

وہ مقام جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طلب وآرزو کے بعد عطا ہوا تھا رَبِّ الشرح لِی صدری۔

- المرادمن شرح الصدر مایرجع الی المعرفتہ والطاعتب (کبیر)
- وشرح الصدر تنویرہ بالحکمة (بحر)

صوفیاء محققین کے ہاں شرح صدر بہت بڑی دولت ہے۔

صحابہؓ کے لئے شرح صدر کی دولت:

اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسول ﷺ کو بھی شرح صدر کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ............

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۝

”سو جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا اور وہ اپنے پروردگار کے نور پر چل رہا ہے۔“

اصحابِ رسول ﷺ کا شرح صدر نور اسلام سے ہوا۔ نور اسلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی چمکا دیا......اور......نور اسلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سینے کو بھی چمکا دیا۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

ایمان میں یکجہتی:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے......

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ○ (پ۳ بقرہ)

پیغمبر ایمان لائے اس پر جو ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا اور مومنین بھی۔

☆ ایمان لانے میں قرآن پر پیغمبر کا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ اکٹھے فرمایا تاکہ ان کی اس نعمت میں شرکت کا سعادت مندانہ مظاہرہ بھی شامل کر دیا جائے۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ....سبحان اللہ

☆ کیا ایمان بالقرآن پر یک جہتی کا لازوال مظاہرہ ہے۔

☆ نعمت قرآن کی وصولی دونوں نے اکٹھے کی۔

یوم حشر نبی ﷺ اور صحابہؓ کی عظمتوں کا ڈنکا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ............

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ○

(پ۲۸ سورہ تحریم)

جس دن اللہ نہ نبی ﷺ کو رسوا کرے گا اور نہ ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔

خطیب کہتا ہے:

تحفظ ناموسِ مصطفیٰ ﷺ

تحفظ ناموسِ صحابہ رضی اللہ عنہم

- ☆ قیامت کے دن نبی ﷺ کی ناموس کا تحفظ اللہ تعالیٰ خود فرمائیں گے۔
- ☆ اسی طرح اصحابِ رسول ﷺ کی ناموس کا تحفظ بھی اللہ تعالیٰ خود فرمائیں گے۔
- ☆ ذات مصطفیٰ ﷺ کی ہو پہرہ خدا کا ہوگا۔
- ☆ حفاظت خداوندی کی نعمت رسول ﷺ کو عطا ہوگی۔
- ☆ حفاظت خداوندی کی نعمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی عطا ہوگی۔

حضور ﷺ قیامت میں گواہ ہوں گے:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں......

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا (پ۲۶ فتح)

بے شک ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا۔

قیامت کے دن حضور ﷺ اپنی امت کی صداقت کی گواہی دیں گے۔

صحابہؓ قیامت میں گواہ ہوں گے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ......

وَجَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِo

(پ۲ سورہ بقرہ)

اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک امت عادل بنا دیا ہے تا کہ تم گواہ رہو لوگوں پر۔

☆ امت مصطفوی ﷺ کو تمام امتوں پر گواہ بنا دیا گیا۔

☆ سرکاری گواہ۔

☆ جماعت صحابہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گواہ۔

☆ جماعت صحابہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے گواہ۔

☆ توحید خدا............گواہ صحابہ رضی اللہ عنہم۔

☆ قرآن کتاب خدا کی............گواہ صحابہ رضی اللہ عنہم۔

☆ صداقت مصطفیٰ ﷺ کی............گواہ صحابہ رضی اللہ عنہم۔

☆ دین خدا تعالیٰ کا............گواہ صحابہ رضی اللہ عنہم۔

☆ معراج مصطفیٰ ﷺ کا............گواہ صحابہ رضی اللہ عنہم۔

☆ تہجد مصطفیٰ ﷺ کی............گواہ صحابہ رضی اللہ عنہم۔

☆ تلاوت مصطفیٰ ﷺ کی............گواہ صحابہ رضی اللہ عنہم۔

مکمل دین کے............مکمل گواہ صحابہ رضی اللہ عنہم۔

فیصلہ ہو گیا:

خدا سچا........................صحابہ رضی اللہ عنہم سچے۔

رسول ﷺ سچا........................صحابہ رضی اللہ عنہم سچے۔

دین سچا........................صحابہ رضی اللہ عنہم سچے۔

صدق ہی صدق..................صدیقؓ ہی صدیقؓ۔

عدل ہی عدل..................عمرؓ ہی عمرؓ۔

سخاوت ہی سخاوت..................عثمانؓ ہی عثمانؓ۔

شجاعت ہی شجاعت............علیؓ ہی علیؓ۔

پورے دین کے گواہ صحابہ رضی اللہ عنہم

اولئك هم الراشدون۔

اولئك هم الصادقون۔

اولئكَ هم الغالبون۔

رسول ﷺ کا دشمن اور صحابہ کا دشمن جہنمی:

قرآن مجید نے جہاں انبیاء علیہم السلام اور اصحاب رسول ﷺ پر بعض نعمتوں کی بارش مشترکہ برسائی ہے وہیں پر نبی ﷺ اور مومنین کی مخالفت پر وعید اور عذاب کی سزا بھی مشترکہ سنائی ۔جس میں فرمایا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور مومنین کے دشمنوں کو جہنم رسید کیا جائے گا۔ جہاں ارشاد ہوتا ہے کہ......

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (پ۵ النساء)

’’اور جو کوئی بعد اس کے کہ اس پر راہ ہدایت کھل چکی رسول ﷺ کی مخالفت کرے گا اور مومنین کے راستے کے علاوہ کسی راستہ کی پیروی کرے گا ہم اسے کرنے دیں گے جو کچھ وہ کرتا ہے اور پھر ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے۔‘‘

☆ نبی ﷺ کا دشمن اور صحابہ رضی اللہ عنہم (مومنین) کا دشمن جہنم رسید کیا جائے گا۔

☆ اسی کو سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ......

اَللّٰه اَللّٰه فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْ هُمْ مِنْ بَعْدِیْ غَرَضًا فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ o

(الحدیث)

حضرات گرامی:

نہایت تفصیل سے آپ کے سامنے قرآن حکیم کے جواہر پارے رکھ دیئے گئے ہیں جن سے روز روشن کی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ بعض نعمتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی نسبت کی وجہ سے اصحاب رسول ﷺ کو عطا فرمائی ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس یہ اس قدر عظیم سرمایہ ہے جو کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کو بھی نصیب نہیں۔اسی وجہ سے اصحاب رسول ﷺ کا مرتبہ اور مقام اس قدر بلند ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد ان کا کوئی ہمسر اور ہم مرتبہ نہیں ہے۔وہ پوری امت کے افضل ترین افراد ہیں ان پر ایمان اور اسلام خود ناز کرتے ہیں دنیا کو جنت کی تلاش ہے اور جنت کو اصحاب رسول ﷺ کی تلاش ہے۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر نمبر ۱۵

دعوتِ ولیمہ سنتِ رسول ﷺ ہے

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ o بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ......قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَوۡلِمۡ وَلَوۡ بِشَاۃٍo

''ولیمہ کروا گرچہ ایک ہی بکری کا ہو۔''

حضرات گرامی!

آج کی تقریر کا عنوان دعوت ولیمہ ہے۔ ولیمہ شادی کے بعد کیا جاتا ہے اور تقریباً ہر امیر وغریب اپنی بساط کے مطابق کرتا ہے۔ میرے خیال میں کوئی شخص بھی اسے سادگی اور پروقار اسلامی تقریب سمجھ کر نہیں کرتا بلکہ اس میں نمود ونمائش کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ حالانکہ اگر اسی تقریب میں نیت درست کر لی جائے اور اسے سنت سمجھ کر ادا کیا جائے تو اس سے برکتیں بھی حاصل ہوں گی اور اسلامی روح بھی زندہ ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کے چند مخلص بندے اس دور میں بھی ہیں جو خالص اللہ کی رضا کے لئے ولیمہ کو سنت رسول سمجھ کر کرتے ہیں مگر اکثریت اس جذبہ سے عاری ہوتی ہے برادری رواج شہرت اور دولت وثروت کی نمائش زیادہ ہوتی ہے تاکہ لوگوں میں اس تاثر کو غالب کیا جائے کہ چوہدری صاحب نے سیٹھ صاحب نے شیخ صاحب نے کمال کر دی۔ اس قدر ڈشیں تھیں۔ اس قدر نوع بنوع کھانے تھے کہ بس کچھ نہ پوچھئے سیٹھ صاحب نے علاقہ بھر میں شہرت حاصل کر لی اور دنیا سے اپنا لوہا منوالیا۔

اگر یہی تقریب اور یہی ولیمہ کا کھانا سرکارِ دو عالم ﷺ کی سنت سمجھ کر کیا جاتا تو

اس میں جن برکات وانوارات کا حصول ہوتا وہ گھر بھر کے تمام افراد کو سکون اور روحانیت سے مالا مال کر دیتا۔

ولیمہ چونکہ اس دور میں بڑی دھوم دھام سے کیا جاتا ہے۔ اس لئے میں آپ حضرات کے سامنے اس کی حقیقت عظمت اور طریقہ عرض کئے دیتا ہوں تا کہ اس کی حقیقی کیفیتوں سے آپ بہرہ مند ہوسکیں۔

ولیمہ کا نبوی ﷺ حکم:

ولیمہ کی دعوت دراصل نکاح کے اس عہد نامہ کی علاقہ بھر میں شہرت کے لئے ہوتا ہے جو میاں بیوی کے درمیان طے پاتا ہے تا کہ عوام تک یہ بات پہنچ جائے کہ فلاں شخص فلاں گھرانے کی نیک خاتون کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گیا ہے اور یہ رشتہ اسلامی قدروں کے مطابق طے پایا ہے جس سے معاشرے میں عفت و پاکیزگی کی فضا پیدا ہوتی ہے اس کو شہرت دینے کے لئے ولیمہ کی دعوت انعقاد پذیر ہوتی ہے اور اس سے دو گھرانوں کے تعلق جدید کی ایک نئی دنیا سامنے آتی ہے اس لئے سرکارِ دو عالم ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اس نے نئی شادی کی ہے۔ تو آپ نے اس کو فرمایا اور دعا دی کہ......

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ (بخاری)

''اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے ولیمہ کرو کہ اگر چہ ایک بکری کا ہی ہو۔''

کس قدر سادگی ہے تکلف اور تصنع سے پاک کوئی نمود و نمائش نہیں بس ایک بکری ذبح کر دی جائے اور کھانا کھلا دیا جائے۔ جب اس قسم کی سادہ تقریبات ہوتی تھیں اور مختصر اور سادہ کھانا ہوتا تھا۔ محبتیں اور تعلقات بھی نہایت گہرے اور دیر پا ہوتے تھے۔ دلوں میں ایک دوسرے سے محبت اور ہمدردی ہوتی تھی۔ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شرکت ہوتی تھی ایک دوسرے کے کام آتے تھے۔ ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتے تھے۔

جوں جوں تکلفات بڑھتے گئے۔ تعلقات کم ہوتے گئے۔

کپڑے نکھرتے گئے دل میلے ہوتے گئے

محبتوں کی جگہ نفرتوں نے لے لی شامیانے بڑھتے گئے دلوں کی دنیا سمٹتی گئی اے کاش! سنتِ رسول کو زندہ کرنے کا جذبہ پھر سے زندہ ہو جائے اور دلوں کی روشنی پھر سے نور پھیلانے لگے۔

اس لئے سرکارِ دو عالم ﷺ نے ولیمہ کرنے کا ارشاد فرمایا تا کہ نکاح کے عہد کو ولولہ تازہ ملے۔

حضور ﷺ کی دعوتِ ولیمہ:

سرکارِ دو عالم ﷺ نے جب زینب بنت جحش سے نکاح فرمایا تو آپ نے بھی دعوت ولیمہ دی جس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ......

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَنٰى زينب بنت جحش فَاَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَلَحْمًا○

(مسلم شریف)

''حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحشؓ سے شادی کی تو آپ ﷺ نے ولیمہ کی دعوت کی لوگوں کو گوشت روٹی پیٹ بھر کر کھلائی۔''

خطیب کہتا ہے:

☆ گوشت روٹی تمام کھانوں کا سردار۔

☆ کھلانے والا تمام دنیا کا سردار۔

☆ کھانے والے تمام دنیا کے سردار۔

☆ اور کھانا تمام کھانوں کا سردار۔

☆ حضور ﷺ کا محبوب کھانا گوشت۔شوربا۔ثرید اگر آج اس سنت ولیمہ کو زندہ کر دیا جائے تو تکلفات کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔امیروں کے لئے آسان غریبوں کے لئے آسان۔

بٹھانا آسان..........کھلانا آسان۔

پھر کیوں نہ آئیں برکات رحمان

آج کی دعوت جو کھر لیوں پر کھڑے ہو کر کھائی جاتی ہے۔اس میں نہ کھانے کا مزا اور نہ جانے کا مزا۔

حیوانوں کی ایک حویلی کا سماں۔

شوربا روٹی...............ایک بکرا۔

شوربا سینکڑوں کے لئے کافی

☆ سنت رسول ﷺ کے مزے ہی اور

☆ آؤ مدینے چلیں۔

حضور ﷺ کے ایک اور ولیمے کی جھلک:

حضرات محترم! آپ نے دیکھا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کے ولیمہ میں کس قدر سادگی کی امت کو رہنمائی عطا فرمائی۔آیئے ذرا خیبر کے سفر سے واپسی پر آپ کے ایک ولیمے کی جھلک دیکھیں کہ اس میں امت کو ماحضر کی لذت سے بہرہ ور فرمایا سرکارِ دو عالم ﷺ کے اس ولیمہ کی دعوت کا مزا ہی کچھ اور ہے جسے چشم فلک نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔سبحان اللہ!

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ..........

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ اَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ خَیْبَرَ وَالْمَدِیْنَۃَ ثَلٰثَ لَیَالٍ یُبْنٰی عَلَیْہِ بِصَفِیَّۃَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی وَلِیْمَۃ وَمَا کَانَ فِیْھَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ وَمَا کَانَ فِیْھَا اِلَّا اَنْ اَمَرَ بِالْاِنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَاَلْقِیَ عَلَیْھَا التَّمْرُ وَالْاَقِطُ وَالسَّمَنُ ○

(بخاری)

”حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خیبر اور مدینہ کے

درمیان تین رات قیام فرمایا۔ حضرت صفیہ سے خلوت فرمائی میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کے لئے مدعو کیا اس ولیمہ میں گوشت روٹی نہیں تھی آپ ﷺ نے دستر خوان بچھانے کا حکم دیا۔ دستر خوان بچھا دیا گیا آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق اس پر پنیر، گھی اور کھجوریں رکھ دی گئیں۔‘‘

خطیب کہتا ہے:

☆ حضور ﷺ کا دستر خوان۔

☆ ولیمے کا دستر خوان۔

☆ حضور ﷺ میزبان۔

☆ صحابہ رضی اللہ عنہم مہمان۔

☆ دستر خوان نبوت پر سامان ملاحظہ فرمائیے۔

☆ کھانا کس قدر سادہ کس قدر تکلفات سے خالی۔

☆ پنیر، گھی، کھجوریں۔

☆ عربوں کا مرغوب کھانا۔

☆ گھی، پنیر، کھجوریں۔

☆ معلوم ہوا کہ سفر میں یہی کچھ تھا اور یہ مہمان کو ولیمہ میں پیش فرما دیا گیا۔

☆ اس دور میں بھی اگر تکلفات سے پاک ایسے ولیمہ کا اہتمام کیا جائے تو دنیا میں محبت و پیار کی خوشبو پھیل جائے۔

دعوت ولیمہ میں غریبوں کو بھی شامل کریں:

ہمارے معاشرے میں یہی ہوتا ہے کہ اگر امیر گھرانے میں ولیمے کی دعوت ہو تو پہلے......

☆ اعلیٰ احکام۔

☆ قدآور سیاست دان۔

☆ ممتاز تاجر۔

☆ فیکٹریوں اور ملوں کے مالک۔

☆ نوکر شاہی کے ممتاز افراد۔

☆ بیوروکریٹ۔

☆ ممتاز صحافی۔

☆ نامور وکلاء۔

☆ چوٹی کے صنعت کار۔

☆ زمیندار، جاگیردار، وڈیرے۔

☆ برادری کے سربرآوردہ افراد۔

☆ چوٹی کے رشتے دار۔

☆ شہر کے تمول خاندان۔

☆ برادری اور قبیلہ کے چوہدری، سیٹھ، ممبران قومی اسمبلی وصوبائی اسمبلی کے ارکان کونسلرز وغیرہ۔

☆ مگر غریب، محلے دار، تنگ دست، مفلس، نادار اس مجلس سے دور۔

وہ آپ کی خوشی کے دن بھی آپ کے قریب نہ آسکے۔

افسوس صد افسوس: آپ کی خوشیاں بھی کسی غریب اور یتیم کو خوشیاں نہ دے سکیں۔ آیئے ایسے ولیمے کے متعلق سرکارِ دو عالم ﷺ سے گزارش کریں کہ میرے آقا، میرے مولیٰ کیا ارشاد فرماتے ہیں اس سے متعلق حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ یُدْعٰی لَهَا الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَکُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَکَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (بخاری)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ولیمہ کا وہ کھانا برا ہے جس میں خوش حال اور دولت مندوں کو تو بلایا جائے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جائے اور جس شخص نے دعوت سے انکار کیا اس نے خدا رسول کی نافرمانی کی۔''

اس ارشاد گرامی میں آپ ﷺ نے دعوت ولیمہ میں غریبوں کو خاص طور پر مدعو کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ اس لئے ولیمے کی دعوت کرنے والوں کو چاہیے کہ اور مہمانوں کے ساتھ ساتھ غریب اور نادار لوگوں کو بھی مدعو کیا جائے۔

کسے معلوم نہیں کہ اس کے محلے میں غریب کتنے ہیں اور اس کے قرب و جوار میں غریبوں کے کتنے گھر ہیں۔ اسلام دین فطرت ہے ہر وقت غریب کا خیال رکھنے کا حکم دیتا ہے۔

خطیب کہتا ہے:

☆ مصطفیٰ کریم ﷺ نے غریبوں کا ہر وقت خیال رکھا۔

☆ عید الفطر آئی تو غریبوں کا خیال۔

☆ عید الضحیٰ آئی تو غریبوں کا خیال۔

☆ رمضان آیا تو غریبوں کا خیال۔

☆ صدقہ دینے کا وقت آیا تو غریبوں کا خیال آیا۔

☆ شادی کا وقت آیا تو غریبوں کا خیال۔

☆ غریبو! غریبو!! جب آپ کا رسول اللہ ﷺ نے ہر وقت خیال رکھا آپ بھی آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کا اہتمام کریں۔ آپ بھی آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کا خیال کریں۔

کب تک ولیمہ کیا جائے؟

حضرات گرامی! نبی اکرم ﷺ کے ارشادت گرامی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ کب تک کرنا چاہیے۔ چنانچہ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ............

عن ابن مسعود رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامُ اَوَّلِ یَوْمٍ حَقٌّ وَ طَعَامَ یَوْمِ الثَّانِیْ سُنَّۃٌ وَ طَعَامُ یَوْمِ الثَّالِثِ سَمْعَۃَ وَمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ۔

(بخاری)

''حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شادی میں پہلے دن کا کھانا حق ہے دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا اپنے آپ کو مشہور کرنا ہے اور جو کوئی اپنی ذاتی شہرت و عزت کے لئے کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کردیں گے۔''

اس حدیث سے ولیمہ کے مسنون ہونے کے اوقات ارشاد فرمائے گئے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسنون ولیمہ کے لئے مسنون اوقات میں ادائیگی کردی ورنہ اس کے انوار و برکات اور نور سنت زائل ہو جاتے ہیں۔ ذاتی شہرت اور خودنمائی کے لئے کسی کام میں بھی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے اپنا نام اونچا کرنے کے لئے سنت ولیمہ کو استعمال کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے معاف فرمائے۔ اور نبی اکرم ﷺ کی سنت کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دعوت قبول کرنا سنت ہے:

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی مسلمان کھانے کی دعوت کرے تو اس کو قبول کرنا چاہیے۔ چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ......

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رسول الله صلی الله علیه وسلم اِذَا دُعِیَ احد کم الٰی طعامٍ فلیُجب فان شاءَ طَعِمَ وَاِنْ شَاءَ تَرَکَ۔ (مسلم)

''حضرت جابر فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جسے دعوت میں مدعو کیا جائے اسے چاہیے کہ دعوت قبول کرے پھر چاہے کھائے اور چاہے

نہ کھائے۔‘‘

خطیب کہتا ہے:

☆ معاشرے میں حسن پیدا کرنے کے لئے ایک دوسرے کو کھانے پر بلاتے رہنا چاہیے۔

☆ حسنِ معاشرت کی اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں ہوسکتی۔

☆ آج سے چالیس پچاس برس پیچھے لوٹ جایئے۔ ان لوگوں کو باہمی محبت کے تذکرے اب بھی سنائی دیتے ہیں۔

☆ اس محبت میں اس قسم کا باہمی میل جول مشترکہ بیٹھنا اٹھنا، ایک دوسرے کے گھر کچھ نہ کچھ بھیجنا اس سے لوگ ایک دوسرے کے دست و بازو تھے۔ وہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر عمل کرنے سے بڑے لوگ بن گئے۔

سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ کی تو ایک سنت پر عمل بادشاہوں سے بھی بڑا بنا دیتی ہے۔

اس لئے آیئے مل کر ولیمہ کی سنت کو سرکارِ دو عالم ﷺ کے مزاج اور منشاء کے مطابق بنا دیں تا کہ معاشرہ پھر سے جنت نظیر بن جائے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر نمبر ۱۶

شرم ناک جُرم ناپ تول میں بد دیانتی

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ o بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ……وَاَوۡفُوا الۡکَیۡلَ وَالۡمِیۡزَانَ o (انعام)

''اور ناپ تول کو پورا کرو''۔

حضرات گرامی!

میں نے عقائد کی اہمیت اعمال کی عظمت اور دیگر سینکڑوں دینی عنوانات اور موضوعات پر بار ہا آپ کی خدمت میں گذارشات کی ہیں مگر آج کے موضوع پر پہلی مرتبہ آپ کے سامنے بیان ہوگا تاجر دکان دار اور کاروباری حضرات معاشرے کا ایک اہم حصہ ہیں۔ان کا کردار اور عمل اگر اچھا ہوگا دیانت اور امانت پر مبنی ہوگا تو پورے معاشرے کو امن ملے گا اور سکون ملے گا۔اور اگر ان کا عمل اور کردار ہی بد دیانتی اور ہیرا پھیری سے داغدار ہوگا تو پورا معاشرہ گندگی اور غلاظت کی سنڈاس میں مبتلا ہو جائے گا۔

تاجر کی امانت معاشرے میں امانت و دیانت کو فروغ دے گی۔اسی طرح تاجر کی بد دیانتی معاشرے کو ایک مستقل روگ میں مبتلا کر دے گی۔

عوام کا واسطہ دکان داروں سے ہر روز پڑتا ہے گھر کا سودا سلف لانے کے لئے ہر شخص کو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا دکان پر جانا پڑتا ہے اپنا خون پسینہ ایک کر کے کمائی ہوئی پونجی دکان دار کے حوالے کر کے اس سے اپنی ضرورتِ زندگی کی چیزیں خریدتا ہے۔پیسے دینے میں وہ کوئی لیت و لعل کر ہی نہیں سکتا اس لئے دکان دار بھی اس بات کا ذمہ دار ہے کہ وہ اس کی اس محنت ومشقت

سے کمائی ہوئی پونجی میں ڈنڈی نہ مارے۔ امانت و دیانت کا خون نہ کرے۔ اور اس کی ادا کردہ رقم کے بدلے اس کو اس کی مطلوبہ چیز پوری پوری ادا کرے اور اس میں کسی طرح کی کمی نہ کرنے پائے اس کی خرید کردہ چیز پر ڈاکہ نہ مارے قرآن اور اسلام اس کی کسی طرح بھی اجازت نہیں دیتا۔

گاہک کے ساتھ بے ایمانی کرنا دکھانا کچھ دینا کچھ کہنا کچھ اور کرنا کچھ یہ دکان داروں کی بد دیانتی کا ایسا بھیانک کردار ہے جس کی قرآن مجید اور حدیث رسول میں شدید مذمت کی گئی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ o (انعام)

''اور ناپ اور تول کو پورا کرو۔''

کچھ چیزیں ایسی ہیں جو ناپ کر فروخت کی جاتی ہیں سائنس کے اس دور میں ناپنے کے لئے جدید پیمانے بازار میں آ چکے ہیں۔ اس دور جدید میں اس قدر ہر میدان میں ترقی ہوگئی ہے کہ پرانے دور کے ناپ اور تول کے پیمانے فرسودہ ہوگئے ہیں مگر پرانی چیز پرانی ہی ہوتی ہے۔ پرانی چیزوں میں ناپ تول میں اگر چہ کمی بیشی ہو جاتی تھی مگر اگر کوئی سر پھرا سر پر کھڑا ہو جائے تو بد دیانتی اور کم ماپ تول کا سلسلہ کسی حد تک کم کیا جا سکتا تھا۔ مگر اس ترقی یافتہ دور کے ترقی یافتہ پیمانوں نے تو بد دیانتی اور خیانت کو ترقی یافتہ بنا دیا ہے۔ اس لئے قرآن حکیم نے حکم دیا ہے کہ ناپ اور تول میں پورا پورا دیا جائے۔

ستم ظریفی کی حد ہوگئی:

ایک مزدور سارا دن مزدور کر کے دھوپ سردی گرمی برداشت کر کے رات گھر آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بچہ بیماری کی شدت سے قریب المرگ ہے وہ بے چارہ الٹے پاؤں ڈاکٹر کے پاس دوڑتا ہے ڈاکٹر پیسے پورے لیتا ہے مگر دوائی ناقص دیتا ہے۔ یہ ڈاکٹر کی بد دیانتی ہے جسے اسلام خیانت مجرمانہ سمجھتا ہے۔ اس طرح اس مزدور کا بیٹا جاں بحق ہو جاتا ہے وہ اپنے اس خون

پسینے کی کمائی سے کفن کے لئے چند گز کپڑا خریدنے کے لئے جاتا ہے مگر کس قدر بدبخت شقی القلب اور درندہ صفت ہے وہ دکان دار جو اس مزدور سے کپڑے کی قیمت تو پوری لیتا ہے اور کپڑا ماپنے میں بددیانتی کرتا ہے خیانت کرتا ہے۔

یہی ہے معاشرے کا وہ بددیانت اور درندہ صفت دکان دار جس نے ایک مزدور گاہک کا خون پیا اور اس وقت جس وقت اس غریب کے گھر سے اس کے لاڈلے بیٹے کا جنازہ اٹھ رہا تھا۔ یہی معاشرے کے ناسور ہیں جنہیں اسلام نتھ ڈالنا چاہتا ہے۔ انہیں پہلے ترغیب سے اور بعد میں قانون کے سخت شکنجے میں کس کر اس کو مفلوج کرنا چاہتا ہے۔

یہی صورت کم تولنے والے کی ہے۔ پیسے پورے لے گا گھی کم دے گا۔ دودھ کم دے گا۔ آٹا کم دے گا۔ دالیں کم دے گا غرض یہ کہ کوئی چیز ایسی نہیں جس میں یہ نابکار ڈنڈی نہ مارے۔

اس کے ہاتھ شل کیوں نہیں ہوتے۔

اس کا پیٹ آگ سے کیوں نہیں بھر دیا جاتا۔

اس کا سکون کیوں نہیں لٹ جاتا۔

جو معاشرے کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتا ہے۔

اشیاء میں ملاوٹ کرتا ہے

کم تولتا ہے۔

یتیموں غریبوں کا حق مارتا ہے۔

جیبیں کاٹتا ہے۔

ان کی زندگی ویران کرتا ہے۔

میرے خیال میں اس سے بڑا ڈاکو کوئی اور نہیں ہوسکتا۔ ان ڈاکوؤں کو جو کم تولتے ہیں اور کم ماپتے ہیں انہیں دہشت گرد اور ڈاکو قرار دے کر ان کا احتساب کرنا چاہیے۔

اگر قانون کی آنکھ بند ہے راشی افسر نہیں کچھ کرتے تو ان دکان داروں کو سوچ لینا

چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی آنکھ کھلی ہے وہ تمہاری کرتوتوں کو دیکھتا ہے تمہیں اپنے کیئے کا حساب دینا ہو گا۔ اور وہ وقت بہت سخت ہو گا جب تم سے ایک ایک کوڑی کا حساب لیا جائے گا۔ اور تم بہت عذاب میں مبتلا کر دیئے جاؤ گے۔

عبرت......عبرت......عبرت

فسادی تاجراور دکان دار:

پہلی امتوں میں بھی ناپ تول میں کمی کرنے کا مرض تھا اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم اس مرض میں شدید مبتلا تھی ناپ تول میں کمی بیشی کرنا حقیقت میں دوسرے کے حق پر ہاتھ ڈالنا ہے جو کوئی لینے میں تول کو بڑھاتا اور دینے میں گھٹاتا ہے وہ دوسرے کی چیز پر بے ایمانی سے قبضہ کرتا ہے۔ اور یہ بھی چوری ہی ہے اس لئے قرآن حکیم میں اس سے بچنے کی خاص طور پر تاکیدیں آئی ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم سوداگری کرتی تھی اس لئے ان کی دعوت میں ناپ تول میں ایمان داری کی تاکید بار بار فرمائی گئی ہے حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو ارشاد فرماتے ہیں کہ

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْخَاسِرِيْنَ o وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ o وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ o

''اور پورا دو ناپ اور نہ ہو نقصان دینے والے اور تولو سیدھی ترازو کے ساتھ اور مت گھٹا کر دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور مت پھرو ملک میں فساد پھیلاتے۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اور جو دکان دار کم تولتے ہیں اور کم ناپتے ہیں۔ وہ معاشرے کے فسادی افراد ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ o

''یقیناً اللہ تعالیٰ فسادی افراد کو پسند نہیں فرماتے۔''

بندوں کے ساتھ جو زیادتی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ اپنے بندوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا رشتہ محبت اس قدر مضبوط اور مستحکم ہے کہ ان کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے والوں کو فسادی قرار دیا گیا۔

فسادی:

☆ فسادی وہ ہے جو غریبوں کا حق غصب کرتا ہے۔
☆ فسادی وہ ہے جو لیتا پورا اور دیتا کم ہے۔
☆ فسادی وہ ہے جو پیسے پورے لیتا ہے اور سودا کم دیتا ہے۔
☆ فسادی وہ ہے جو مزدور کی خون پسینہ کی کمائی سے اس پر ظلم کرتا ہے۔
☆ فسادی وہ ہے جو دکان پر بیٹھا ہوا تمام دن دھوکے اور فریب کا کاروبار کرتا ہے۔
☆ فسادی وہ ہے جو کم تولتا ہے زیادہ بولتا ہے۔
☆ معاشرے کے ایسے فسادی عناصر کو خدا اور رسول کے غضب کا سامنا کرنا پڑے گا۔
☆ یوم الحساب سے پہلے پہلے ان فسادی عناصر کا قانون کے ہاتھوں قلع قمع ہونا چاہیے۔

شعیب علیہ السلام کی قوم کو نصیحت اور وارننگ:

حضرت شعیب علیہ السلام نے نہایت فصاحت و بلاغت سے اپنی قوم کے تاجروں اور دکان داروں کو نصیحت فرمائی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ......

وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّىْ اَرَاكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّىْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ٥ وَ يَاقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ٥ (سورہ ہود)

''اور ناپ تول میں کمی نہ کروتم کو آسودگی میں دیکھتا ہوں اور ایک گھیر لینے والے دن کی آفت کوتم پر ڈرتا ہوں اور اے قوم! ناپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو۔ اور لوگوں کی چیزیں ان کو گھٹا کر مت دو اور ملک میں فساد پھیلاتے مت پھرو۔''

☆ لوگوں سے پیسے پورے لے کر چیزیں کم دینا یہ قومی خیانت ہے ایسے لوگ قومی مجرم ہیں۔ یہ خلق خدا کے حق پر ظالمانہ ڈاکہ ڈالتے ہیں اس لئے اس بیماری کا علاج کرنے کے لئے ایک پیغمبر کے ذمے یہ کام مستقل سپرد فرمایا گیا کہ وہ اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکیں اسی لئے حضرت شعیب علیہ السلام نے خصوصی طور پر اس پر زور دیا اور اس قومی جرم کی بیخ کنی فرمائی۔

☆ یہ آیت بتاتی ہے کہ ناپ تول کی بے ایمانی سے خیر و برکت جاتی رہتی ہے یا ظاہری نظر سے دیکھئے تو یوں کہئے کہ بازار میں ایسے لوگوں کو جو ناپ تول میں کمی بیشی کرتے ہیں ساکھ جاتی رہتی ہے اور یہ بالآخر ان کے کاروبار کی تباہی کا باعث بن جاتی ہے یہ چاہتے تو ہیں کہ اس بے ایمانی سے اپنا منافع یا سرمایہ بڑھالیں گے مگر ہوتا یہ ہے کہ ان کی یہ اخلاقی برائی ان کی اقتصادی اور معاشی بربادی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

ایمان داری کا انجام اچھا ہوگا:

بے ایمانی کرنے والے لوگ اپنے انجام پر نظر نہیں رکھتے ان کے نزدیک دولت کمانا ہی بہت بڑا کمال ہے حالانکہ دولت اور ثروت یہیں دھری کی دھری رہ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس دولت کی کوئی قدر نہیں ہوگی بلکہ اس کے اچھے مصارف میں خرچ کرنے سے اچھے ثمرات مرتب ہوں گے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا تاجروں اور کاروباری حضرات کو ارشاد ہے کہ......

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلاً ٥ (بنی اسرائیل)

اور جب تم ناپو تو ناپ پورا بھر دو اور سیدھی ترازو سے تولو یہ بہتر ہے

اوراس کا انجام اچھا ہے۔

☆ آیت کریمہ کے آخری حصہ ہے کہ بے ایمانی کی ناپ تول سے گوشروع میں کتنا ہی فائدہ معلوم ہوتا ہو......مگر آخر کار وہ بیوپاری کی تباہی کا باعث ہوکر رہتی ہے۔

خوب غور کر کے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ اس بداخلاقی کے پیدا ہونے کا اصلی سبب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے دلوں سے یہ یقین کم ہوجاتا ہے کہ ان کے چھپے ہوئے کرتوت کی دیکھنے والی آنکھیں کھلی ہیں اور ایک دن آئے گا کہ جب ان کو خدا کے سامنے حاضر ہوکر اپنے ہر کام کا حساب دینا ہوگا۔

مجرم خدا کی عدالت میں:

جو دکان دار دنیا میں کم ماپتے ہیں اور کم تولتے ہیں انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں کٹہرے میں کھڑے ہوکر جواب دینا پڑے گا۔ چنانچہ خداوند قدوس ارشاد فرماتے ہیں کہ......

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ٥الَّذِيْنَ إِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَإِذَا كَالُوْهُمْ أَوْوَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ أَلَا يَظُنُّ أُولٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

(پ۳۰ مطففین)

’’خرابی ہے ان گھٹا کر دینے والوں کی جو اوروں سے جب ناپ کر لیں تو پورا لیں۔ اور جب ان کو ناپ اور تول کر دیں تو گھٹا کر دیں کیا ان کو یہ خیال نہیں کہ ایک بڑے بھاری دن کے لئے ان کو اٹھایا جائے گا۔ جس دن سب لوگ دنیا کے مالک کے لئے کھڑے ہوں گے۔‘‘

☆ جو دکان دار تاجر ماپ تول میں کمی کرتے ہیں انہیں جان لینا چاہئے کہ انہیں خدا تعالیٰ کے حضور جواب دہی کے لئے کھڑے ہونا پڑے گا۔

☆ عدالت خدا کی۔

☆ مجرم...... بددیانت اور خائن دوکان دار۔

☆ فیصلہ غریبوں کے حق میں اور گاہکوں کے حق میں ہوگا۔

دیانت دار تاجر قیامت میں اونچے مقام پر ہوگا:

جہاں آپ نے بددیانت اور خائن دکان دار کی مجرمانہ ہیرا پھیریوں کی گرفت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کو سزا اور مواخذے کا ذکر سنا وہیں پر یہ بھی یاد رکھا جائے کہ جو دکان دار دیانت دار اور امین ہوگا اس کے کردار وعمل کے پیش نظر قیامت کے دن اس کو نہایت ہی بلند مقام نصیب ہوگا۔ سرکار دوعالم ﷺ ایسے دکان دار کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ......

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيّنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ (ترمذی)

''سچا اور دیانت دار تاجر قیامت کے روز نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔''

سبحان اللہ! کس قدر اونچا مقام ہے اس تاجر کا جس کو اپنی امانت اور دیانت کی وجہ سے قیامت کے دن انبیاء صلحاء اور شہیدوں کی رفاقت اور سنگت نصیب ہوگی۔

حضرات گرامی! دکان دار کی دیانت وامانت چونکہ معاشرے میں بہت ہی حسن پیدا کرتی ہے اور ہزاروں اللہ کے بندے اس سے متاثر ہوتے ہیں اس لئے میں نے آج کے جمعہ میں تفصیل کے ساتھ اس موضوع پر معروضات پیش کی ہیں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو زندگی کے ہر شعبہ میں امین اور دیانت دار بنائے اور مخلوق خدا کو اذیت پہنچانے سے ہمیں محفوظ فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقریر نمبر ۱۷

ہمسایہ کے ساتھ حُسنِ سلوک

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ...... وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ o

(سورہ انساء)

''اور خدا نے ہمسایہ قریب اور ہمسایہ بیگانہ اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ نیکی کا حکم دیا ہے۔''

حضرات گرامی!

آج کے خطبہ میں آپ کے سامنے ہمسایہ کے جو شرعی اور اخلاقی حقوق ہیں۔ان کے متعلق گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں جس طرح ہم دینی اور اخلاقی فرائض میں دوسرے مقامات پر کوتاہی کرتے ہیں اسی طرح ہمسایہ جو ہمارے ہر طرح قریب ہوتا ہے اس کے متعلق اسلامی اور اخلاقی ذمہ داریاں ادا کرنے سے عہدہ برآ نہیں ہوتے اس لئے ضروری ہے کہ ان حقوق پر بھی نظر ڈالی جائے جن کا تقاضا ہمارا پڑوسی رکھتا ہے۔

''ہم سایہ'' کا معنی...... جو ہمارے گھر کی دیواروں کے سایہ میں ہمارا شریک ہے جو ہمارے اس قدر قریب ہے کہ اس کے گھر کی دیوار کا سایہ ہمارے گھر کے صحن میں پڑتا ہے یا ہمارے گھر کی دیواروں کا سایہ اس کی چار دیواری میں پڑتا ہے۔اس قرب کی وجہ سے اس ساتھ والے پڑوسی کو ہم سایہ کہا جاتا ہے۔

حضرات گرامی!

☆ اس ہمسایہ کے متعلق مسلمان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے بہت سے احکامات دیئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور رسول کے ہاں ایسے قریبی ہمسایہ کے لئے بے حد خیر خواہی اور محبت و آشتی کے ارشادات موجود ہیں۔

☆ اس دنیا میں ہر انسان دوسرے انسان کے تعاون کا محتاج ہے۔ اگر ایک بھی بھوکا ہے تو دوسرے پر حق ہے کہ اپنے کھانے میں اس کو بھی کھلائے۔

اگر ایک بیمار ہے تو جو تندرست ہے اس کی تیمارداری کرے۔

اگر ایک پر مصیبت آئے تو دوسرے کو اس کی ہمدردی کرنی چاہیے۔ اور اس اخلاقی نظام کے ساتھ انسانوں کی مجموعی آبادی باہمی محبت اور حقوق کی ذمہ داریوں کی گرہ میں بندھ کر ایک ہو جائے۔

ہر انسان بظاہر جسمانی اور مادی حیثیت سے جتنا ایک دوسرے سے علیحدہ اور بجائے خود مستقل ہے اخلاقی اور روحانی حیثیت سے فرض ہے کہ اتنا ہی زیادہ ایک دوسرے سے ملا ہوا اس لئے انسان کے اس باہمی قرب کی وجہ سے اسلام نے ان دونوں انسانوں پر جو ایک دوسرے کے قریب آباد ہوں آپس کی محبت اور تعاون کی ذمہ داری رکھی ہے کہ وہی وقت پر ایک دوسرے کی مدد کو پہنچ سکتے ہیں۔

اس بات کا ایک اور اہم نکتہ یہ ہے کہ انسان کو اس سے تکلیف اور دکھ پہنچنے کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے جو ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہو۔ اس لئے ان کے باہمی تعلقات خوشگوار اور ایک دوسرے سے ملائے رکھنا ایک سچے مذہب کا سب سے بڑا فرض ہے تاکہ برائیوں کا سدباب ہو کر یہ پڑوس دوزخ کے بجائے بہشت کا نمونہ ہو اور ایک دوسرے کی محبت اور مدد پر بھروسہ کر کے گھر سے باہر نکلے اور گھر میں قدم رکھے۔

☆ اسلام نے انہیں اصولوں کو سامنے رکھ کر ہمسائیگی کے حقوق کی دفعات بنائی ہیں عربوں میں دوسری قوموں سے زیادہ اسلام سے پہلے بھی پڑوس اور ہمسائیگی کے حقوق نہایت اہم تھے بلکہ وہ عزت و افتخار کا موجب تھے اگر کسی عرب کے پڑوسی

کے ساتھ ظلم ہو جائے تو وہ دوسرے پڑوسی کے لئے بے عزت اور عار کا موجب تھا اور اس لئے وہ اس کی خاطر لڑنے مرنے کو وہ اپنی شرافت کا نشانہ سمجھتا تھا اسلام نے اس احساس کو اپنی اقدار کے ساتھ اور بھی قوی کر دیا۔

☆ اسلام نے ہمسایہ کے مفہوم میں مزید وسعت دی ہے اور ہمسایہ کے پہلو بہ پہلو ایک اور قسم کے ہمسایہ کو جگہ دی ہے جس کو عام طور سے پڑوسی اور ہمسایہ نہیں کہتے مگر وہ ہم سایہ کی طرح اکثر ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے ایک سفر کے دو رفیق ایک مدرسہ کے دو طالب علم ایک کارخانہ کے دو ملازم ایک استاد کے دو شاگرد ایک دکان کے دو شریک یہ بھی درحقیقت ایک طرح کی ہمسائیگی ہے اور اس کا دوسرا نام رفاقت اور صحبت ہے۔

ان سب قسم کے ہمسایوں میں اولیت اس کو حاصل ہے جس کو ہم سایہ ہونے کے علاوہ قرابت یا ہم مذہبی کا یا کوئی اور دوہرا تعلق بھی ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ......

وَالجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ٥ (نساء)

”اور خدا نے ہمسایہ قریب اور ہمسایہ بیگانہ اور پہلو کے ساتھی کے ساتھ نیکی کا حکم دیا ہے۔“

اس آیت کریمہ کی سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنے عمل اور زبان مبارک سے مختلف انداز سے تشریح فرمائی ہے جو اس عنوان پر انتہائی اہم اور مسلمان کے لئے روشنی کا عظیم مینار ہے۔

اسی لئے میں آپ کے سامنے پڑوسی کے متعلق سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ کے ارشادات کا ایک حسین گلدستہ پیش کرتا ہوں جس سے تمام معاشرہ معطر ہو جائے گا۔

پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے کی تاکید:

سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ......

قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُحْسِنْ

جَارَہٗ (بخاری)

''نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ قیامت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔''

☆ ایمان باللہ۔

☆ آخرت پر یقین کے بعد ہمسایہ کے حقوق کا ارشاد فرمایا گیا۔

☆ ہمسایہ! کو مومن کی زندگی کا مربوط حصہ قرار دیا۔

☆ ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک کا ارشاد فرمایا۔

حسن سلوک کیا ہے؟

☆ ہمسایہ کے گھر کی خبر گیری۔

☆ اس کے دکھ سکھ میں شریک ہونا۔

☆ اس کی چھوٹی موٹی ضروریات کا خیال رکھنا۔

☆ اس کے گھر میں گندگی کوڑا کرکٹ نہ پھینکنا۔

☆ اس کے بچوں کو گھر آنے سے نہ روکنا۔

☆ آگ، پانی، آٹا، روٹی، سالن اور ضروریات زندگی میں تعاون سے گریز نہ کرنا۔

میں کہتا ہوں کہ اگر قانون کی دنیا میں خلا بھی ہو اور اس قسم کا اخلاقی قانون نہ بھی موجود ہو تو تب بھی اسلام کی ان سنہری ہدایات پر عمل کیا جائے تو معاشرے میں محبت اور باہمی اعتماد کی فضا کا ایک ایسا حلقہ بن جائے گا جس پر دنیا جہان رشک کرے گا۔

رسول اللہ ﷺ کی سخت وارننگ:

مسلمان پر پڑوسی کا حق اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ نہایت ہی عجیب انداز سے فرمایا کہ......

وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ ......وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ ...... وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ

خدا کی قسم! وہ شخص کامل ایمان دار نہیں۔
خدا کی قسم! وہ شخص کامل ایمان دار نہیں۔
خدا کی قسم! وہ شخص کامل ایمان دار نہیں۔

قِیْلَ مَنْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! وہ کون شخص ہے جس کا ایمان کامل نہیں۔

تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ......

اَلَّذِیْ لَا یُؤْمِنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ (مشکوٰۃ)

یعنی اس شخص کا ایمان کامل نہیں جس کا پڑوسی اس کے ظلم اور شر سے بے خوف نہ ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ......

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَا یَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ

یعنی وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا پڑوسی اس کے مظالم سے بے خوف نہ ہو۔

حضرات گرامی!

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی واضح ہے۔

☆ ایک ہوتا ہے پڑوسی سے حسن سلوک۔
☆ ایک ہے پڑوسی کے ساتھ برا سلوک۔

برا سلوک یہ ہے کہ......

☆ اس کے گھر میں پانی پھینکنا......کوڑا پھینکنا...... ہمہ وقت شور ہنگامے سے اس کے گھر کا سکون تباہ کرنا۔

مثلاً ریڈیو، ٹی وی کی آواز سے اس کے سکون کو برباد کرنا راتوں کی نیند برباد کرنا۔

رات گئے تک اونچی آواز سے اپنے گھر میں مجلسیں جمائے رکھنا۔

اگر ملاں ناراض نہ ہوتو اس کے لئے بھی عرض کردو کہ رات گئے تک لاؤڈ سپیکر کھول کر غزلیں پڑھنا اور غیر شرعی اشعار سے ہمسایوں کا سکون برباد کرنا۔

اس قسم کی تمام باتیں برے سلوک کے زمرے میں آتی ہیں اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ کے ہاں کبھی کامل ایمان رکھنے والا نہیں ہوسکتا۔

دورِ حاضر کا بدترین ہمسایہ:

بڑے بڑے محل خوب صورت بنگلے خوشنما فلک بوس سنگ مرمر کی عمارتوں کا مکین تو اس قدر شرم وحیاء سے عاری ہوگیا ہے کہ اس کا خون اس قدر سفید ہوگیا ہے کہ اس کو ہمسایہ کے گھر جنازے میں شرکت سے بھی گریز ہے اس کا اپنا مرتا ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ پورا علاقہ اس کے گھر اس کی دلداری کے لئے آئے اس کی تصویریں اتریں حکام اور تاجر اور وڈیرے اس کے گھر آئیں۔

مگر غریب کے گھر موت ہو جائے تو اس کی گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی اس طرح دروازے سے نکل جاتی ہے جس طرح حیا وشرم اس کے دل سے نکل جاتی ہے۔

اس کو نہ تو خدا کا خوف ہے اور نہ ہی معاشرے کا خوف ہے اس کی دولت ہی اس کے لئے سب کچھ ہے اور وہی اس کی زندگی کا قیمتی اثاثہ ہے۔

''ہمسایہ'' اس کی لغت میں کوئی لفظ نہیں ہے۔

غریب اس کی کسی کتاب کا ورق نہیں۔

وہ حسن اور سلوک کا معنیٰ ہی نہیں جانتا۔

وہ کسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا جانتا ہی نہیں۔

برتاؤ ہی نہیں اچھا تو بعد کی بات ہے۔

اسی کو سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسا شخص کامل ایمان دار نہیں۔ ایسے ہی لوگوں پر جنت کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے جن کی زندگی میں انسانیت اور رواداری اور

اخلاق نام کی کوئی چیز نہیں ہے اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہمیں محفوظ فرمائے۔

رحمت دو عالم ﷺ نے اچھے اور برے ہونے کا معیار ہمسایوں کی رائے کو قرار دیا ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ تمہارے اچھے اور برے ہونے کا فیصلہ تمہارے ہمسائے کی رائے کے مطابق کیا جائیگا چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ

عن ابن مسعودؓ قَالَ رجلٌ للنبی ﷺ یارسول الله کَیْفَ لِیْ اَنْ اَعْلَمَ اِذَا اَحْسَنْتُ اَوْاِذَا اَسَأْتُ فَقَالَ النَبِی صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتَ جِیْرَانَكَ یَقُوْلُوْنَ قَدْ اَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ وَاِذَا سَمِعْتَ هُمْ یَقُوْلُوْنَ قَدْ اَسَأْتَ فَقَدْ اَسَأْتَ ○

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ! مجھے کیسے معلوم ہو کہ میں نے اچھا کام کیا ہے اور اب برا کام کیا ہے!۔

آپ نے فرمایا جب تم پڑوسیوں کو کہتے سنو تم نے اچھا کام کیا ہے تم تم سمجھ لو کہ تم نے اچھا کام کیا ہے اور جب تم انہیں یہ کہتے سنو کہ تم نے برا کام کیا ہے تو سمجھ لو کہ تم نے برا کام کیا ہے۔(ابن ماجہ)

☆ گویا تمہارے اچھے اور برے کام کی کسوٹی تمہارے ہمسائے کی رائے کو قرار دیا ہے تمہاری اچھائی کی خوشبو ہمسائے کے گھر پہنچ جاتی ہے اور وہاں سے پورے محلے میں پھیل جاتی ہے اس طرح پورا محلّہ تمہارے متعلق اچھی رائے قائم کرلیتا ہے۔

اسی طرح تمہاری برائی کی بدبو بھی تمہارے قرب وجوار سے نکل کر تمہارے محلے میں تمہارے علاقے میں پھیل جاتی ہے اس لئے لوگوں میں تمہیں برا سمجھا جانے لگتا ہے۔سبحان اللہ

کس انداز سے ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اچھا سلوک ہر وہ کام ہے جو ہمسائے کو خوش کردے اور برا سلوک ہر وہ کام

ہے جو ہمسائے کے لئے راحت کے خلاف ہو۔

یہ ذمہ داری دوطرفہ ہے ہمسائے کے لئے بھی لازم ہے کہ وہ آپ کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرے جس طرح وہ آپ سے توقع رکھتا ہے

جبریل امین ہمسایہ سے حسن سلوک کی تاکید کرتے ہیں:

رحمت دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ......

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مازَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِى بِالْجَلِى حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّ ثُهٗ ٥

’’نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ السلام اس قدر ہمسائے کے بارے میں تاکید کرتے رہے کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ وہ ہمسائے کو وراثت میں شریک کردیں گے۔‘‘

☆ معلوم ہوا کہ ہمسایہ اس قدر آپ کی محبت اور اچھے برتاؤ کا مستحق ہے جس طرح آپ کے قریبی رشتے دار ہوتے ہیں۔

ہمسائے کی خدمت اللہ تعالیٰ کا قُرب عطا کرتی ہے:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا......

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَيْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ تعالىٰ خَيْرُ هُمْ لِصَاحِبِهٖ وَ خَيْرُ الْجِيْرَا نِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالىٰ خَيْرُ هُمْ لِجَارِ هٖ (ترمذی)

’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین دوست وہ ہیں جو اپنے دوستوں کے لئے بہترین ہیں اور بہترین پڑوسی خدا کے نزدیک وہ ہیں جو اپنے پڑوسیوں کے نزدیک بہترین ہیں۔‘‘

پڑوسی کو تکلیف نہ دی جائے:

عَن ابی هریرۃ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِ جَارَہٗ۔

(بخاری ومسلم)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جوشخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پر یقین رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو نہ ستائے۔''

حضرات گرامی!

میں نے تفصیل سے ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کیلئے قرآن وسنت کے احکامات وارشادات آپ کی خدمت میں پیش کردیئے ہیں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان ارشادات عالیہ پرعمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔اور ہماری زندگی کا وہ نقشہ بن جائے جو اللہ تعالیٰ اور آپ کے پیارے رسول(ﷺ) کو پسند ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر نمبر ۱۸

جہاد فی سبیل اللہ اور اس کی اہمیت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۝ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ......اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَاَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَیَقۡتُلُوۡنَ وَ یُقۡتَلُوۡنَ وَعۡدًا عَلَیۡہِ حَقًّا فِی التَّوۡرٰۃِ وَ الۡاِنۡجِیۡلِ وَالۡقُرۡاٰنِ ۝ (پ۱۱ سورہ توبہ)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور مال جنت کے عوض خرید لئے ہیں مومنین راہ خدا میں لڑیں گے اس طرح کہ وہ کافروں کو قتل کریں گے اور خود بھی شہید ہو کے رہیں گے یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے تورات اور انجیل اور قرآن مجید میں۔''

حضرات گرامی!

اسلام میں جہاد خصوصی اہمیت کا حامل ہے اور یہ مسلمانوں کا وہ قیمتی سرمایہ ہے جسے قیامت تک مسلمان حرز جان بنائے رکھیں گے۔ جب تک مسلمانوں میں جذبہ جہاد موجود ہے مسلمان غلبہ پاتے رہیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنی نصرت اور رحمت کاملہ سے سرفراز فرماتے رہیں گے۔

''جہاد'' کا لفظ اگرچہ وسیع مفہوم رکھتا ہے اس میں جہاد بالعلم جہاد بالنفس۔ جہاد بالمال اور اس قسم کے کئی معانی شامل ہیں مگر ان میں سب سے زیادہ اہم اور مشکل جہاد کی وہ شکل ہے جو مسلمان اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر کافروں کے مقابلے میں لڑائی کے وقت کرتا ہے وہاں جہاد و

قتال کی شکل اختیار کر جاتا ہے کافروں سے لڑنا اور اپنی جان کی پرواہ کرتے ہوئے اپنی جان کی بازی لگا دینا سر کٹا لینا اور کفر کو نیست و نابود کرنے کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دینا، جہاد کا سب سے بڑا مرتبہ اور مقام ہے اور اس پر قرآن حکیم اور احادیث کا عظیم ذخیرہ موجود ہے جو اہمیت جہاد کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

خطیب کہتا ہے:

اندازہ لگائیں کیسی منڈی ہے؟

☆ خریدنے والا اللہ۔

☆ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانیں اور مال سرمایہ۔

☆ منڈی مکہ......مدینہ۔

☆ قیمت......جنت۔ سبحان اللہ

مال کی قربانی بھی آسان

سونے چاندی کی قربانی بھی آسان مگر......

☆ جان کی قربانی......مشکل......مشکل......مشکل۔

گلا کٹا دو

جسم ٹکڑے ٹکڑے کرا دو

چمڑی اتروا دو

جلتے ہوئے تیل کی نذر ہو جاؤ

انگاروں کی تپش اور تیزی اپنے جسم کی چربی سے ٹھنڈی کر دو۔

کلیجہ چبانے کے لئے دشمن کے حوالے کر دو۔

آنکھوں کی پتلیاں نکلوانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

جسم زخموں سے چور چور کرا دو۔

☆ صد آفرین ان مسلمانوں کے

ان نوجوانوں کے

ان اصحابِ رسول کے پروانوں کے............کہ

انہوں نے سب کچھ رضائے الٰہی کے لئے کر دکھایا

اب جنت نہ ملے تو اور کیا ملے؟

میں تو کہوں گا کہ

جنت خود ہاتھ جوڑ کے قربانی کے بادشاہوں کے دروازے پر کھڑی ہو جائے گی کہ اپنے مبارک قدموں سے مجھے سرفراز فرمادو۔

☆ مجھے جنت بنادو۔

میرے بازو آپ کے لئے کھلے ہیں۔

آیئے اور آرام فرمایئے۔

یہ اجر، یہ عظمت، یہ رفعت صرف اور صرف ان مومنین کو حاصل ہوگی، جنہوں نے اپنی جان اس جان آفریں کے سپرد کر دی۔

............سُبْحَانَ اللّٰہ............

یہی جہاد کی آخری منزل ہے اور اسی کی لذت شناسی کے لئے بڑی سے بڑی شخصیات مضطرب اور بے قرار رہیں۔

رضائے خداوندی کا سرٹیفکیٹ مل گیا:

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ ۝ (سورۃ فتح)

’’یقیناً اللہ راضی ہوگیا مومنین سے جو وہ آپ کے دست مبارک پر

بیعت کررہے تھے۔“

یہ بیعت جہاداور مشرکین کے مقابلہ کی تھی جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی جان کی بازی لگا کر دنیائے کفر کے سامنے ڈٹ جانے کا پیغمبر ﷺ کے ہاتھ پر وعدہ کیا تھا۔

معلوم ہوا کہ جہاداس قدر پسندیدہ عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے تن من دھن کی بازی لگانے کا ارادہ کرنے والوں کو اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ دے دیا۔اب ہمیں بھی رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے جہاد میں عملی حصہ لینا چاہئے۔ جہاد ہی سے مسلمانوں کی عظمت رفتہ کو بحال کیا جاسکتا ہے۔

نجات کا عظیم ذریعہ! خدا کے ہاں منافع بخش تجارت جہاد کرنا ہے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشادفرمایا ہے کہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبَكُمْ وَ يُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ (پ۲۸ سورۃ الصّف)

”اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے گی۔تم اللہ اوراس کے رسول پر ایمان لے آؤ اورراہ خدا میں اپنی جان و مال سے لڑو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہوگا۔اگرتم جانتے ہو۔اللہ تمہارے گناہوں سے درگزرکرے گا اورتمہیں

ایسی بہشت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ہمیشہ رہنے والے بہترین بنگلے دے گا اور یہی عظیم کامیابی ہے۔''

خطیب کہتا ہے کہ

مجاہدین کے ساتھ خدائی وعدے!

- یَغْفِرْلَکُمْ مِنْ ذُنُوْبِکُمْ۔

گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

جنت کے باغ تمہارے لئے تسکین کا باعث ہوں گے۔

جنت کی نہریں تمہاری آنکھوں کی فرحت کا سامان ہوں گی۔

- مَسٰکِنَ طَیِّبَۃً۔

تمہارے لئے عام بنگلے نہیں ہوں گے...... بلکہ طَیِّبَۃً۔

تم بھی پاک اور تمہارے بنگلے بھی پاک۔

- جَنّٰتِ عَدْنٍ

جنت کی الاٹ منٹ تمہارے لئے ابدی اور دائمی ہوگی۔

مجاہدین بلند منصب پر فائز ہوں گے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مجاہدین اور غیر مجاہدین کا فرق بیان فرمایا ہے اور مجاہدین کے مرتبے اور مقام کو غیر مجاہدین سے بلند و بالا قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ

لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَ الْمُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاھِدِیْنَ بِاَمْوَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ دَرَجَۃً○

''مسلمانوں میں سے جو لوگ کسی عذر کے بغیر گھر بیٹھ کر جہاد میں

حصہ نہیں لیتے اور وہ لوگ جو راہ خدا میں لڑتے ہیں۔ برابر نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے راہ خدا میں لڑنے والوں کے درجات بلند کئے ہیں بیٹھنے والوں سے۔''

خطیب کہتا ہے!

مجاہد اور قاعد برابر نہیں ہیں۔

مجاہد اور قاعد میں بے حد فرق ہے۔

مجاہد......اور......قاعد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

گھر بیٹھ کر فلسفے بگھارنے والا میدان جہاد میں جان ہتھیلی پر رکھ کر آگے بڑھنے والا ایک جیسا نہیں ہوسکتا۔

یہ خدائی فیصلہ ہے

یہ مصطفائی فیصلہ ہے

یہ ابدی اور ازلی فیصلہ ہے

اس فیصلہ کو نہ جھٹلایا جاسکتا ہے اور نہ ہی دبایا جاسکتا ہے۔

مظلوموں کی اعانت کیلئے جہاد کرو:

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝ (پ۵ سورنساء)

''اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ راہ خدا میں نہیں لڑتے ہو کمزور مردوں عورتوں اور بچوں کی رہائی کے لئے جو کافروں کے ظلم کے پنجے میں پھنس کر رہ گئے ہیں جو پکار کر کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے

نکال دے جس کے باشندے بڑے ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنی جانب سے حمایتی پیدا فرما اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی مددگار پیدا فرما۔‘‘

خطیب کہتا ہے!

ظالم کا ہاتھ توڑنے کیلئے
آمر کا نظام پھوڑنے کیلئے
مظلوموں کو سر بلند کرنے کیلئے
ظالموں کا سر قلم کرنے کیلئے
رب کی دھرتی پر کفر کا سیلاب روکنے کیلئے
رب کی دھرتی سے نظام کفر کو تہس نہس کرنے کیلئے
......اسلام کا نظام جہاد نہایت ضروری ہے......
جو اکڑی ہوئی گردنوں کو
جو تنے ہوئے جسموں کو
خدا کی دھرتی سے پاک صاف کردے
کمزور اور ناتواں لوگوں کو خدا کی دھرتی پر
سکون اور اطمینان کی فضا مہیا کردے

حضور ﷺ کو جہاد کا حکم:

جہاد اس قدر عظیم فریضہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سرور کائنات ﷺ کو خاص طور پر جہاد کا حکم دیا ہے چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ

فَقَاتِلْ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ۔ (پ۵ سورہ نساء)

’’سو آپ بذاتِ خود اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑائی کریں۔ آپ پر آپ کے نفس کے سوا کسی کی ذمہ داری نہیں۔‘‘

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب پاک ﷺ کو کافروں کے خلاف مسلمانوں کولڑنے کیلئے آمادہ کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ

وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ (پ۵سورہ نساء)

''اورمؤمنوں کوراہ خدامیں لڑنے پرآمادہ کرو۔''

کافروں کے خلاف مسلمانوں کولڑنے کاحکم:

قرآن حکیم میں مسلمانوں کومختلف مقامات پر کافروں کے خلاف لڑنے کا حکم دیا گیا ہے چندآیات ملاحظہ فرمائیں:

قَاتِلُوْا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ لَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حَتّٰى یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَدٍ وَّ هُمْ صَاغِرُوْنَ (پ۱۰سورہ توبہ)

''ان لوگوں سے قتال کروجواللہ اورآخرت پرایمان نہیں لائے اورنہ ان چیزوں کوحرام سمجھتے ہیں جن کواللہ اوراس کے رسول نے حرام کیا ہے اوردین حق قبول نہیں کرتے ہیں جواہل کتاب ہیں یہاں تک کہ ان کا زور ٹوٹ جائے اورجزیہ دینے لگیں۔''

ایک مقام پرقرآن مجید میں ارشاد ہے کہ

قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ یَكُوْنَ الدِّیْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ

(پ۹سورۃ انفال)

''تم ان کافروں سے لڑو یہاں تک کہ کافروں کا فتنہ باقی نہ رہے اور

اللہ کے قانون کو برتری حاصل ہو جائے۔“

ایک مقام پر ارشاد ہے کہ

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ٥ (پ۱۰ سورہ توبہ)

”اور سب مشرکین سے لڑائی کرو جیسے کہ وہ تم سب سے لڑائی کرتے ہیں۔“

مجاہدین پر انعامات کی بارش:

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ٥ (پ۱۰ سورہ توبہ)

”ان کافروں سے لڑو تا کہ اللہ انہیں تمہارے ہاتھ سے عذاب دیں اور انہیں رسوا کریں اور تمہیں ان پر غلبہ دیں اور مسلمانوں کے دلوں کو ٹھنڈا کر دیں اور ان کے دلوں سے غصہ دور کر دیں اور اللہ جسے چاہے توبہ نصیب فرمائے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔“

خطیب کہتا ہے!

کفر کو سزا دینا قانون فطرت ہے۔

کافروں کو سزا مجاہدین کے ہاتھوں سے دلائی جائے گی۔

تا کہ معلوم ہو جائے کہ قانون خدا کا ہوگا............اور

نافذ مجاہدین کریں گے۔

عزت مجاہدین کے حصے میں آئے گی............اور

ذلت کافروں کے حصے میں آئے گی

نصرت خداوندی کا اعزاز مجاہدین کو حاصل ہوگا۔

ہاتھ مجاہدین کا............نصرت میرے خدا کی۔

مشکل کشا خدا ہوگا۔

ناصر خدا ہوگا............اور

مشکل مجاہدین کی حل کی جائے گی۔

غالب مجاہدین ہوں گے............اور

مغلوب کافرین ہوں گے۔

مسلمان مجاہدین کے دل ٹھنڈے کر دیئے جائیں گے۔

غصہ نکال کر اطمینان وسکون عطا کر دیا جائے گا۔

خدائی رحمتوں کے مرکز مجاہدین بن جائیں گے

مجاہدین کو سکینت کی صورت میں خدائی تحفہ عطا کیا جائے گا۔

جہاد قیامت تک جاری رہے گا:

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ○

''جہاد (کافروں کے خلاف) قیامت تک جاری رہے گا۔

جب تک مسلمانوں کے پاس جہاد جیسا ہتھیار موجود رہے گا کفر پر مسلمانوں کا رعب اور دبدبہ رہے گا......یہی وجہ ہے کہ آج پوری دنیا کے کفر مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے۔ انہیں اس بات کا خوف رہتا ہے کہ کسی نہ کسی دن مسلمان ضرور جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر دنیائے کفر کو نیست ونابود کر دیں گے۔

اے کاش! عالم اسلام کے زعماء اسلام کے فلسفہ جہاد کو اپنا کر پوری دنیا پر اپنا دبدبہ قائم کر دیں۔

مجاہدین قیامت تک علمِ جہاد بلند رکھیں گے:

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَنْ یَّبْرَحَ ھٰذَا الدِّیْنُ قَائِمًا یُقَاتِلُ عَلَیْہِ عِصَابَۃٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ (مسلم شریف)

’’رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت ہمیشہ جہاد کرتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو۔‘‘

رسول اللہ ﷺ کی تمنائے شہادت:

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُّ اَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیٰ ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْیٰ ثُمَّ اُقْتَلَ۔ (مسلم)

’’اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں اس بات کو بہت پسند کرتا ہوں کہ خدا کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں۔‘‘

خطیب کہتا ہے!

- ☆ یاری اسی کو کہتے ہیں۔
- ☆ محبوب پر قربان ہو جانا۔
- ☆ جان فدا کر دی جائے۔
- ☆ خدا کی وحدانیت پر قربان۔

☆ خدا کی ربوبیت پر قربان۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا
یہ شہادت گہ اُلفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

توحید خداوندی:

سب سے مقدس عقیدہ!

جسم رحمت دو عالم، پوری کائنات کی عظمتوں کا پیکر ﷺ فرماتے ہیں کہ اس عظیم جسم کو اس عظیم عقیدے پر قربان کرنا عین منشائے نبوت ہے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا مرے لئے ہے

مدنی زندگی پوری عمل جہاد سے مرکب ہے:

کتنے ہی ایسے معرکے ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ بذاتِ خود شریک ہوئے ہیں۔ غزوۂ اُحد میں تو آپ زخمی ہوگئے اور پورا جسم زخموں کے خون سے رنگین ہوگیا۔ ''غزوات'' ان معرکوں کو کہا جاتا ہے جن میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس خود شامل ہوئے جن سے معلوم ہوتا ہے اسلام کے لئے لڑنا اور جان کی بازی لگانا سنتِ رسول اللہ ﷺ ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہزاروں کی تعداد میں معرکہ ہائے جہاد میں شریک ہوئے اور شہید ہوئے۔ شہادت فی سبیل اللہ اسلام کا ایک سنہری باب ہے۔ جہاد کے معنی جدوجہد اور کوشش کے ہیں۔

دین کے جتنے شعبوں میں بھی کوشش کی جائے گی یقیناً اس کا بے حد اجر وثواب

ہوگا............مگر جہاد کی آخری قسم قتال فی سبیل اللہ ہے۔

لڑائی کفر سے

لڑائی شرک سے

لڑائی دین دشمنوں سے

ایسا گروہ ہی اللہ اور رسول کی ان بشارات کا مستحق ہے جو قتال کی آیات اور احادیث میں بیان فرمائے ہیں۔

اس دور میں جہاد نے اپنی عظمت کا لوہا افغانستان میں منوالیا ہے اور روس جیسی سپر طاقت کو صفر بنا کر رکھ دیا اور ثابت کر دیا کہ آج بھی اگر مجاہدین کی ان درخشندہ صفات کو اپنا لیا جائے تو دنیا اسلام کی روشنی سے مستفیز ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہاد کی حقیقی لذتوں سے آشنا فرمادے۔آمین

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں آسمان سے قطار اندر قطار اب بھی

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تقریر نمبر ۱۹

فضائلِ اعتکاف

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ! اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ …… بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ …… عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کَانَ يَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ۝ (بخاری۔ مسلم)

’’حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔ وفات تک آپ کا یہ معمول رہا۔ آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہراتؓ اہتمام سے اعتکاف کرتی رہیں۔‘‘

حضرات گرامی!

رمضان المبارک اور بالخصوص اس کے آخری عشرہ کے اعمال میں سے ایک اعتکاف بھی ہے۔ اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ ہر طرف سے یکسو اور منقطع ہو کر بس اللہ سے لو لگا کے اس کے در پر (یعنی کسی مسجد کے کونہ میں) پڑ جائے اور سب سے الگ تنہائی میں اس کی عبادت اور اسی کے ذکر و فکر میں مشغول رہے۔

یہ خواص (بلکہ اخص الخصوص ہے اس عبادت کے لئے بہترین وقت رمضان المبارک اور خاص کر اس کا آخری عشرہ ہی ہوسکتا ہے اسی کو اس کے لئے انتخاب کیا گیا۔

نزول قرآن سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مبارک میں

سب سے یکسو اور الگ ہو کر تنہائی میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر وفکر کا جو بے تابانہ جذبہ پیدا ہوا تھا جس کے نتیجہ میں آپ کئی ماہ تک غارِ حرا میں خلوت گزینی کرتے رہے۔ یہ گویا کہ آپ کا پہلا اعتکاف تھا اور اس اعتکاف ہی میں آپ کی روحانیت اس مقام تک پہنچ گئی تھی کہ آپ پر قرآن مجید کا نزول شروع ہو گیا چنانچہ حرا کے اس اعتکاف کے آخری ایام میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حامل وحی فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام سورہ اقراء کی ابتدائی آیتیں لے کر نازل ہوئے۔ تحقیق یہ ہے کہ یہ رمضان المبارک کا مہینہ اور اس کا آخری عشرہ تھا اور وہ رات شبِ قدر تھی اس لئے بھی اعتکاف کے لئے رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا انتخاب کیا گیا۔

روح کی تربیت وترقی اور نفسانی قوتوں پر اس کو غالب کرنے کے لئے پورے مہینے رمضان کے روزے تو تمام افراد امت پر فرض کئے گئے۔ گویا کہ اپنے باطن میں ملوکیت کو غالب بہیمیت کو مغلوب کرنے کے لئے اتنا مجاہدہ اور نفسانی خواہشات کی اتنی قربانی تو ہر مسلمان کے لئے لازم کر دی گئی کہ وہ اس پورے محترم اور مقدس مہینے میں اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی عبادت کی نیت سے دن کو نہ کھاوے نہ پیوے اور اسی کے ساتھ ہر قسم کے گناہوں بلکہ فضول باتوں سے بھی پرہیز کرے اور یہ پورا مہینہ ان پابندیوں کے ساتھ گزارے۔

پس یہ تو رمضان المبارک میں روحانی تربیت وتزکیہ کا عوامی کورس مقرر کیا گیا اور اس سے آگے تعلق باللہ میں ترقی اور ملاء اعلیٰ سے خصوصی مناسبت پیدا کرنے کے لئے اعتکاف رکھا گیا۔

اس اعتکاف میں اللہ کا بندہ سب سے کٹ کر اور سب سے ہٹ کر اپنے مالک و مولیٰ کے آستانے پر اور گویا کہ
اسی کے قدموں میں پڑ جاتا ہے۔

اس کو یاد کرتا ہے۔

اس کے دھیان میں رہتا ہے۔

اس کی تسبیح وتقدیس کرتا ہے۔

اس کے حضور میں توبہ واستغفار کرتا ہے۔

اپنے گناہوں اور قصوروں پر روتا ہے............اور

رحیم وکریم مالک سے رحمت ومغفرت مانگتا ہے۔

اس کی رضا اور اس کا قرب چاہتا ہے۔

اسی حال میں اس کے دن گزرتے ہیں............اور

اسی حال میں اس کی راتیں گزرتی ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی بندے کی اور کیا سعادت ہوسکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ اہتمام سے ہر سال رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے تھے بلکہ ایک سال کسی وجہ سے رہ گیا تو اگلے سال آپ نے دو عشروں کا اعتکاف فرمایا:

میں نے خطبہ کے ابتداء میں جو حدیث پاک پڑھی ہے۔اس میں نبی اکرم ﷺ کے رمضان شریف میں اعتکاف کے معمول کا تذکرہ ہے۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ہر سال اعتکاف کی لذت اٹھایا کرتے تھے۔

آخری عشرہ کا اعتکاف آپ کا معمول تھا:

سرکارِ دو عالم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ہر سال اعتکاف بیٹھتے تھے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ عَامًا فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ ۝ (ترمذی)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ایک سال آپ اعتکاف نہیں کر سکے تو اگلے سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔''

خطیب کہتا ہے!

☆ بیس دن سب سے رشتہ توڑا۔
رب سے رشتہ جوڑا۔

☆ بیس دن سب سے کٹ گئے
سب سے ہٹ گئے

☆ صرف اور صرف معرفت توحید کے سمندر میں غوطہ زن رہے۔

☆ اپنے لئے مانگا............اور
امت کے لئے مانگا

☆ اپنے لئے روئے............اور
امت کے لئے روئے

☆ رات دن اسی کے دروازے کے ہورہے

☆ رات دن قرآن کی تلاوت سے
زبان ودل کو تازہ رکھا

☆ انہی خلوتوں نے

رازونیاز کے دریچے کھول دیئے

☆ سینہ انوارات ربانی کا خزینہ بن گیا۔

یہی ہے اعتکاف

یہی ہے عروج کی انتہا

یہی ہے معرفت الٰہی کا زینہ

یہی ہے عبادت الٰہی کا قرینہ

نہ معلوم ان خلوتوں سے کیا کیا جلوتیں میسر آئیں

اعتکاف میں کون کون سی باتیں ممنوع ہیں:

سرکارِدوعالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ السُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ اَنْ لَّا يَعُوْدَمَرِيْضًا وَ لَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَ يَمَسَّ الْمَرْأَةَ وَ لَا يُبَاشِرُ هَا وَلَا يَخْرُجُ لِحَاجَةٍ اِلَّا بِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا اعْتِكَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اِعْتِكَافَ اِلَّا فِيْ مَسْجِدٍ جَامِعٍ۔

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ معتکف کے لئے شرعی دستوراور ضابطہ یہ ہے کہ وہ نہ مریض کی عیادت کو جائے نہ نماز جنازہ میں شرکت کے لئے باہر نکلے نہ عورت سے صحبت کرے نہ بوس و کنار کرے اوراپنی ضرورتوں کے لئے بھی مسجد سے باہر نہ جائے۔سوائے ان حاجتوں کے جو ناگزیر ہوں جیسے پیشاب وغیرہ اوراعتکاف روزہ کے ساتھ ہونا چاہئے بغیر روزہ کے اعتکاف نہیں اور ایسی مسجد میں ہونا چاہئے جہاں جماعت ہوتی ہو۔''

معتکف کا ثواب بڑھ جاتا ہے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاس ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی الْمُعْتَکِفِ ھُوَ یَعْتَکِفُ الذُّنُوْبَ وَیُجْرِیْ لَہٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ کَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ کُلِّھَا۔ (ابن ماجہ)

’’حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ اعتکاف کی وجہ سے اور مسجد میں مقید ہونے کی وجہ سے گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کا نیکیوں کا حساب ساری نیکیاں کرنے والے بندے کی طرح جاری رہتا ہے اور نامہ اعمال میں لکھا جاتا رہتا ہے۔‘‘

......خطیب کہتا ہے......

جنازہ میں شرکت نہ کرسکا

مریض کی عیادت نہ کرسکا

یتیم کی خدمت کے لئے باہر نہ جاسکا

کسی بیوہ اور معذور کی خدمت کے لئے باہر نہ جاسکا

......تو......

اسے مسجد میں بیٹھے بٹھائے ثواب ملتا رہے گا

اعتکاف نے اس کیلئے

خدا کی رحمتوں کے دروازے کھول دیئے

......کیوں نہ ہو......

بیٹھا کس سخی کے دروازے پر ہے

بیٹھا کس داتا کے دروازے پر ہے

بیٹھا کس مولیٰ کے دروازے پر ہے

جس کے دروازے کھلے ہیں ہر گدا کے واسطے

............سبحان اللہ............

مانگنا تیرا کام

عطا کرنا میرا کام

بلکہ یہاں تو کمال ہوگئی

بن مانگے عطا ہوا

بغیر سوال کے جھولیاں بھر دی گئیں

......آؤ......

منگتو اس سخی کے در پر

ڈیرے جما کر بیٹھ جائیں

پھر دیکھو

کیسے دیتا ہے

تھوک اور پرچون ہر چیز دے گا

بے حساب دے گا

اور بلا قیمت دے گا

......سبحان اللہ......

سیدہ عائشہ صدیقہؓ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں کنگھی کرتی تھیں:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَکَفَ اَدْنٰی اِلَیَّ رَاسَہٗ وَ ھُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَاُرَجِّلُہٗ وَ کَانَ لَا یَدْخُلُ الْبَیْتَ اِلَّا لِحَاجَۃٍ۔ (بخاری۔مسلم)

’’حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب اعتکاف کی حالت میں ہوتے تو اپنا سر میری طرف جھکا دیتے پس میں کنگھی کر دیتی اور آپ انسانی ضرورت کے بغیر گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے۔‘‘

خطیب کہتا ہے!

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف کے دوران سر میں کنگھی مجھ سے کراتے تھے۔

سر مصطفیٰ ﷺ کا ہاتھ عائشہؓ رضی اللہ عنہا کا

دل نواز گیسو مصطفیٰ کے اور خوش نصیب کنگھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی

یہ خدا کی عطا ہے

مصطفیٰ ﷺ کی ادا ہے

اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی مدعا ہے

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اعتکاف کی خلوتوں میں مصطفیٰ ﷺ کی خدمت نصیب ہوئی

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غار کی خلوتوں میں خدمت مصطفیٰ ﷺ نصیب ہوئی

خدا کا گھر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا گھر ساتھ ساتھ تھا

صرف دیوار کا فاصلہ تھا

خدا کے گھر سے نکلو تو عائشہ رضی اللہ عنہا کا گھر

عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلو تو خدا کا گھر

ایک گھر میں خدا کے جلوے

ایک گھر میں مصطفیٰ ﷺ کے جلوے

کیوں دشمنِ عائشہ رضی اللہ عنہا .... تجھے عقل آئی کہ نہیں

یہ رحمتوں کے جلوے دیکھے تو نے

......یا......

ہجرت کی رات سے آج تک تیری نظر کا اندھا پن برابر چل رہا ہے

حضرات گرامی! میں نے سرکار دو عالم ﷺ کی مبارک سیرت سے آپ کے سامنے رمضان المبارک میں اعتکاف کی سنت کا تذکرہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مجھے ان سعید راتوں میں اعتکاف جیسی روح پرور سنت سے سرفراز ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر نمبر ۲۰

صحابہ کرامؓ اور نظر نبوت

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ۔ اَمَّا بَعۡدُ! اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ …… بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ …… لَا تَمَسَّ النَّارُ مُسۡلِمًا رَاٰنِیۡ اَوۡرَاٰی مَنۡ رَاٰنِیۡo (ترمذی)

’’آتش دوزخ اس مسلمان کو نہیں چھو سکتی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا ہو۔‘‘

حضراتِ گرامی!

آگ کی فطرت میں جلانا رکھا گیا ہے جو چیز اس کے سامنے آئے گی آگ اس کو جلا کر راکھ کر دے گی۔ اسے خاکستر کر دیا جائے گا۔

☆ کپڑا آئے گا جل جائے گا۔

☆ لکڑی آئے گی جل جائے گی۔

☆ آدمی آئے گا جل جائے گا۔

☆ نباتات آئیں گے جل جائیں گے۔

☆ جمادات آئیں گے جل جائیں گے۔

آگ کی عادت ہی جلانا ہے اور آگ کی فطرت ہی جلانا ہے، مگر جس قدرت نے اس میں جلانے کی تاثیر رکھی ہے وہی قدرت اس سے جلانے کی تاثیر سلب کر سکتی ہے اور اس کی عادت کو بدل سکتی ہے اور اس کی اس قوت کو ختم کر کے اس میں برودت اور ٹھنڈک پیدا کر سکتی ہے۔

آگ کی اسی عادت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی یاروں کے لئے بدل دیا اور اپنے پیاروں

کے لئے بدل دیا اور اس کو ایک آرڈر دیا جو آج بھی قرآن حکیم کی ٹیپ ریکارڈ میں موجود و محفوظ ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نارِ نمرود:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب نمرود اور اس کے درباریوں کے سامنے کلمۂ حق کہا اور توحید کے دلائل سے پوری قوم کو عاجز اور ساکت فرما دیا تو قوم حضرت ابراہیمعلیہ السلام کو معقول جواب دینے کی بجائے آپ کے خلاف تشدد اور غنڈہ گردی کا بازار گرم کر دیتی ہے۔نمرود اور اس کے حواریوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ایک بہت بڑی چخہ تیار کرائی۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی نذر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِيْنَ o قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ o وَ اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ o (پ ۱۷ سورہ انبیاء)

’’اور وہ لوگ بولے انہیں تو جلا دو اور اپنے ٹھاکروں کا بدلہ لے لو۔اگر تمہیں کچھ کرنا ہے۔ہم نے حکم دیا اے آگ تو ٹھنڈی اور بے گزند ہو جا ابراہیم کے حق میں اور لوگوں نے ان کے ساتھ سازش کرنا چاہی تھی ہم نے اس کو ناکام بنا دیا۔‘‘

خطیب کہتا ہے!

اللہ تعالیٰ نے آرڈی ننس جاری کر دیا کہ

اے آگ خبردار
تو ہے نار
یہ ہے میرا یار
اس کو نہ مار

اس سے ہے میرا پیار

یٰنَار............اس سے کر پیار

یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ

○ بَــرْدًا............ٹھنڈی، کیف آور، راحت جاں............گویا کہ ایئر کنڈیشنڈ کمرہ بن جا۔

○ وَسَلَامًا............ایسی ٹھنڈی نہیں جس سے میرے خلیل کو تکلیف پہنچے بلکہ گلزار بن جا۔ پُر بہار بن جا۔

گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کے لئے نار کو گلزار بنا دیا۔

آگ کی عادت تبدیل کر دی۔

اس کو برودت بنا دیا۔

یہ میرا یار ہے اس کے قریب نہ جانا۔

اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیدیا کہ

میرے یار کے قریب نہ جانا

گویا کہ فیصلہ ہو گیا کہ آگ میرے خدا کے محبوبوں کو خدا کے لاڈلوں کو نہیں چھوئے گی

آگ نہ نبی کے قریب جائے گی

آگ نہ خدا کے ولی کے قریب جائے گی

رسول اللہ ﷺ کا اپنے یاروں کیلئے آرڈی ننس:

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے یاروں کے لئے جہنم کی آگ حرام قرار دے دی ہے۔اسی طرح سرکار دو عالم ﷺ نے بھی ایک آرڈی ننس جاری فرما دیا جس میں آگ کے لئے حکم دیا کہ

میرے یاروں کے قریب نہ جانا

میرے سجناں دے ویہڑے نہ جانا

میرے سجناں دے نیڑے نہ جانا

میرے یاروں کے گھر نہ جانا

میرے یاروں کے قریب نہ جانا

آگ صحابہؓ کے قریب نہیں جائے گی

آگ کی مجال نہیں کہ اصحاب رسول کی طرف آنکھ میلی کر کے دیکھ سکے

اجلے دل والوں کو آنکھ میلی کر کے آگ دیکھ ہی نہیں سکتی اس کی آنکھ نکال دی جائے گی

ارشاد ہوتا ہے کہ

لَا تَمَسَّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِیْ اَوْرَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ

آگ اس مسلمان کو چھو ہی نہیں سکتی، جس نے ایمان کی عینک لگا کر نبی ﷺ کو دیکھا...... یا دل کو ایمان کی دولت سے مزین کر کے نبوت کی مجلس تربیت میں دن گزارے۔ اس کے ہو گئے وارے نیارے۔

☆ ایمان کی عینک لگا کر نبی ﷺ کو دیکھا۔

☆ ایمان کی دولت سے مالا مال ہو کر نبی ﷺ کی مجلس کا لطف اٹھایا۔

☆ جمال ہم نشین کے مزے لئے۔

☆ برکات ہم نشین سے جھولیاں بھریں۔

☆ رَاٰنِیْ............ نبی ﷺ کو دیکھا۔

نبی کے چہرے کو دیکھا

نبی کے مکھڑے کو دیکھا

نبی کے رخساروں کو دیکھا

نبی کے اشاروں کو دیکھا

نبی کی پلکیں دیکھیں

نبی کی زلفیں دیکھیں

نبی کی سرگیں آنکھیں دیکھیں

نبی کے چہرہ انور کو جی بھر کے دیکھا

نبی کے چہرہ کو فجر میں دیکھا

نبی کے چہرہ کو ظہر میں دیکھا

نبی کے چہرہ کو عصر میں دیکھا

نبی کے چہرہ کو مغرب میں دیکھا

نبی کے چہرہ کو عشاء میں دیکھا

نبی کے چہرہ کو تہجد میں دیکھا

نبی کا چہرہ ان کی آنکھوں میں

نبی کا چہرہ ان کے شعور میں

نبی کا چہرہ ان کے خلوت کدۂ دل میں

............سبحان اللہ............

نبی کو دیکھا

بار بار دیکھا

ہزار بار دیکھا

............بلکہ............

سال بھر دیکھا

............اور............

عمر بھر دیکھا

جب بھی دیکھا

اک نیا سرور

نیا کیف

نیا وجد

نئی محبت

نیا مزا

نیا پیار

نیا انداز

نیا جلوہ

نئی دنیا

اس دیکھنے سے کیا ملا اور کیا ہوا؟

دیکھا آپ نے اس دیکھنے سے یہ ملا کہ

جہنم کی آگ ان کے قریب نہیں جائے گی جنہوں نے ایمان کی آنکھ سے نبی کو دیکھا

نبی کا چہرہ جس کی آنکھ میں بس گیا جہنم کی آگ اس کے قریب نہیں جاسکتی

............سبحان اللہ............

آنکھ مرکز بن گئی انوارات نبوت کی

ہائے کیا ہو گیا

آنکھ جسم کا حساس حصہ ہے

جدھر آنکھ جائے گی ادھر جسم جائے گا

صحابی کا جسم جنت کی طرف جائے گا

............اور............

جنت صحابی رسول کا استقبال کرے گی

نُزُلاً مِّنْ غَفُوْرٍ الرَّحِيْمِ

چہرۂ نبوت کی تاثیر:

یہ سب نبی اکرم ﷺ کے چہرۂ اقدس کی تاثیر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کی کایا پلٹ گئی۔ دلوں میں انقلاب آ گیا۔

چہرۂ نبوت مرکز انوارات الٰہیہ ہے، دن رات آپ کا چہرہ مبارک مطلع انوار الٰہی رہتا ہے۔ اس لئے دیکھنے والے براہ راست اس سے ایمان کے موتی حاصل کرتے ہیں۔ اس لئے فرمایا گیا کہ

لَا تَمَسَّ النَّارُ مَنْ رَاٰنِیْ

''جس نے مجھے دیکھا اسے جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔''

''صحابہ رضی اللہ عنہم تو پورا سال حضور ﷺ کے جمال جہاں آراء کو دیکھتے تھے اور آپ کی زیارت سے بہرہ ور ہوتے تھے اس لئے سونا بن گئے اور زر خالص بن گئے۔

اس گئے گزرے دور میں اگر کوئی شخص خواب میں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کر لیتا ہے تو پھولا نہیں سماتا۔ دن بھر اس کا تذکرہ کرتا ہے احباب کو خوشی سے سناتا ہے کہ مجھے رات کو خواب میں زیارت ہوئی ہے۔ لوگ ایسے آدمی کو خوش بخت اور خوش نصیب سمجھتے ہیں۔ اس کی نیکی کے تذکرے ہوتے ہیں اور لوگ اسے دیکھنے آتے ہیں اور اس کی زیارت کرنے آتے ہیں۔

کیوں؟

اس لئے کہ اس کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی ہے بھلا دیکھئے تو سہی............تمہیں ایک دفعہ خواب میں زیارتِ رسول ہو تو تم ولی اللہ بن گئے اور جن خوش نصیبوں کو خواب میں نہیں بیداری میں پورا دن رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی تھی اور پوری زندگی شب و روز رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرتے تھے اور آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور آپ ﷺ کے چہرۂ انور سے براہ راست تاثیر نبوت حاصل کرتے تھے۔ ان کا مقام اور مرتبہ کس قدر بلند اور ان کی شان کتنی اونچی ہوگی اور وہ بخت کے کتنے بڑے سکندر رہوں گے۔

آج کا مسئلہ:

آج کے دور میں آپ کو یہ مسئلہ بتایا جاتا ہے کہ جو شخص بیت اللہ شریف میں ایک نماز جماعت کے ساتھ وہاں کے امام کے پیچھے ادا کرتا ہے تو اس کو ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے اور اگر مسجد نبوی میں امام کے پیچھے ایک نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتا ہے تو اس کو پچاس ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے۔

اگر اس گئے گزرے دور میں مسجد نبوی کے امام کے پیچھے مسجد میں پچاس ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے تو بتائیے جو خوش نصیب اصحاب ہر روز نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے اور ان کی نمازوں کے امام حضور اکرم ﷺ ہوا کرتے تھے۔

ان کی نمازوں کا ثواب کس قدر عظیم ہوگا
ان کی نمازیں کس قدر اونچی ہوں گی
ان کی نمازوں کی خدا کے حضور کتنی قیمت ہوگی
اور وہ کس قدر نمازوں کی دولت سے مالا مال ہوں گے
ان کی نمازیں نسبت مصطفیٰ سے ملیں گی اور وہ کامیاب ہو جائیں گے
............کیونکہ............
ان کی نمازوں کا امام مصطفےٰ ﷺ ہوگا۔
ان کی نمازوں کا امام، امام الانبیاء ہوگا
............سبحان اللہ............

جمال ہمنشین در من اثر کرو:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو جمالِ ہم نشین نے اونچا کیا اور اس صحبت کا اثر ہوتا ہے نیکوں کی ہم نشینی اور ان کی صحبت سے انسان بنتے ہیں۔ ان میں پاکیزگی آتی ہے ان میں روحانی بالیدگی پیدا ہوتی ہے۔

پھول اپنی تاثیر رکھتا ہے

خوشبو اپنا اثر رکھتی ہے

اور خوشبودار درخت اپنے اثرات رکھتا ہے

............اسی طرح............

پیغمبر ﷺ کی صحبت کے اثرات بھی عجیب وغریب اثرات پیدا کرتی ہے اور نبوت کی خوشبو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل ودماغ معطر ہوگئے۔آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھنے والے اس قدر اونچے ہوگئے کہ بادشاہ بھی ان کے دریوزہ گرنظر آتے ہیں۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

شیخ سعدی کا عجیب استدلال:

دنیائے عرفان ومحبت کے بادشاہ حضرت شیخ سعدی نے تاثیر اور صحبت کا اثر انداز ہونا ایک عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے کہ

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دل آویزے تو ستم
بگفتا من گل نا چیز بودم
ولیکن مدتے باگل نشستم
جمال ہم نشین در من اثر کرد
دگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ایک دن ایک خوشبودار مٹی ایک دوست کے ہاں سے میرے ہاتھ میں آئی میں نے اس سے پوچھا کہ تو مشک ہے یا عنبر کہ دل آویز خوشبو سے مست ہوا جاتا ہوں۔

مٹی نے کہا کہ میں تھی تو ناچیز مٹی مگر پھولوں کی خوشبو نے مجھے بھی خوشبو دار کر دیا ہے۔

اس ہم نشین کے اثر سے میں بھی خوشبودار ہوگئی۔ ورنہ میں وہی ناچیز مٹی ہوں جو پہلے تھی۔

خطیب کہتا ہے!

اگر گلاب کا پھول اپنی خوشبو سے مٹی کو خوشبودار کر سکتا ہے تو مدینۃ الرسول کا نبوت کا پھول اپنے ماحول کو معطر نہیں کر سکتا؟

گلاب کے پھول نے مٹی کو معطر کر دیا
چنبیلی کے پھول نے گلشن کو معطر کر دیا
تو نبوت کے پھول نے صحابہ کو معطر کر دیا
نبوت کے پھول نے مکہ کو مکرمہ کر دیا
نبوت کے پھول نے مدینہ کو منورہ کر دیا
نبوت کے پھول نے ابوبکر کو صدیق کر دیا
نبوت کے پھول عمر کو فاروق کر دیا
نبوت کے پھول نے عثمان کو ذوالنورین کر دیا
نبوت کے پھول نے علی کو اسد اللہ الغالب کر دیا
نبوت کے پھول نے بلال کو مؤذن رسول کر دیا
نبوت کے پھول نے صحابہ کو رضی اللہ عنہم کر دیا
............سبحان اللہ............
دیکھی آپ نے تاثیر رُخِ مصطفےٰ
اور ملاحظہ کیا آپ نے انوارات رُخِ مصطفےٰ
اگر پھول اپنی خوشبو سے زمین کو معطر کر سکتا ہے

تو رسول بھی اپنی خوشبو سے ماحول کو معطر کر سکتا ہے

............یہی وجہ ہے............

آپ کی فیضِ صحبت سے معطر ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پوری دنیا میں پھیل گئے اور اپنی خوشبو سے پوری دنیا میں اسلام کی خوشبو پھیلا دی۔

صحبتِ رسول کا صحابہؓ پر اثر:

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَO

''اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور ساتھ ہی تمہاری نظروں میں کفر وفسوق اور عصیان کو قابلِ نفرت بنا دیا ہے۔ اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ صحبتِ رسول نے اصحاب رسول کو ان نوازشات سے معزز فرمایا۔''

☆ ایمان کو محبوب بنا دیا۔
☆ ایمان سے دوستی ہوگئی۔
☆ صحابہ رضی اللہ عنہم محبِّ ایمان ہوگئے۔
☆ اور ایمان صحابہ رضی اللہ عنہم کا محبوب ہوگیا۔
☆ ایمان صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں کی زینت بن گیا۔
☆ صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان کے موتیوں سے مزین ہوگئے۔
☆ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایمان، ایمان کے موتیوں سے درخشندہ ہوگیا۔
☆ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایمان محفوظ ہوگیا۔
☆ صحابہ رضی اللہ عنہم کو تین چیزوں کی ضلالت سے حفاظت کی گارنٹی مل گئی۔
☆ کفر، گناہ، نافرمانی کا صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں داخلہ ممنوع کر دیا گیا۔
☆ کفر صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس جا ہی نہیں سکتا۔

☆ گناہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں ڈیرہ جما ہی نہیں سکتا۔

☆ نافرمانی صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں داخل ہو ہی نہیں سکتی۔

أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۝

''یہی لوگ سکہ بند ہدایت یافتہ ہیں''

کیوں؟

اس لئے............رَأنِیْ

انہوں نے مجھے ایمان کی عینک لگا کر جی بھر کر دیکھ لیا۔

اسی دیکھنے کا اثر ہے کہ

أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۝

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی ایسی نہیں ہے کہ اس کو نظر انداز کیا جائے۔

درخت اونچا ہو گیا:

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔

''یقیناً اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ان ایمان داروں سے جو درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔''

خطیب کہتا ہے!

درخت بے چارے کی کیا حقیقت ہے۔ یہ ایسا درخت ہے جسے ببول کا درخت کہا جاتا ہے یا کیکر کا درخت کہا گیا ہے۔

کوئی بادشاہ کیکر کا درخت اپنے گلشن میں نہیں لگاتا

کوئی لینڈ لارڈ یہ درخت اپنے باغ میں نہیں لگاتا

کوئی صنعت کار یہ درخت اپنے بنگلے میں نہیں لگاتا

کوئی تاجر یہ درخت اپنے باغیچے میں نہیں لگاتا

کوئی عالم یہ درخت اپنے مکتب میں نہیں لگاتا

کوئی لیڈر یہ درخت اپنے صحن میں نہیں لگا تا

مگر قربان جاؤں اس درخت کی عظمت کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو قرآن کے گلشن میں لگا دیا۔

اس درخت کو قرآن کے باغیچہ میں لگا دیا

اس درخت کو قرآن کے باغ میں لگا دیا

............کیوں لگایا؟............

میرے رب اس درخت کی کیا تاثیر ہے

میرے رب اس درخت کی کیا عظمت ہے

............ارشاد ہوتا ہے کہ............

اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

اس درخت نے میرے محبوب کی زیارت کی ہے

اس درخت نے میرے محبوب کے یاروں کی زیارت کی ہے

اس لئے یہ درخت اونچا ہوگیا

قرآن کے سینے میں لگ گیا

رَاٰنِیْ اَوْ رَاٰ مَنْ رَاٰنِیْ

یہ تو اور بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کا سکہ بیٹھ گیا کہ

جو رسول کو ایمان کی نظر سے دیکھے گا وہ بھی جنتی

جو اصحاب رسول کو ایمان و محبت کی نظر سے دیکھے گا وہ بھی جنتی

............ثابت ہوا............

درخت نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت اختیار کی تو درخت اونچا ہوگیا

تابعین نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت پائی تو تابعین اونچے ہوگئے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا:

اس بات پر بھی غور فرمائیے کہ جو شخص ایمان کی نظر سے چہرۂ رسول کو دیکھے تو وہ جنتی ہو جائے گا۔

اگر رسول ﷺ محبت کی نظر سے کسی ایماندار کے چہرے کی طرف دیکھے تو اس خوش نصیب کا کیا مقام ہوگا۔

اللہ اللہ............اسی نظر کیمیا اثر نے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو زر خالص بنایا ہے۔

اس لئے ثابت ہو گیا کہ

صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کو دیکھا

اور حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا

صحابہ رضی اللہ عنہم کندن بن گئے

صحابہ رضی اللہ عنہم سونا بن گئے

أُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ

حضرات گرامی! بڑی تفصیل سے آپ حضرات کے سامنے ترمذی شریف کی ایک حدیث کا مفہوم عرض کیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ اس کی عظمتوں اور لذتوں سے خوب خوب بہرہ ور ہوئے ہوں گے۔

دعا فرمائیے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہم غریبوں کو ان مقدس، پاک باز شخصیات کے ساتھ اٹھائے تاکہ ہم ان کے پیچھے جنت میں جائیں۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقریر نمبر ۲۱

حضور ﷺ صحابہؓ کی مجلس میں

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ! اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ...... بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ...... وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ۔ (پ۱۵ سورہ کہف)

''اور جو لوگ صبح شام اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں۔ اس کی محبت میں سرشار اور اسی کی رضا کے خواہاں رہتے ہیں، تم انہی کی صحبت میں اپنے جی کو قانع کرلو اور اسی پر اپنے مَن کو جمالو اور ایسا نہ ہو کہ تمہاری ؟ انکھیں ان سے پھر جائیں۔''

حضرات گرامی!

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں بیٹھنے کا حکم فرمایا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗo

''اے محبوب! جما دیجئے اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو صبح و شام اللہ کو پکارتے ہیں۔''

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ۔

تمام دنیا کو حکم ہے کہ پیغمبر کی مجلس اختیار کیجئے۔

حضور ﷺ کی مجلس میں جائیے۔

حضور ﷺ کی صحبت اختیار کیجئے۔

مگر سرور کائنات ﷺ کو ارشاد ہوتا ہے کہ آپ ان فقراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف رکھئے تا کہ

وہ آپ کے فیض صحبت سے اور بھی اونچے ہو جائیں

اور بھی سچے ہو جائیں

اور بھی زر خالص ہو جائیں

حضور ﷺ ان کی مجلس میں تشریف لے جائیں

............یا............

صحابہ رضی اللہ عنہم ان کی مجلس میں آئیں

فائدہ تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہی ہوگا

قلوب تو انہی کے منور ہوں گے

آنکھیں تو انہی کی روشن ہوں گی

تزکیہ اور تطہیر تو انہی کی ہوگی

کیونکہ مرکز انوارات تو حضور اقدس ﷺ کی ذات گرامی ہے

محور تو وہی ہوں گے

لیکن خاص طور پر سرور عالم ﷺ کا صحابہ رضی اللہ عنہم کی مجلس میں تشریف لے جانا یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے اعزاز ہوگا۔

ان کو یہ تاریخی اعزاز نصیب ہوگا کہ حضور ﷺ ان کی مجلس میں تشریف لے گئے۔ سبحان اللہ!

خطیب کہتا ہے!

صحابہ رضی اللہ عنہم اونچے ہو گئے

سماں بندھ گیا

حلقہ بندھ گیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم درمیان میں جلوہ افروز ہوں گے

صحابہ رضی اللہ عنہم حلقہ بنائے اردگرد نبوت کے مزے لے رہے ہوں گے

کسی کی نظر محبوب کے چہرے پر ہوگی

کسی کی نظر محبوب کی پیشانی پر ہوگی

کسی کی نظر محبوب کی زلفوں پر ہوگی

کسی کی نظر محبوب کی پلکوں پر ہوگی

کسی کی نظر محبوب کے رخساروں پر ہوگی

کسی کی نظر محبوب کے ہونٹوں پر ہوگی

ہر کوئی اپنی بساط کے مطابق

اپنے انداز کے مطابق

اپنے ظرف کے مطابق

انوارات نبوت لُوٹ رہا ہوگا

نبوت کی خوشبو سے دل و ایمان کو معطر کر رہا ہوگا

اپنا اپنا دامن جیب و دامن بھر رہا ہوگا

............سبحان اللہ............

یوں کہئے

درس نبوی کا نیا انداز

درس نبوی کا نیا طریقہ

درس نبوی کا انوکھا طرز

اب تعلیم ....کاغذ کے ذریعے نہیں ہوگی

اب تعلیم ....کتاب کے ذریعے نہیں ہوگی

اب تعلیم ....کتابت کے ذریعے نہیں ہوگی

اب تعلیم ....چہرۂ نبوت کے ذریعے ہوگی

نبی کے چہرے کو پڑھو

نبی کی پیشانی کو پڑھو

نبی کے رُخساروں کو پڑھو

نبی کی پلکوں کو پڑھو

نبی کی آنکھوں کو پڑھو

نبی کے اشاروں کو پڑھو

نبی کے چہرہ اقدس کی تحریروں کو پڑھو

کیونکہ؟

خُلُقُهُ الْقُرْاٰن

نبی کا چہرہ تفسیر قرآن ہے

نبی کا چہرہ تحریر قرآن ہے

نبی کا چہرۂ تطہیر قلب کرے گا

نبی کا چہرۂ تزکیہ نفس کرے گا

یہی ہے وہ فلسفہ جس سے پیغمبر کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی مجلس میں بیٹھ کر موتی لٹانے کا حکم دیا گیا

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ

جما دیجئے

روکے رکھئے

تشریف رکھئے

بہ نفس نفیس

مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ

جو صرف اور صرف یا اللہ مدد کہتے ہیں

جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں

جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں

جن کا حاجت روا صرف اللہ ہے

جن کا داتا صرف اللہ ہے

جن کا مشکل کشا صرف اللہ ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اور بھی ہزاروں صفات ہیں مگر یہاں صرف اللہ تعالیٰ کی پکار کا خاص طور پر ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پکار تمام صفات سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ یہ بنیاد ہے تمام صفات کی اگر اس میں شان اونچی ہے تو سب میں شان اونچی ہوگی کیونکہ انسان کی تخلیق کا مقصد ہی یہی ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ لَہٗ دَعْوَۃُ الْحَقِّ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○

فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَمِنْ دُوْنِہٖ اِلٰھاً لَقَدْ قُلْنَا اِذًا شَطَطًا ○

قرآن کی تیس پارے اس کی شہادت دیتے ہیں کہ پکار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہونی چاہیے اور اسی کی ذات کو پکارنا چاہیے اس کے سوا نہ کوئی پکاریں سنتا ہے اور نہ ہی کسی کو پکارنا چاہئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ ادا اور یہ صفت اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی صفت اور ادا سے یاد فرمایا ہے کہ......

یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ

پکار خدا کی

............اور............

یاری مصطفیٰ ﷺ کی

یہی ہے دین کا سرمایا

............اور............

کٹ گئے نہ مصطفیٰ ﷺ کو چھوڑا

دو آنکھیں............دو نور

خدا............رسول ﷺ

مجھے کہنے دیجئے کہ......

پوری دنیا نے دین کتابوں سے پڑھا

............اور............

صحابہ رضی اللہ عنہم نے دین رُخ مصطفیٰ ﷺ کی تحریروں سے پڑھا

نہ ان جیسا کوئی طالب علم ہو گا
نہ رُخ مصطفیٰ ﷺ جیسی کوئی کتاب ہو گی
رُخ مصطفیٰ ﷺ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ کسی کی بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

صحابہؓ نے رُخ مصطفیٰ ﷺ سے اپنے چہرے سنوارے:

نبی ﷺ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم میں صرف بیٹھے رہیں تو اس کا ایک مستقل اثر ہو گا۔ صحبت کی تاثیر پوری دنیا میں مانی گئی ہے۔

مولانا رومی رحمہ اللہ نے اسی صحبت کی تاثیر کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالع ترا طالع کند

’’نیکوں کی صحبت آپ کو نیک کردے گی، اور بروں کی صحبت تمہیں بُرا کردے گی۔‘‘

گر تو سنگِ خارہَ مر مر شوی
گر بصاحب دل رسی گوہر شوی

’’اگر تو سخت پتھر ہے جو سنگ مرمر ہو جائے گا، اگر تو کسی دل والے بزرگ ولی اللہ کے پاس بیٹھے گا تو موتی اور ہیرا ہو جائے گا۔‘‘

چنگیاں دے لڑ لگیاں مری جھولی پھل پئے

’’اچھوں کی سنگت سے میری جھولی پھولوں سے بھرگئی۔‘‘

حقیقت میں وہی سرمایہ عمر گرامی ہے
جو لمحات حسین ہم ان کی محفل میں گزار آئے

یُرِیْدُوْنَ وَجْہَہٗ:

صحابہ رضی اللہ عنہم کے اخلاص پر اللہ تعالیٰ نے اس طرح مہر تصدیق ثبت فرمائی ہے کہ وہ صرف اور صرف رضائے الٰہی چاہتے ہیں۔

ان کی پوری زندگی کی جدوجہد اور قربانیوں کا خلاصہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا حصول ہے۔

یہ سند انہیں کسی ملاں اور پیر اور مجتہد نے نہیں دی............ بلکہ رضائے الٰہی کی یہ سند انہیں خود اس ذات والا تبار نے دی ہے جو دلوں کے بھید جانتا ہے اور دلوں کی دھڑکنوں کو سنتا ہے۔ سبحان اللہ

خطیب کہتا ہے!

صحابہ رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں گئے............ کیوں؟

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

صحابہ رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُحد میں گئے............کیوں؟

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

صحابہ رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں گئے............کیوں؟

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

صحابہ رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تبوک میں گئے............کیوں؟

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اخلاص ہی اخلاص تھے............اس لئے

اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت کا وعدہ دے دیا۔

كُلًّا وَّعَدَاللّٰهُ الْحُسْنٰى ○

تمام صحابہؓ جنت میں جائیں گے:

اُولٰئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ

اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

اُولٰئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ

اُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا

اُولٰئِكَ هُمْ خَيْرُالْبَرِيَّةِ

وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ

عینیہ بن حصن جو قبیلہ مزر کا سردار تھا۔ اسلام لانے سے پہلے ایک دفعہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا وہاں سلمان فارسیؓ، ابوذرؓ اور دیگر فقراء صحابہؓ نعمت دیدار حبیب سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ پسینے کی بو اونی جبوں سے اٹھ رہی تھی۔

عینیہ کہنے لگا کیا یہ بدبو آپ کو تنگ نہیں کرتی۔ ہم قبیلہ مزر کے سردار ہیں۔ اگر ہم آپ کا دین قبول کرلیں تو سب لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ ہمارا آپ کے پاس آنے کو تو

جی چاہتا ہے لیکن جب آتے ہیں تو غلیظ اور بدبودار کپڑوں والے آپ کے اردگرد حلقہ بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔انہیں یہاں سے اٹھادیں۔ہم آپ پر ایمان لانے کے لئے تیار ہیں۔یا ان کے لئے کسی الگ مجلس کا انتظام کریں تاکہ ان کی بدبو ہمارے دماغوں کو پریشان نہ کرے۔

اس پر فوراً جبرائیل امین علیہ السلام فرمان الٰہی لے کر نازل ہوتے ہیں کہ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ

اللہ تعالیٰ کو ان مغرور اور متکبر لوگوں کی ہم نشینی پسند نہیں ہے۔آپ ان لوگوں کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت ترک نہ کریں جن کی زندگی کا مقصد وحید صرف اپنے رب کی رضا جوئی ہے جو صبح وشام بلکہ ہر لمحہ اس کی یاد اور اس کی محبت میں محو رہتے ہیں۔

وہ تیری نگاہ کرم کے پیاسے ہیں
وہ تیری نظر محبت کے بھوکے ہیں

جب تو ان کو ایک مرتبہ شفقت ومحبت بھرانداز سے دیکھ لیتا ہے تو یہ سب رنج وغم بھول جاتے ہیں۔

اے محبوب! ایسا نہ ہو کہ تیری نگاہ کرم ان سے پھر جائے۔ان سے یہ صدمہ برداشت نہیں ہوگا۔اس لئے

لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ

اس جملہ سے دل نوازی اور دلبر بائی کے جو انداز سکھائے جارہے ہیں ان کی کشش کسی درد کے مارے سے پوچھو۔وہ تمہیں بتائے گا کہ اس کی ساری خوشیاں اس کی نگاہ کرم کے ایک گوشہ میں سمٹ کر آ گئی ہیں۔

اسی ایک سہارے پر وہ ہجر کے صدمے اور جدائی کی طویل گھڑیاں خوشی خوشی گزار دیتے ہیں۔

اے دیدار محبت کے بیمارو!
تمہیں مبارک ہو نگاہ حبیب سے تم محروم نہیں ہوگے

خطیب کہتا ہے

لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ

صحابہ رضی اللہ عنہم سے آپ ﷺ کی نظریں نہ پھیریں

یہ نظر مصطفےٰ ﷺ کو حکم ہے کہ آپ رُخِ اصحاب مصطفےٰ سے نہ پھریں

☆ کیا عجیب عالم ہوگا کہ جب حضور ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما ہوں گے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے چہرہ اقدس پر نظریں جمائے اپنی اپنی بساط کے مطابق انوارات نبوت سے دامن بھر رہے ہوں گے۔

☆ اور کیا عالم ہوگا جب حضور ﷺ اپنی نظر نبوت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چہروں کو دیکھ رہے ہوں گے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نبوت کے ابر کرم کی بارش ہورہی ہوگی۔

نظر کی تاثیر ہمیشہ خطیب اور شاعر کا موضوع رہی ہے مثلاً علامہ اقبال رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

سنا آپ نے

نظر نبوت ہی تھی............جس نے اسماعیل علیہ السلام کے لئے عشق کا اس قدر عظیم امتحان آسان کردیا۔

نظر نبوت ہی تھی............جس نے اسماعیل علیہ السلام کو گلے پر چھری پھرانے کے لئے آمادہ کردیا۔

نظر نبوت ہی تھی............جس نے ابی محذورہ کو اذان کی نقلیں اتارتے وقت دامن رسالت ﷺ سے جوڑ دیا۔

حضور ﷺ ایک غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ راستہ میں پڑاؤ ڈالا گیا۔ نماز کا وقت آیا تو اذان کہی گئی۔ بچے جو قریب ہی اذان سن رہے تھے۔ بچوں کی عادت کے مطابق

انہوں نے اذان کی نقلیں اتارنا شروع کردیں۔

ایک بچہ جس کا نام ابومحذورہ رضی اللہ عنہ تھا وہ نقلیں اتارنے میں پیش پیش تھا۔ سرکاردو عالم نے فرمایا کہ

اسے پکڑ کر ہمارے پاس لایا جائے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پکڑ کر اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کردیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی محذورہؓ سے فرمایا کہ جیسا پہلے کہتے تھے ویسے ہی اب بھی کہو۔

پہلی دفعہ اس نے اللہ اکبر آہستہ سے کہا۔

دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زور سے کہلوایا۔

اسی طرح پہلی مرتبہ اس نے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ آہستہ کہا............اور دوسری مرتبہ اس نے یہ کلمات زور سے کہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر کے بال پکڑ لئے اور زور دے کر فرمایا کہ کہو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه۔

پہلی مرتبہ آہستہ سے کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالوں پر زور دیا تو اس نے بلند آواز سے کہا۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه۔

لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی محذورہ کے بال پکڑ لئے۔

خطیب کہتا ہے کہ

سوئچ لگا دیا

لوگ کہتے ہیں کہ سر کے بالوں پر ہاتھ رکھ دیا

خطیب کہتا ہے کہ

پلگ لگا دیا

نظریں ابی محذورہ کی نظروں میں جما دیں

بس پھر کیا تھا

سُچ لگ گیا

پلگ لگ گیا

کنکشن لگ گیا

اور نظروں سے نظریں مل گئیں

ابی محذورہ کا کام ہو گیا

نظر مصطفٰے ﷺ نے ابی محذورہ کا کام تمام کر دیا............اور کہا

اب جائیے جہاں جانا ہے

ابی محذورہ نے جواب دیا کہ اب کہاں جاؤں؟

آپ ﷺ نے جانے کے قابل ہی نہیں چھوڑا

اب جانا نہیں جان حاضر ہے

خدا کی قسم نہ اٹھ سکے گا قیامت تک

جسے تو نے اپنا بنا کے چھوڑ دیا

وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ

دیکھا آپ نے

نظر نبوت کا معرکہ

نظر نبوت کی تاثیر

نقال کو فعال بنا دیا

اس کے قلب و جگر میں توحید و سنت کے نقشے جما دیئے

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ

ان کے پاس بیٹھنا آپ کا کام

اور کامل اور اکمل بنانا میرا کام

ابوبکرؓ وعمرؓ پر نظر نبوت:

سرکارِ دوعالم ﷺ جب اپنے کاشانۂ مبارک سے نماز پڑھانے کے لئے مسجد نبوی میں تشریف لاتے تھے تو آپ کی تشریف آوری سے پہلے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صفیں باندھ کر دوزانو بیٹھے ہوا کرتے تھے۔

حضور ﷺ جب مسجد میں حجرہ مبارکہ سے تشریف لاتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پاس ادب سے آنکھیں اٹھا کر آپ ﷺ کی طرف نہیں دیکھ سکتے تھے بلکہ نظریں جکھائے ادب سے بیٹھے رہتے تھے، مگر اگلی صف کے دو آدمی اس بات سے مستثنیٰ تھے۔

لَمْ یَرْفَعْ اَحَدٌ رَاْسَهٗ غَیْرَ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ کَانَا یَتَبَسَّمَانِ اِلَیْهِ وَ یَتَبَسَّمُ اِلَیْهِمَا۔ (مشکوٰۃ)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں تشریف لاتے تھے تو سوائے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے کوئی شخص بھی سر اونچا نہیں کرسکتا تھا یہ دونوں حضرات آپ کو دیکھ کر مسکراتے تھے اور حضور ﷺ ان کو دیکھ کر مسکراتے تھے۔''

خطیب پوچھتا ہے!

- ☆ رسول اللہ ﷺ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر کیوں مسکرائے؟
- ☆ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر کیوں مسکرائے؟
- ☆ مگر ان دونوں نے حضور ﷺ سے کوئی بات کی مگر تینوں کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔
- ☆ نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے کوئی بات کی، مگر تینوں کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔

اگر مجھ سے پوچھیئے تو اگرچہ زبانیں نہیں بولیں۔

مگر

آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہوگئے

ہم تمہارے تم ہمارے ہو گئے

مرے لبوں کا تبسم تو سب نے دیکھ لیا
جو دل پہ بیت رہی ہے وہ کوئی کیا جانے

آنکھ بن جاتی ہے دل کی ترجمان
جب زبان میں تاب گویائی نہ ہو

ٹپکتی ہے نگاہوں سے برستی ہے اداؤں سے
محبت کون کہتا ہے کہ پہچانی نہیں جاتی

یہی بات ایک دوسرے انداز سے:

ارشاد ہوتا ہے کہ

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ۔ (پ ۷ سورہ انعام رکوع ۱۱)

''اور مت دور کران لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام چاہتے ہیں اس کی رضا۔''

مکہ کے سرداروں کو غریب صحابہ رضی اللہ عنہم کا حضور ﷺ کی مجلس میں بیٹھنا پسند نہیں تھا وہ حیلوں بہانوں سے اس سرمایہ نبوت کو مجلس نبوی سے علیحدہ کرنا چاہتے تھے، عقبہ، شیبہ، ابن ربیعہ اس میں پیش پیش تھے۔

کبھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے لباس پر اعتراض کرتے
کبھی صحابہ رضی اللہ عنہم کی غربت وافلاس پر انگلیاں اٹھاتے
اور کبھی ان کے برابر بیٹھنے کو اپنی توہین سمجھتے

حضور ﷺ کو بار بار اس بات کے لئے آمادہ کرتے کہ ہم آپ کی بات سننے کو تیار ہیں مگر ان غریب صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ اپنی مجلس سے اٹھا دیجئے۔

یہ ہمارے منصب اور مقام سے فروتر ہیں

ہم ان کے برابر نہیں بیٹھ سکتے

اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم الشان آرڈر آیا کہ میرے محبوب! آپ اپنی مجلس سے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جدا نہ کریں......الگ نہ کریں

یہ کفار ایمان لاتے ہیں تو لائیں اور اگر ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں

مگر آپ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی مجلس سے دور نہ اٹھائیں

آپ انہیں اپنی مجلس کا سرمایہ سمجھ کر

انہیں عظمتوں سے مالا مال کر دیں

پہلی آیت کریمہ میں حکم تھا

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

ان کے ساتھ تشریف رکھیں

دوسری آیت میں حکم ہے

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

انہیں اپنی مجلس سے الگ نہ کریں، دور نہ کریں

............سبحان اللہ............

کیا شان ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی

اور کیا عظمتیں ہیں جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی

پوری دنیا کو حکم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھیں

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مجلس نشینی فرمائیں

تمام طلباء کو چھٹی کی جاتی ہے

لیکن درس گاہ نبوی کی چھٹی بند

فرمایا انہیں اپنے ہاسٹل میں رکھیں

تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر نظر رہیں

اور تربیت مصطفیٰ سے تزکیہ اور تطہیر کے انتہائی مقام تک پہنچیں

............سبحان اللہ............

ایک نابینا صحابیؓ بازی لے گیا:

قرآن مجید میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ آفتاب عالم تاب کی طرح ہمیشہ چمکتا رہے گا۔

آپ رضی اللہ عنہ نابینا صحابی تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس عظیم الشان طبقہ سے تعلق رکھتے تھے جن کا فقر اور افلاس مشہور زمانہ تھا۔ آنکھوں سے نابینا تھے، مگر دل کے بینا تھے۔ کفار مکہ آپ سے بہت کڑھتے تھے کہ آپ ﷺ کو نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں دیکھ کر جل بل جاتے تھے۔

وہی مغرور قریشی اور خدا اور رسول کے حقیقی دشمن ایک دن حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے اور حضور اکرم ﷺ انہیں اسلام کی حقانیت کا درس دے رہے تھے۔ اچانک عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ آ گئے اور حضور ﷺ سے قرآن کی کسی آیت کا مفہوم دریافت کیا۔ آپ کو معلوم نہیں تھا کہ سرکار دو عالم ﷺ کی مجلس میں کفار قریش بیٹھے ہوئے ہیں۔

آپ کا اس وقت یہ مسئلہ پوچھنا حضور ﷺ کو ناگوار گزرا، کیونکہ یہ تو اپنے تھے اور دوسرے وقت بھی مسئلہ دریافت کر سکتے تھے۔ اس لئے آپ ﷺ کو اس وقت عبداللہ ابن مکتوم کا یہ سوال ناگوار گزرا اور ناگواری کے یہ آثار آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر بھی نمایاں ہو گئے۔

خداوند قدوس نے آپ ﷺ کے چہرے پر آثار ناراضگی دیکھ کر اور آپ ﷺ کے قلب مبارک کی رنجیدگی دیکھ کر جبرائیل امین علیہ السلام کو نازل فرمایا اور مجلس برخاست ہونے پر جانے لگے تو آثار وحی نمودار ہوئے اور آپ ﷺ کو ارشاد فرمایا گیا کہ

عَبَسَ وَ تَوَلّٰی ۝ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی ۝

”پیشانی پر بل ڈالا اور منہ پھیر لیا۔ اس بات پر کہ ان کے پاس نابینا آیا۔“

وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّهٗ یَزَّكّٰی۔ (پ۳۰ سورہ عبس)

''آپ کو کیا خبر کہ وہ سنور ہی جاتا یا نصیحت قبول کرتا۔''

حضراتِ محترم! حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں قریش کے سرداروں نے تکبر اور غرور کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس وقت سوال کرنے کو مناسب خیال نہ فرمایا تو فوراً اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی حوصلہ افزائی فرمائی اور ان کی عظمت اور رفعت کا تمام عالم میں ڈنکا بجا دیا۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پوری دنیا کو نبوت کی صحبت اور مجلس سے ہٹایا جاسکتا ہے، مگر صحابی رسول کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے نہیں ہٹایا جاسکتا۔ یہی قرآن میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ

وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

''مت دور کیجئے ان لوگوں کو جو اپنے رب کو پکارتے ہیں۔''

حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اس وحی الٰہی کے نزول کے بعد یہ شرف اور اعزاز ملا کہ آپ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ

مَرْحَبًا بِمَنْ عَاتَبَنِيْ فِيْهِ رَبِّيْ۔

''خوش آمدید اے وہ شخص جس کے بارے میں میرے رب نے مجھے عتاب فرمایا۔''

پھر پوچھتے کہ

هَلْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ

''کوئی کام ہے تو بتاؤ''

عبداللہ بن امّ مکتوم رضی اللہ عنہ کو تین انعام:

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جاتے تو مدینہ منورہ میں اپنا کسی کو نائب مقرر فرما جاتے۔ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو یہ شرف دو مرتبہ حاصل ہوا کہ آپ

ﷺ نے آپ کو مدینہ منورہ کی نیابت سپرد کی۔

اس نابینے پر دنیا جہان کے بینے قربان جنہیں پیغمبر ﷺ نے اپنی نیابت کا اعزاز بخشا اور ساتھ ہی تیسرا انعام حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی نیابت کا اعزاز بخشا گیا کہ ان کی عدم موجودگی میں اذان دینے کا فریضہ بھی ان کے سپرد ہوا۔

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء

حضرات گرامی! نہایت تفصیل سے آپ حضرات کے سامنے عظمت اصحاب رسول کے اس پہلو کو بیان کیا ہے کہ صحابہ کرام سرکار دو عالم ﷺ کی صحبت اور ہم نشینی ضروری قرار دی گئی۔

سرکار کو حکم ہوا کہ ان کو اپنی صحبت سے محروم نہ فرمایا جائے، جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو پسند نہیں کرتے وہ جہنم میں جائیں۔ حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں تفریق نہیں ہو سکتی۔

مجھے امید ہے کہ آپ کے قلب و جگر میں اصحاب رسول کی محبت و عقیدت کی مٹھاس بھر گئی ہوگی اور آپ کا دل ان کی حلاوت روحانی سے سرشار ہو گیا ہوگا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلاَغ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریر نمبر ۲۲

حضور ﷺ اور صدیق ؓ کا بچپن سے یارانہ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ۔ اَمَّا بَعۡدُ! اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ …… بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ …… قَالَ عُمَرَ ابۡنِ خَطَّاب اِنَّ اَبَا بَکۡرٍ صَاحِبُ رَسُوۡلِ اللّٰہِ۔

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے رفیق تھے''

حضرات گرامی!

آپ حیران ہوں گے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ اعلانِ نبوت کے بعد نہیں بلکہ اعلانِ نبوت سے بہت پہلے وابستہ ہوگئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ابھی تک نبوت کا اعلان بھی نہیں فرمایا تھا اور جبرائیل امین علیہ السلام ابھی تک وحی لے کر بھی تشریف نہیں لائے تھے کہ انہی دنوں میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی دوستی ہوگئی تھی۔

حسن اتفاق یا خدائی فیصلہ:

نہیں معلوم کہ یہ حسنِ اتفاق تھا یا خدائی فیصلہ تھا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک ہی محلے میں رہائش پذیر تھے۔ ایک ہی محلے کے مکین تھے۔ ایک ہی محلے میں رہائش تھی اور ہر روز ملنا جلنا، ایک دوسرے کے گھر آنا جانا اور لین دین جاری رہتا تھا۔ باہمی محبت و اعتماد کا سلسلہ مضبوطی سے استوار تھا۔

دونوں تاجر:

حضور اکرم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں تجارت کرتے تھے۔ تجارتی امور میں دونوں کی ایک دوسرے سے دلچسپی تھی۔ اس طرح تجارت میں حسنِ کردار کی بنیاد آپ نے نہ

صرف مکہ مکرمہ بلکہ عالمی منڈی میں دونوں بزرگوں نے ڈالی۔ اور دونوں کی تجارت میں دیانت و امانت، شرافت ونجابت کا پورے حجاز میں شہرہ تھا۔

آپ ﷺ کی اسی دیانت و امانت سے متاثر ہوکر سیدہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنی تجارت کی ذمہ داری سرکار دو عالم ﷺ کے سپرد کردی تھی۔ جس کی وجہ سے اس سال انہیں بے حد منافع ہوا۔

صدیق اکبرؓ نے خواب دیکھا بحیرا راہب نے تعبیر دی:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے کئی مرتبہ ملک شام تشریف لے گئے اور تجارتی قافلوں کے ہمراہ نہایت کامیابی سے واپس تشریف لائے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا جس کی تعبیر کے لئے آپ بے حد بے چین رہتے تھے۔

بحیرا راہب جو ملک شام کو جاتے ہوئے راستے میں قیام پذیر تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے اپنے خواب کی تعبیر دریافت فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خواب کا تذکرہ سیرت حلبیہ میں اس طرح کیا گیا ہے کہ

رَاٰیَ الْقَمَرَ نَزَلَ اِلٰی مَکَّۃَ فَدَخَلَ فِیْ کُلِّ بَیْتٍ مِنْہُ شُعْبَۃٌ ثُمَّ کَانَ جَمِیْعُہٗ فِیْ حَجْرِہٖ فَقَصَّھَا عَلٰی بَعْضِ اَھْلِ الْکِتَابِ فَعَبَّرَھَا لَہٗ بِاَنَّہٗ یَتَّبِعُ النَّبِیَّ الْمُنْتَظَرَ الَّذِیْ قَدْ ظَلَّ زَمَانُہٗ وَ اَنَّہٗ یَکُوْنُ اَسْعَدَالنَّاسِ اِلَیْہِ۔

(سیرت حلبیہ ج ا ص ۳۱۰، ثانی اثنین، سید احمد شاہ بخاری)

”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ چاند مکہ شریف میں اُتر آیا ہے اور ہر ایک گھر میں ایک ایک ٹکڑا پہنچ گیا ہے۔ پھر چاند کے تمام ٹکڑے اکٹھے ہوکر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گود میں آ گئے ہیں۔ آپ نے اپنا یہ خواب اہل کتاب میں سے بعض علماء کے سامنے پیش کیا تو اس نے

تعبیر میں کہا کہ تو اس نبی کی تابعداری کرے گا جس کا انتظار زمانہ کو ہے

اور اس کے ظہور کا زمانہ بہت قریب آ چکا ہے اور تو اس نبی سے سب لوگوں

کی نسبت زیادہ نفع پائے گا۔''

صاحب سیرت حلبیہ علی بن برہان الدین حلبی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس شخص کے سامنے یہ خواب بیان کر کے تعبیر پوچھی تھی وہ بحیرا راہب تھا۔

خطیب کہتا ہے!

☆ صدیق کو اعلانِ نبوت سے پہلے ہی بشارتوں سے نوازا گیا۔

☆ حضور ﷺ کی تصدیق کیلئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل کی دنیا ہموار کی گئی۔

☆ چاند جھولی میں اُتر آیا۔

☆ تمام ٹکڑے جمع ہو کر جھولی میں آ گرے۔

☆ اعلانِ نبوت سے پہلے تو خواب ہی خواب تھا............لیکن

☆ اعلانِ نبوت کے بعد تو یہ خواب حقیقت بن گیا۔

غارِ ثور میں یہ خواب حقیقت بن گیا:

کون نہیں جانتا کہ غارِ ثور میں جب سرکار دو عالم ﷺ نے آرام فرمانا چاہا تو

گود صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تھی

اور سر مصطفیٰ کریم ﷺ کا تھا

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء

صدیق کی گود انوارِ نبوت کا مرکز بن گئی

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم ﷺ سے قلبی محبت تھی اور اس کی جھلکیاں نظر آتی رہتی تھیں۔

کبھی بیداری میں اور کبھی خواب میں............سبحان اللہ!

حضور ﷺ اور صدیقؓ ایک ہی کمیٹی کے رکن:

تاریخ میں حلف الفضول کا تذکرہ جلی عنوان سے موجود ہے۔عرب جنگ جو تھے اور بات بات پر لڑتے رہتے تھے۔حرب فجار جو سالہا سال عربوں میں جاری رہی۔آخر چند شرفاء نے اس جنگ کو ختم کرنے کیلئے ایک انجمن بنائی جس کے ذمے اس جنگ کو ختم کرانا تھا۔اس انجمن کے امیروں میں سرکار دو عالم ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سرفہرست تھے اور دونوں کی خواہش تھی کہ اس جنگ کو بھرپور جدوجہد کے ذریعے ختم کرایا جائے۔

اس انجمن نے بہت تاریخی کارنامہ انجام دیا جس کی وجہ سے عربوں میں جنگ بندی ہوگئی۔سرکار دو عالم ﷺ اس انجمن کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر اب بھی ایسی انجمن بنائی جائے تو میں اس میں ضرور شرکت کروں گا۔

رسول اللہ ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس انجمن کے اکٹھے ممبر تھے۔یہ آپ کی مشترکہ سوچ کی جھلک ہے جو نظر آ رہی ہے۔

شادی کا جوڑا صدیق اکبرؓ نے دیا:

سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی شادی ہوئی تو آپ نے اس روز جو لباس زیب تن فرمایا وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا تھا۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

غیر اللہ کو کبھی سجدہ نہیں کیا:

مشرکین مکہ غیر اللہ سے مانگنا
غیر اللہ سے فریاد کرنا
اور غیر اللہ کے سامنے جھکنا

اپنا فریضہ منصبی سمجھتے تھے۔انہیں غیر اللہ کی پکار اور غیر اللہ سے فریاد کے بغیر مزہ ہی

نہیں اتا تھا، مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فطرتاً توحید پرست پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے انہوں نے کبھی اپنی ابتدائی زندگی میں بھی غیر اللہ کو سجدہ نہیں کیا تھا، چنانچہ آپ کے متعلق آتا ہے کہ

اَنَّ اَبَا بَکْرٍ لَمْ یَسْجُدْ لِصَنَمٍ قَطُّ

''ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا۔'' (سیرت حلبیہ)

ابوبکر صدیقؓ اپنے محبوب کو اعلانِ نبوت سے پہلے ہی نبی سمجھتے تھے:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے اس قدر قریب تھے کہ آپ حضور کی عادات و اطوار سے سمجھ گئے تھے کہ میرے محبوب وہی نبی ہیں جن کا پہلی کتابوں میں ذکر آتا ہے اور جن کی آمد آمد ہے اور جن کا ظہور ہونے والا ہے، چنانچہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلانِ نبوت سے قبل ہی اللہ کا سچا نبی اور رسول سمجھتے تھے، چنانچہ سیرت حلبیہ میں آتا ہے کہ

اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَۃِ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اٰمَنَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ النُّبُوَّۃِ اَیْ عَلِمَ اَنَّہُ النَّبِیُّ الْمُنْتَظِرُ۔ (سیرت حلبیہ)

''ابونعیم نے بعض صحابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نبوت سے پہلے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے۔ مراد یہ ہے کہ وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی منتظر سمجھتے تھے۔''

خطیب کہتا ہے!

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں بلکہ اہل علم نے اس پر تحقیق و ریسرچ کی۔ ہمارے زمانے کے جید عالم دین امام اہلسنّت حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاری جوہری رحمہ اللہ نے اپنی علمی تحقیق کا نچوڑ پیش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نبوت سے پہلے ایمان لانے پر تعجب نہیں کرنا چاہئے۔ شامی راہب بحریا نامی اور ملک یمن کے ازدی

عالم کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہونے والا پیغمبر اور نبی سمجھتے تھے۔"

ارباب تاریخ سب سے پہلے ایمان لانے پر طویل گفتگو کرتے ہیں اور مختلف روایات کو ایک خاص دستور کے مطابق تطبیق دینے کی سعی مشکور کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

لیکن جب ابونعیم صاحب حلیۃ الاولیاء کی روایت بالا کو صحیح تسلیم کرلیا جائے اور صحیح تسلیم نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے تو بلا اختلاف سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت سیدنا ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ ٹھہرتے ہیں، کیونکہ جن بزرگوں کی اولیات کی روایات آتی ہیں وہ چار بزرگ ہیں:

۱۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا
۲۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اور یہ سب روایات دعوائے نبوت اور اظہار رسالت کے بعد کی ہیں، لیکن ان چاروں بزرگوں میں سے صرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک ایسی ہستی ہیں جن کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوائے نبوت سے پہلے ایمان لانے کی روایات آتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کانوں میں دعوائے نبوت پہنچتا ہے تو آپ نے کوئی انکار نہیں کیا، بلکہ تردد بھی نہیں فرمایا۔ جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ

مَا کَلَّمْتُ اَحَدًا فِی الْاِسْلَامِ اِلَّا اَبٰی عَلَیَّ وَ رَاجَعْنِیْ فِی الْکَلَامِ اِلَّا ابْنُ اَبِیْ قُحَافَۃَ فَاِنِّیْ لَمْ اُکَلِّمْہُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا قِبَلَہٗ وَاسْتَقَامَ عَلَیْہِ
(سیرت حلبیہ ج۱)

”میں نے اسلام کے بارے میں جس سے بھی گفتگو کی اس نے سوال و جواب کیا مگر ابو قحافہ کے بیٹے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیونکہ میں نے اس سے جو بات بھی قائم کی ہے اس نے قبول کر لی ہے اور اس بات پر مضبوطی سے قائم رہا ہے۔“

صدیق اکبرؓ بازی لے گیا:

☆ اعلانِ نبوت سے پہلے ہی حضور ﷺ کا یار۔

☆ اعلانِ نبوت سے پہلے ہی حضور ﷺ کا فدائی۔

☆ اعلانِ نبوت سے پہلے ہی حضور ﷺ پر مال لٹانے والا۔

☆ اعلانِ نبوت سے پہلے ہی حضور ﷺ پر جان فدا کرنے والا۔

☆ اعلانِ نبوت سے پہلے ہی حضور ﷺ کی نبوت کا شیدائی۔

☆ اعلانِ نبوت سے پہلے ہی حضور ﷺ کے انوارات کا معترف۔

☆ اس دن کے انتظار............میں کہ

جوں ہی حضور ﷺ نبوت کا اعلان فرمادیں۔

میں غلامی کا اعلان کردوں۔

دما دم مست قلندر

ابوبکرؓ کا پہلا نمبر

حضرات گرامی! آپ کے سامنے چند جھلکیاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پیش کی گئی ہیں جن سے آپ کی زندگی کا سراپا عشق مصطفوی سے لبریز نظر آتا ہے۔

اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی سرکار دو عالم ﷺ کی رفاقت وصداقت کے لئے کیا تھا۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہا

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن